فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

”اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو“ (القرآن)

انّما شفاءُ العِیِّ السؤالُ

لاعلمی کا علاج پوچھنے میں ہے۔ (الحدیث)

تحفۂ اہلحدیث

ابو بلال جھنگوی

ادارہ ”العزیز“ نزد جامع مسجد صدّیقیہ گلہ برف خانہ سیالکوٹ روڈ کھوکھرکی گوجرانوالہ

Www.Ahlehaq.Com

مسئلہ رفع یدین

غ: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ برادر، کیا حال ہے؟

س: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ بھائی، اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، آپ کی دعائیں ہیں۔

غ: پہلے بھی ایک دوست نے آپ سے چند مسائل پر گفتگو کی، وہ کافی مطمئن ہوا۔ ایک مسئلہ ہے جس پر میری تسلی نہیں ہوتی، کافی رسالے بھی پڑھے، علماء کی تقاریر بھی سنی ہیں۔

س: کون سا مسئلہ ہے جو آپ کے لیے لاینحل بنا ہوا ہے؟ برادر، دنیا میں کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس کا حل نہ ہو۔ ارشاد فرمائیے۔

غ: وہ مسئلہ تو عام ہے۔ ہم اہل حدیث جن کو تم غیر مقلد کہتے ہو، نماز میں رفع یدین کرتے ہیں اور آپ حنفی نہیں کرتے۔ الجھن یہ ہے کہ آپ بڑی شد ومد سے اس کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے دوست ہمیشہ اس کو سنت ثابت کرتے ہیں، اسی کی دعوت دیتے ہیں اور یہی رفع یدین اہل حدیث کی ظاہری علامت ہے۔

س: بھائی جان، دنیا میں بہت سارے مسائل ہیں جن پر بحث مباحثے ہوتے ہیں لیکن بعض مباحثے بغیر اصول اور قانون کے ہوتے ہیں، ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جو بھی گفتگو بااصول ہوگی، وہ فریقین کے لیے فائدہ مند ہوگی۔

غ: ہم بھی تو بااصول گفتگو کے قائل ہیں۔ وہ اصول کیا ہیں؟

س: دیکھیں باہم مشاورت سے جو اصول بھی طے ہو جائیں، ان سے گریز نہیں ہونا چاہیے۔

غ: ان شاء اللہ، باضابطہ اصولوں سے گریز نہیں کریں گے، تب ہی تو کوئی نتیجہ نکلے گا۔

س: مسئلہ رفع یدین میں سب سے پہلے محل متعین کیا جائے کہ کہاں کرنا ہے اور کہاں نہیں کرنا۔ نمبر دو یہ کہ ہاتھ کہاں تک اٹھانے ہیں؟ نمبر تین یہ کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ سے آخر عمر تک ثابت کیا جائے یعنی اس کو سنت ثابت کرنا ہے۔

غ: ان شاء اللہ اسی طرح ہوگا۔

س: دوسرا جب احادیث جانبین سے پیش ہوں گی تو ترجیح کن احادیث کو دی جائے گی؟

غ: ترجیح بخاری اور مسلم کی روایات کو دی جائے گی۔ دوسرا صحیح حدیث کو غیر صحیح پر ترجیح ہوگی۔ تیسرا روایات کی کثرت کو دیکھا جائے گا، جن کی طرف روایات زیادہ ہوں گی، ان کی بات کو مان لیا جائے گا۔

س: بھائی صاحب، ان قوانین کو اگر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر توڑ دیا تو آپ کو کون منوائے گا؟

غ: یہ قوانین میں ہی بتا رہا ہوں تو توڑوں گا کس طرح؟

س: دیکھیں آپ قرآن وحدیث کا نام لے کر بات شروع کرتے ہیں لیکن آخر میں بات یہاں ختم ہو جاتی ہے کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ

کہا۔

غ: یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے۔ ہم قرآن وحدیث کے علاوہ کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ صرف اور صرف قرآن وحدیث کی بات کرتے ہیں۔ جب حدیث مل جائے تو اس پر جان دے دیتے ہیں، مر جاتے ہیں لیکن حدیث کو نہیں چھوڑتے۔ یہ اہل حدیث کا اصول ہے۔ ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں نے کہا۔

س: بھائی صاحب، اللہ تعالیٰ آپ کو اس معاہدہ پر پختہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غ: وعدہ خلافی کو تو اللہ کے رسول ﷺ نے منافقین کی علامت بتایا ہے۔ ہم اہل حدیث کس طرح وعدہ خلافی کر سکتے ہیں۔

س: بھائی، میں نے عرض کیا تھا کہ رفع یدین کتنی جگہ کرتے ہو؟

غ: ہم اہل حدیث (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع جاتے ہوئے (۳) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے (۴) دوسری رکعت سے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور یہ کندھوں تک کرتے ہیں۔ یہ ہمارا عمل ہے۔

س: ہم اہل سنت والجماعت حنفی نماز کے ابتداء میں یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے ہیں، اس کے علاوہ عمومی نمازوں میں کہیں بھی نہیں کرتے۔

غ: یہ رفع یدین اول نماز میں کرنا اور پھر پوری نماز میں نہ کرنا حدیث سے دکھانا ہوگا۔ حدیث سے اور حدیث بھی صحیح ہو۔

س : بھائی صاحب، کیا ہو گیا ہے۔ ابھی سے ہی جوش دکھانا شروع کر دیا ہے۔ بات تو بڑی آگے جانی ہے۔ حوصلہ رکھو۔ صبر اور تحمل اچھی چیز ہے۔

غ : میرا خیال ہے۔ مسئلہ رفع یدین پر بات شروع ہو جائے۔

س : بھائی، پہلے جو اصول آپ نے بیان فرمائے ہیں، انہیں کو دیکھ لیتے ہیں۔

غ : یار، بار بار آپ اصولوں کی بات کرتے ہیں، ہم آپ کو بے اصول لوگ نظر آتے ہیں؟

س : برادرم، کیوں گھبراتے ہو۔ ابھی معلوم ہو گا کہ آپ بااصول ہیں یا بے اصول۔

غ : ہمارے قانون بالکل ٹھیک ہیں، کوئی حنفی انہیں غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ بے شک ساری دنیا کے حنفی جمع ہو جائیں، ہمیں شکست نہیں دے سکتے۔

س : میرے بھائی، جو گھر سے قسم کھا کے آئے کہ میں نے بات غور سے سننی بھی نہیں، اگر سننی ہے تو ماننی نہیں تو اس کو حنفی کیا، جناب رسول اللہ ﷺ بھی نہ منوا سکے جس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

غ : ہمارا پہلا اصول یہ ہے کہ ہم متفق علیہ حدیث (یعنی جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی صحیح کتابوں میں درج کیا ہو) پر کسی دوسری کتاب کی روایت کو بالکل ترجیح نہیں دیتے اور نہ بخاری اور مسلم کے مقابلے میں دوسری کتاب کو مانتے ہیں۔

س : بھائی جان، ابھی پتہ چل جاتا ہے۔ میں مسائل پیش کرتا ہوں، آپ

تصدیق فرمایئے گا یا تردید کیجئے گا۔

غ: ضرور بیان فرمائیں۔

س: برادرم غور فرمائیں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۳۵، مسلم ج ۱ ص ۱۳۳ پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنا دونوں کتابوں میں نہیں ہے۔ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث ترمذی شریف باب النہی عن البول قائما ج ۳ ص ۹ میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے۔ حضرت عمر ؓ کو رسول پاک ﷺ نے فرمایا آئندہ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو آدمی آپ کو یہ بات بتلائے کہ نبی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا، اس کی بالکل تصدیق نہ کرنا۔ اب اپنے قانون کے مطابق انصاف فرمائیں کہ بخاری و مسلم میں تو بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی حدیث نہ ہو اور ترمذی میں ہوں، ساری امت بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کو چھوڑ کر بیٹھ کر پیشاب کر رہی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے، جو انگریز کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں، آپ کے قانون کے مطابق پکے اہل حدیث ہوں گے اور جو مسلمان بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں، وہ منکر حدیث ہوں گے اور خصوصاً امام ترمذیؒ جو امام بخاریؒ کے شاگرد ہیں اور بخاری کے خلاف حدیث نقل فرما رہے ہیں۔ ان کے متعلق جناب کا فتویٰ کیا ہے۔ صادر فرمایئے۔

غ: آپ بات پیشاب کی طرف لے گئے، بات رفع یدین کی تھی۔

س: بھائی جان، آپ روزانہ پیشاب کرتے ہیں تو کس طرح کرتے ہیں، کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر؟

غ: بیٹھ کر۔

س: کیوں؟ یہ تو بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کے خلاف عمل ہے۔ آپ خدا کے لیے اپنے قاون کو تو نہ توڑیے۔

غ: نبی پاک ﷺ نے جو کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا، آپ کو مجبوری تھی۔ حاشیہ پر لکھا ہے۔

س: برادرم آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ میں اصولوں کے مطابق بات کروں گا۔ اب آپ قرآن وحدیث چھوڑ کر حاشیہ کی طرف طواف فرما رہے ہیں۔ اگر آپ قرآن وحدیث اور اصول میں سچے ہیں تو حاشیہ کو چھوڑیے۔ مجبوری والی بات صرف حدیث پاک میں دکھائیے اور اس سوال کا بھی جواب دیجئے کہ امام ترمذی اور دیگر مسلمان منکر حدیث ہیں یا کیا ہیں؟ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والے انگریز اہل حدیث ہیں یا نہیں؟

غ: یار، یہ پیشاب والی مثال اچھی نہیں۔ کوئی اور مثال دیں۔

س: پیارے، اگر آپ کو اس کا جواب نہیں آتا اور یقیناً نہیں آتا تو ہم کئی اور مثالیں پیش کر دیتے ہیں۔ آپ ماننے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ سنیں جس میں آپ بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایات چھوڑتے ہیں۔ بخاری، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة ج ۱ ص ۳۱ و ۳۲ اور مسلم، باب آخر فی صفة الوضوء ج ۱ ص ۱۲۳ میں حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ وضو کے لیے جب کلی فرماتے اور

ناک میں پانی ڈالتے تو ایک ہی چلو سے دونوں کام کرتے۔ کلی اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ چلو نہ بھرتے تھے۔ اب کلی اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ چلو لینے کی حدیث نہ بخاری میں ہے اور نہ مسلم میں۔ ہاں امام ترمذیؒ امام شافعیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ ان جمعهما فی کف واحد فهو جائز وان فرقهما فهو احب الینا (ترمذی، باب المضمضة والاستنشاق من کف واحد ج ۱ ص ۱۴) "اگر ایک ہی چلو سے کلی بھی کرے اور ناک میں بھی پانی ڈالے تو یہ بھی جائز ہے لیکن اگر الگ الگ چلو بھرے تو یہ ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے" یعنی وہ حدیث جو متفق علیہ ہے، اس پر عمل کرنا جائز تو ہے لیکن زیادہ پسندیدہ عمل الگ الگ چلو لینے کا ہے۔ فیصلہ آپ پر ہے کہ امام شافعیؒ متفق علیہ حدیث کو چھوڑ کر کیا بنے؟ ذرا فتویٰ لگایئے اور اپنے قانون کو داد دیجئے۔

اور سنیں۔ جوتا پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث بخاری، باب الصلوة فی النعال ج ۱ ص ۵۶ اور مسلم، باب جواز الصلوة فی النعلین ج ۱ ص ۲۰۵، ۲۰۸ میں ہے اور جوتا اتار کر نماز پڑھنا نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں۔ ہاں ابو داؤد میں ہے۔ اب جتنے غیر مقلد جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں، بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت اور حدیث کو چھوڑ کر ابو داؤد کی روایت پر عمل کرتے ہیں۔ فرمایئے ان غیر مقلدین پر منکرین حدیث ہونے کا فتویٰ لگاؤ گے جس طرح فوراً ہمارے اوپر لگاتے ہو؟

بخاری باب بدء الاذان ج ۱ ص ۱۶۵ اور مسلم باب صفۃ الاذان ج ۱ ص ۱۶۴ میں بلا ترجیع اذان کا ذکر ہے، تمہاری مساجد میں ترجیع والی اذان دے کر

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کا انکار کیا جاتا ہے۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ ہمارا قانون ہے کہ ہم بخاری و مسلم کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔

ان مسائل کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں آپ بخاری و مسلم کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔

غ: یار، اس قانون کو چھوڑیے، مسئلہ رفع یدین پر بات کریں۔

س: مسئلہ رفع یدین پر گفتگو اصول کے تحت ہوگی تو فائدہ ہوگا۔ پہلے فرمایا تھا کہ اصول کے مطابق بات ہوگی، اب کہتے ہو کہ اصول کو چھوڑیے۔ آخر کیوں؟

غ: جن مقامات پر ہم اہل حدیث رفع یدین کرتے ہیں، آپ کیوں نہیں کرتے؟

س: آپ کہاں کرتے ہیں؟

غ: آپ کو پہلے بتا چکا ہوں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے اور دوسری رکعت سے تیسری رکعت کو جاتے ہوئے۔

س: میں بھی بڑے پیار سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ سجدوں میں رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

غ: عجیب بات ہے، جب ہم سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تو ہم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟

س: جی ہاں، یہ اسی طرح عجیب بات ہے جس طرح ہم رکوع والا رفع یدین نہیں کرتے اور آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں۔ اور آپ سجدے والا

نہیں کرتے تو ہم پوچھ رہے ہیں۔ رکوع والا رفع یدین چھوڑنے پر آپ ہم سے پوچھ سکتے ہیں تو ہم بھی سجدے کا رفع یدین چھوڑنے پر آپ سے پوچھ سکتے ہیں۔

غ: بھئی ہم سجدے والے رفع یدین کے تارک ہیں‘ اس کا سوال کیوں ہو رہا ہے؟

س: پیارے بھائی‘ جب ہم رکوع والے رفع یدین کے تارک ہیں تو ہم سے اس کا سوال کیوں ہو رہا ہے؟

غ: سجدوں والا رفع یدین صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو آخر عمر تک نبی پاک ﷺ نے نہیں فرمایا۔

س: میرے بھائی‘ یہی بات میں آپ سے کہلوانا چاہتا تھا۔ آپ نے تین باتیں فرمائی ہیں۔ پہلی یہ کہ سجدوں والا رفع یدین صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔ آپ کی یہی بات غلط ہے۔

غ: کیوں غلط ہے۔ کسی اہل حدیث نے سجدوں والی رفع یدین کی احادیث کو نہیں مانا۔

س: محترم ابھی دکھا دیتا ہوں۔ ذرا صبر کریں۔

غ: دینی مسئلے میں صبر نہیں کروں گا۔ جلدی دکھا دیں کہ سجدوں والے رفع یدین کو کسی اہل حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہو۔

س: بھائی صاحب یہ میرے ہاتھ میں آپ کی کتاب فتاویٰ علماء حدیث ہے۔ اس کی جلد ۴ ص ۳۰۵ و ۳۰۶ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سجدوں میں رفع یدین کرنے والا درست ہے اور روکنے والا خطا کار ہے۔

(۲) یہ حدیث یعنی سجدوں میں رفع یدین والی حدیث صحیح ہے۔

(۳) سجدوں والی رفع یدین جنہوں نے چھوڑی ہے' غفلت اور سستی سے چھوڑ دی ہے۔

(۴) یہ رفع یدین منسوخ نہیں ہے' یہ نبی ﷺ کا آخری عمل ہے۔

(۵) اس رفع یدین پر عمل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں مثلاً" ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اس کے فاعل ہیں۔

(۶) اس رفع یدین کے کرنے والے کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔

(۷) بلا شبہ اس رفع یدین کو زندہ کرنے والا مردہ سنت کو زندہ کرنے والا ہے۔

(۸) جو اسے ناجائز کہے' وہ اسرار شریعت سے محروم ہے۔

(۹) جو اس رفع یدین سے روکے' وہ معاند حق ہے یعنی حق سے عناد رکھنے والا ہے۔

غ : فتاویٰ علماء حدیث سے آپ نے یہ حوالہ جات دکھائے' یہ کوئی ہماری معتبر کتاب نہیں۔

س : خیر معتبر تو آپ کی کوئی بھی نہیں اور نہ ہی آپ کا کوئی عالم معتبر ہے۔ جس کتاب سے مطلب کی بات ملے گی' وہی معتبر ہوگی۔ آپ لوگوں کی یہ عادت ہے۔ اپنے جس عالم کی بات پسند نہ آئے' فوراً" کہہ دینا کہ میں اسے نہیں مانتا۔ پہلے اسے عالم بھی مانتے ہیں' مقتدیٰ بھی۔ جب وہ کتاب لکھ دیتا ہے' عین اسی وقت وہ بے چارہ مولوی غیر معتبر ہو جاتا ہے اس لیے میرا مشورہ تو غیر مقلد مولویوں کو یہی ہے' کتابیں لکھ کر غیر معتبر نہ بنیں۔

بغیر کتابوں کے معتبر رہیں اور اس میں آپ کی بھلائی ہے۔

غ: ہم اس عالم کی بات لیتے ہیں جو قرآن وحدیث کے مطابق لکھے۔

س: اس کا مطلب یہ ہوا کہ فتاویٰ علماء حدیث کے مرتب نے سارا کچھ قرآن وحدیث کے خلاف لکھا ہے۔ جب آپ کے علماء قرآن وحدیث کے خلاف لکھنے سے نہیں ڈرتے' بے دھڑک لکھتے چلے جاتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ اہل حدیث تو کجا وہ ایماندار بھی رہے یا نہیں؟

غ: بہرحال فتاویٰ علماء حدیث والے کی بات ہم نہیں مانتے۔

س: بھائی جان' آپ نے جو اس کی بات اور تحقیق کو چھوڑا ہے تو کس تحقیق سے چھوڑا ہے؟

غ: یار ہم کوئی مقلد ہیں کہ ہر بات مانتے چلے جائیں۔ جو بات اچھی لگی' لے لی اور جو بری لگی' اسے چھوڑ دیا۔

س: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کو صرف اور صرف حدیث رسول ہی بری لگتی ہے کیونکہ فتاویٰ علماء حدیث والے نے حدیث پیش کی ہے اور آپ فرماتے ہیں ہم بری بات کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی آپ نے حدیث کو برا سمجھ کے چھوڑا ہے۔ ہائے افسوس' خدا برا کرے اس ضد اور ہٹ دھرمی کا کہ عام صحیح بات تو کجا' حدیث پیغمبر ﷺ کے ماننے میں بھی یہ دیوار بنی ہوئی ہے۔

غ: ہم مقلدین کی طرح بغیر تحقیق کے بات مان لیں تو ہم میں اور مقلدین میں کیا فرق رہا؟ تم تو امام کی تقلید بغیر تحقیق کے کرتے ہو' تمہیں تو یوں کہنا مناسب ہے۔

تقلیدی خر نے کیا باؤلا   نہ شرم پیغمبر نہ خوف خدا

س: میرے بھائی، آپ حسد اور بغض کی آگ میں کچھ زیادہ ہی بھنے ہوئے ہیں۔ بات تو چل رہی تھی کہ آپ اپنے علماء کی بات تو کجا، حدیث پیغمبر ﷺ بھی نہیں مانتے اور باوجود جاہل ہونے کے اپنے علماء کو جاہل کہہ کر ان کی تحقیق پر جج بن بیٹھتے ہو تو میں بھی آپ کے بارے میں یوں کہنا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔

ائمہ کے ویری یہ لال ہوئی   آپس میں لڑ لڑ کے ہوں گے تباہ
فقہ دشمنی کی ملی ہے سزا   نہ حدیث پر عمل ہے نہ خوف خدا

غ: معتبر کتاب وہ ہوگی جس پر علماء کی تصدیقات ہوں۔

س: یعنی جب تک علماء کی تصدیق نہ ہو، بے شک اس میں آیات اور احادیث بھی لکھی ہوئی ہوں، غیر معتبر ہی رہے گی۔ وہ آیات اور احادیث علماء کی تصدیق سے ہی معتبر ہوتی ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر تقلید کیا ہوگی؟ اس کے علاوہ تقلید کس کو کہتے ہیں؟

غ: دیکھیں، آپ نے تقلید کی بات چھیڑ دی ہے۔ ہم تقلید کسی کی نہیں کرتے۔ چاروں اماموں میں سے کسی کی بات کو بھی نہیں مانتے۔

س: بھائی جان، چار اماموں کو صحیح سمجھ کر چھوڑا ہے یا غلط سمجھ کر۔

غ: اگر صحیح سمجھتے تو چھوڑتے کیوں؟ غلط سمجھ کر ہی چھوڑا ہے

کہا ہے ابو حنیفہ نے کب یہ بھلا   کہ تقلید میری کرو تم سدا
کہی بات ایسی انہوں نے نہیں   نہ ملتی ہے ان کی کتب میں کہیں

س: میرے بھائی، جب کسی کی تحقیق پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو معترض

اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اعتراض کرتا ہے۔ آپ نے خود کو چار ائمہ سے بڑا سمجھا ہے تبھی تو ان کو غلط کہہ رہے ہو۔ میرا خیال ہے، عربی عبارت بھی آپ کو صحیح پڑھنی نہیں آئے گی۔ جو صحیح عبارت بھی نہ پڑھ سکے، وہ بھی ائمہ اربعہ کو غلط کہے، اس سے بڑی جہالت اور کیا ہوگی؟ اگر ہر بات صرف نبی ﷺ کی ہی ماننی ہے، ان کے علاوہ کسی کی بات حجت ہے ہی نہیں تو پھر آپ کے شعر کا جواب یوں نہ دے دوں؟

کہا ہے نبیؐ نے کب یہ بھلا   کہ اصح ہے بخاری قرآن کے سوا
تبھی تو ہے تقلید سے تو خفا   اولو الامر سے گیا تو نظریں ہٹا
کرے گی بے ادبی تجھے بے حیا   پڑے گی اٹھانی رسوائی جا بجا

غ: فتاویٰ علماء حدیث والے نے تو درج کر دیا ہے کہ سجدوں کا رفع یدین آپ ﷺ کا آخری عمل ہے، اس کے کرنے سے سو شہید کا ثواب ملتا ہے لیکن امام بخاریؒ نے تو نہیں کہا نا؟

س: اگر امام بخاریؒ اس حدیث کو صحیح کہہ دیں تو آپ کا ہمارے ساتھ کیا معاہدہ ہے؟

غ: معاہدہ کیا کرنا ہے، امام بخاریؒ اس حدیث کو صحیح کہہ ہی نہیں سکتے۔

س: لیجئے بھائی صاحب، امام بخاریؒ تو اس رفع یدین کو سنت لکھ رہے ہیں۔ امام بخاریؒ کا رسالہ جزء رفع یدین جس کا اردو ترجمہ مولوی خالد گرجاکھی غیر مقلد نے کیا ہے، اس کے ص ۶۶ پر موجود ہے۔

غ: دیکھیں سجدوں میں رفع یدین کو سنت کہنے کا قول امام بخاریؒ کا نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن مہدی کا ہے۔

س: پیارے، امام بخاریؒ کو اس سے اختلاف ہوتا تو اس قول کی تردید ضرور فرماتے اور اس قول پر اعتراض کرتے۔ امام بخاریؒ کا اختلاف نہ کرنا اور خاموشی سے گزر جانا ان کی رضا کی دلیل ہے جس طرح علماء کہا کرتے ہیں کہ السکوت فی معرض البیان بیان

غ: دیکھیں، دین کی تحقیق قیامت تک ہوتی رہے گی اور علماء کرتے رہیں گے۔ اب نیا کوئی ایسا اہل حدیث محقق نہیں ہے جس نے سجدوں کی رفع یدین کو صحیح کہا ہو۔

س: میرے بھائی، اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ آپ ایک بات پر نہیں ٹھہرتے۔ پہلے امام بخاریؒ کا حوالہ مانگا، ہم نے دکھا دیا۔ اب اپنے محقق کی بات مانگتے ہیں۔ جب وہ دکھا دوں گا تو اسے بھی غیر معتبر کہہ کر ٹھکرا دیں گے۔

غ: جب میں خود مطالبہ کر رہا ہوں تو ٹھکراؤں گا کیسے؟

س: محترم جس طرح پہلے کئی حوالے مطالبہ پورا ہونے کے بعد ٹھکرا چکے ہو۔

غ: کسی نئے عالم کا حوالہ دکھائیں تو سہی۔

س: آپ فرما رہے ہیں کہ دین کی تحقیق قیامت تک ہوتی رہے گی۔ ہمارے نزدیک تو دین کی تحقیق خیر القرون میں ہو چکی ہے۔ دین کوئی کھلونا نہیں ہے کہ جو چاہے اس کے بارے میں اپنی نئی تحقیق پیش کرے اور پہلے لوگوں کی تحقیق یعنی خیر القرون کے مجتہدین کی تحقیق پر قلم پھیر دے۔ اس طرح دین عظیم کے ساتھ کھیلنے کی اجازت ہم کسی کو نہیں دیں گے۔ اگر ہر

ایرا غیرا جاہل تحقیق شروع کر دے گا تو دین کا حشر وہی ہو گا جو بڑھیا نے باز کا کیا تھا۔

غ: بہرحال آپ دکھائیں کہ ہمارے نئے محقق نے سجدوں کی رفع یدین کو صحیح کہا ہو۔

س: یہ دیکھیں صفہ صلوۃ النبی ﷺ ج ۱ ص ۱۴۶ و ۱۴۷ بمع حاشیہ ناصر الدین البانی غیر مقلد مولوی ہے۔ اس دور کا نیا محقق ہے' اس نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ سجدوں کا رفع یدین بھی کرتے تھے اور حاشیہ پر لکھا ہے کہ سلف میں سے ایک جماعت بھی مشروع ہونے کی قائل ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی سجدوں کا رفع یدین کرتے تھے۔ برادرم! اب تو شیعہ جو سجدوں میں رفع یدین کرتے ہیں' پکے اہل حدیث ہو گئے اور آپ نے ان صحیح احادیث کو چھوڑ کر جو فتویٰ اپنے لیے صادر فرمائیں' وہی رکوع والے رفع یدین کے ترک کی وجہ سے ہم پر بھی لگا دیں۔

غ: ناصر الدین البانی کوئی نبی ہے کہ ہم اس کی ہر بات مانتے جائیں؟

س: تو کیا آپ نبوت کے منصب پر فائز ہیں کہ ہم آپ کی ہر بات مانتے جائیں؟

غ: ناصر الدین البانی ہو یا کوئی بڑا چھوٹا' غلطی سب سے ہو جاتی ہے۔

س: ہر ایک کی غلطی کا اقرار کرو گے' مگر خود کو کبھی غلط نہیں کہو گے۔ میں ان علماء کو نبی ہرگز نہیں منوانا چاہتا' میں آپ کے وعدہ کے مطابق آپ کو آپ ہی کے علماء کے حوالہ جات دکھا رہا ہوں اور آپ اس کے باوجود بھی پورے اور پکے غیر مقلد بنے ہوئے ہیں۔

غ: اس کے علاوہ اور کوئی حوالہ ہو تو پیش فرمائیں۔

س: لیجئے امام نوویؒ نے شرح مسلم ج ا ص ۱۶۸ پر لکھا ہے' وقال ابوبکر بن المنذر وابو علی الطبری من اصحابنا وبعض اهل الحدیث یستحب ایضاً فی السجود (باب استحباب رفع الیدین) یعنی سجدوں کا رفع یدین مستحب ہے۔

غ: مجھے سمجھ نہیں آتی اتنے دلائل کے باوجود ہمارے اہل حدیث سجدوں والا رفع یدین کیوں نہیں مانتے؟

س: اسی طرح جس طرح آپ نہیں مان رہے اور سوال پر سوال کرتے جا رہے ہیں۔ کوئی ایسی کتاب بتائیں جو آپ کے علماء نے لکھی ہو اور آپ اس پر کلی اعتماد کرتے ہوں کہ اس نے کوئی غلطی نہیں کی اور نہ ہی اس کتاب میں جھوٹ بولا ہو

غ: علماء بھی بھلا جھوٹ بولتے ہیں؟

س: اس سے پہلی گفتگو میں جو آپ نے علماء کو غیر معتبر اور غیر نبی کہہ کر ٹھوکریں ماری ہیں' جھوٹا سمجھ کر ہی ایسا کیا ہے۔ اگر سچے ہوتے تو آپ انہیں کیوں چھوڑتے۔ آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ سجدوں والا رفع یدین جس کو آپ کے علماء نے سنت اور آخری عمر کا فعل لکھا ہے' اور اس پر سو شہیدوں کا ثواب بتایا ہے' اب میں وہ سچے ہیں یا جھوٹے؟

غ: اب میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں؟

س: تم نے کیا کہنا ہے' دل سے تو جھوٹا سمجھ رہے ہو اور عملاً بھی انہیں جھوٹا کہہ رہے ہو لیکن صرف زبان سے اقرار نہیں کرتے۔ اگر سچا

کہتے تو ان کی بات ضرور مانتے۔

غ: یار آپ بہت تنگ کر رہے ہیں۔ اگر میں کہہ دوں کہ وہ علماء سچے ہیں تو آپ کیا کریں گے؟

س: میں کہوں گا کہ اگر وہ سچے ہیں تو پھر آپ جھوٹے ہیں۔ اگر آپ سچے ہیں تو پھر وہ جھوٹے ہیں۔

غ: دیکھیں ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے، ہر ایک تحقیق کر سکتا ہے، کسی کے پیچھے لگنے کی کیا ضرورت ہے؟

س: ہر مسئلے میں پہلے علماء کی تحقیق غیر معتبر ہے یا صرف سجدوں والے رفع یدین میں۔

غ: ہر مسئلے میں تحقیق کرنی چاہئے۔

س: دیکھ لیں یہ قانون بھی کہیں آپ کے لیے وبال جان نہ بن جائے۔

غ: میں تو کہتا ہوں کہ ہر مسئلے میں ہر آدمی کو اپنی تحقیق کرنی چاہئے۔

س: چلو ٹھیک ہے، میں سوال کرتا جاتا ہوں، آپ صرف اپنی تحقیق پیش کریں۔ کسی دوسرے عالم کی تحقیق کو مت ہاتھ لگائیں اور ساتھ آیت یا حدیث پاک کا حوالہ بھی دیتے جائیں۔

غ: آپ کیا سوال کریں گے؟

س: پہلے تو سوالات نماز کے متعلق کرتا ہوں۔

(۱) دن رات میں مسلمانوں پر کتنی نمازیں فرض ہیں؟

(۲) پھر ہر ایک نماز کی کتنی کتنی رکعات ہیں؟

(۳) پھر فرائض کی تعداد ہر نماز میں کیا ہے، سنن کی تعداد کیا ہے اور نوافل

کتنے ہیں؟

(۴) ہر نماز کے اوقات بھی دوسرے علماء کی تحقیق سے ہٹ کر صرف اپنی تحقیق کے مطابق بتا دیں۔

(۵) نماز کا کون سا رکن رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور کس رکن کے رہ جانے سے نماز دہرانی پڑتی ہے؟

(۶) نماز کن چیزوں سے ٹوٹ جاتی ہے؟

(۷) نماز کی شرائط بدن کپڑے وغیرہ کے پاک ہونے کی کیا حیثیت ہے؟ یہ شرائط ٹھیک ہیں یا غلط؟ آپ صرف اور صرف اپنی تحقیق پیش کیجئے۔

(۸) نماز میں کچھ معذوری اور مجبوری سے نمازی کے لیے شریعت رسول اللہ ﷺ میں سہولت ہے یا نہیں؟

(۹) نماز سے قبل طہارت شرط ہے یا نہیں؟ اپنی تحقیق پیش فرماویں۔

(۱۰) وضو میں کتنے فرائض، کتنی سنن وواجبات ہیں؟

(۱۱) نیز فرض وسنت کی تعریف بھی اپنی تحقیق سے پیش فرمائیں۔

(۱۲) حدیث شریف کی تعریف بھی علماء کی چوری نہ کریں، اپنی تحقیق پیش کریں۔

اس کے علاوہ سارا دین ہے، سارے کی تحقیق آپ امید ہے کر چکے ہوں گے، بیان فرماویں۔

غ: آپ نے سوالات کی بھرمار کر دی۔ اتنی تحقیق میں کس طرح کر سکتا ہوں؟ میری ساری زندگی اسی میں لگ جائے گی پھر پتا نہیں میں صحیح مسئلہ تک پہنچتا بھی ہوں یا نہیں۔

س : یہی بات ہم کہتے ہیں‘ آدمی خود مجتہد نہ ہو تو کسی مجتہد کی مان لے‘ اسی میں خیر ہوتی ہے۔

غ : آپ مسئلہ رفع یدین پر دلائل شروع کریں۔

س : دیکھیں‘ آپ کو ہماری پوری نماز پر اعتراض ہے یا صرف رفع یدین پر؟

غ : مسائل تو اور بھی ہیں لیکن آج صرف مسئلہ رفع یدین پر اشکال دور کرنے ہیں۔

س : جن مسائل میں بقول آپ کے ہم کمزور موقف رکھتے ہیں‘ وہ مسائل کیا ہیں؟ بتا دیں۔

غ : رفع یدین‘ آمین بالجہر‘ فاتحہ خلف الامام‘ سینے پر ہاتھ باندھنا

س : آپ کا مطلب ہے کہ حنفی ان چار مسائل کے علاوہ باقی نماز ٹھیک پڑھتے ہیں۔

غ : جی ہاں‘ باقی نماز احناف کی ٹھیک ہے‘ صرف یہ چار مسائل غلط ہیں۔

س : آپ ان چار مسائل کے علاوہ ہماری نماز کی تحقیق کر چکے ہیں کہ ساری ٹھیک ہے؟

غ : تقریبا” کر چکا ہوں۔ یار آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟

س : میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری نماز کا جتنا حصہ صحیح ہے‘ اس کی صحت کے دلائل آپ سے مانگ لیے جائیں اور جتنا حصہ غلط ہے‘ اس کے ضعف کے دلائل آپ سے لے لیے جائیں۔

غ: جناب آپ کس طرح سوال کریں گے؟

س: محترم! اس طرح سوال کروں گا کہ نماز کے وہ اعمال وافعال جو ہمارے اور آپ کے درمیان مشترک ہیں اور آپ ان کو صحیح سمجھتے ہیں کہ حنفی حضرات نماز میں یہ کچھ صحیح کرتے ہیں، ان کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث پوچھی جائیں گی، آپ ہمارے ہر ہر صحیح عمل پر آیت یا حدیث دکھائیں گے۔

غ: یہ کیسے سوال ہوئے؟ اعمال وافعال آپ کریں اور دلائل میں دوں؟ یہ کیوں؟

س: دلائل آپ سے اس لیے پوچھے جائیں گے کہ آپ نے آخر نماز کے جس حصہ کو صحیح کہا ہے، "محض تقلیداً" صحیح کہا ہے یا تحقیق سے اور جس حصے کو غلط کہا ہے، تحقیق سے کہا ہے یا "محض تقلیداً"؟ آپ نے خود فرمایا ہے کہ ان چار مذکورہ مسائل کے علاوہ آپ کی نماز صحیح ہے۔

غ: صحیح حصہ کے متعلق سوال کریں، میں جواب دوں گا۔

س: نماز سے قبل کچھ شرائط نماز ہیں جو ہماری فقہ کی ہر کتاب میں لکھی ہوئی ہیں۔

نماز پڑھنے کے لیے کپڑوں کا، بدن کا، مقام نماز کا پاک ہونا فرض ہے، منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ نماز کی نیت، ستر کا ڈھانپنا، نماز کا وقت ہونا۔ یہ سات فرائض ہیں تو کس حدیث سے ثابت ہیں۔ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح وغیر معارض پیش فرمائیں جس میں قیاس نہ کرنا پڑے۔

غ: مجھے اتنی حدیثیں زبانی کہاں یاد ہیں؟

س : برادرم، ابھی تو نماز میں داخل بھی نہیں ہوئے اور بات نماز کے صحیح حصے پر ہونی ہے اور اس کے بعد مختلف فیہ حصے پر بھی ہونی ہے۔ آپ کہتے ہیں، مجھے احادیث یاد نہیں، آپ کو سہولت دیتے ہیں۔ پہلے تین مسائل پر بات ہو جائے۔ کپڑوں کا پاک ہونا۔ بدن کا پاک ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟

غ : آپ ان چیزوں کا پاک ہونا صحیح نہیں سمجھتے؟

س : لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہم تو صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ سے سوال ہے کہ ہمارے مسائل صحیح ہیں تو کس دلیل سے؟

غ : آپ کے پاس کوئی دلیل تو ہوگی جس کی بنا پر آپ ان شرائط کو نماز کے لیے ضروری مانتے ہیں۔

س : اگر ہماری دلیل کا ہونا ہی آپ کے لیے کافی ہے تو پھر ترک رفع یدین کی دلیل کا ہونا آپ کے لیے کافی کیوں نہیں؟ آپ ایک مسئلہ میں ہماری تقلید کرتے ہیں اور دوسرے مسئلے میں تردید؟ آخر اس کی وجہ غیر مقلدیت کے علاوہ مجھے نظر نہیں آتی۔

غ : ہمارے ہاں بھی یہی شرائط نماز ہیں کہ کپڑے، بدن، جائے نماز پاک ہونے چاہئیں۔

س : بالکل غلط ہے۔ نورالحسن خان غیر مقلد عالم کی کتاب عرف الجادی ص ۲۲ پر لکھا ہوا ہے کہ "در جامہ ناپاک نماز گزارند نمازش صحیح است" کہ ناپاک کپڑوں میں نماز بالکل صحیح ہے۔

غ : آپ کی فقہ میں بھی لکھا ہوا ہے کہ ایک درہم نجاست غلیظہ کپڑے

پر ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

س: بھائی صاحب، ابھی دیکھ لیتے ہیں کہاں ہے۔ یہ لو جی مل گیا۔ حوالہ ہدایہ ج ا ص ۷۳ پر ہے۔ اتنی مقدار کی معافی صحت نماز کے لیے ہے بہ نسبت گناہ کے۔ اتنی مقدار کو فقہاء احناف نے مکروہ تحریمی کہا ہے تو بات صاف ہو گئی۔ ہمارے ہاں کوئی بھول کر نماز پڑھ لے اور کپڑوں پر اتنی نجاست یعنی ایک درہم سے کم ہو تو نماز تو ہو جائے گی لیکن اگر معلوم ہونے پر نہ دھویا تو گناہ گار ہو گا۔

غ: فقہاء احناف نے کہاں مکروہ تحریمی کہا ہے؟

س: در مختار میں موجود ہے۔

غ: یار آپ کے علماء کو ایسا مسئلہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

س: نورالحسن خاں غیر مقلد کو کیا ضرورت تھی کہ یہ مسئلہ لکھتا کہ پلید لباس میں نماز ہو جاتی ہے۔

غ: نورالحسن خاں کو چھوڑیں، اس کو میں نہیں مانتا۔ میں تو بخاری کو مانتا ہوں۔

س: اگر آپ نورالحسن خاں کو نہیں مانتے، تو پھر جس طرح ہمارے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہو، نورالحسن خاں کے خلاف بھی کیا کرو۔ اس کو سینے سے لگانا اور صاحب ہدایہ کو کوسنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سے پیار ہے اور دوسرے سے بلاوجہ بغض ہے۔

غ: بخاری شریف کی بات کریں۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ ساری صحیح ہے۔

س : لو جی بخاری شریف بھی آ گئی۔ اس کے باب اذا القی علی ظهر المصلی قذر او جیفة لم تفسد صلوته ج ا ص ۳۷ پر ہے کہ نمازی پر کوئی گندگی یا مردار ڈال دے تو اس کی نماز خراب نہیں ہوگی۔ لو ہمارا درہم آپ کو اچھا نہیں لگتا تھا اور اس درہم کی وجہ سے شور بپا کر رکھا تھا۔ بخاری سے تو ثابت ہوتا ہے کہ پورا ٹوکرا نجاست کا بدن پر ڈالنے سے بھی نماز خراب نہیں ہوتی۔ اب بتاؤ ٹوکرے میں کتنے درہم آئیں گے؟

غ : ٹوکرے کا لفظ بخاری میں کہاں ہے؟

س : وہاں سے ثابت ہوتا ہے جہاں امام بخاریؒ فرماتے ہیں اذا القی علی ظهر المصلی قذر اور جیفة لم تفسد صلوته اب مردار بھی کسی چیز کے اندر لا کر ڈالا جائے گا اور نجاست بھی کسی چیز میں لائی جائے گی۔ میں نے ٹوکرے کا لفظ استعمال کیا ہے، آپ کڑاہی کا استعمال کر لیں۔ چونکہ عام طور پر لوگ گندی ٹوکریوں میں کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں اس لیے ٹوکرے کا نام لیا ہے۔

غ : دیکھیں امام بخاریؒ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ پلید کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے۔

س : جو حوالہ پہلے گزر چکا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؟ لو اور سنو۔ بخاری شریف کے اسی صفحے پر فرماتے ہیں، اذا صلی وفیه ثوبه دم او جنابة او لغیر القبلة او تیمم فصلی ثم ادرک الماء فی وقته لا یعید ترجمہ "جب کوئی آدمی ایسے کپڑے میں نماز پڑھ لے جس میں خون ہو یا نجاست ہو یا قبلہ سے رخ ہٹا کر نماز پڑھ لے یا تیمم سے نماز

پڑھ لے اور ابھی نماز کا وقت بھی ہو اور پانی بھی پا لے تو دوبارہ نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔" یہاں امام بخاریؒ نے فرمایا کہ کپڑوں میں نجاست ہو تو بھی نماز ہو گئی۔ احناف کے بغض میں اس طرح راکھ ہو چکے ہو کہ بخاری بھی دماغ سے محو ہو گئی یا پھر جان بوجھ کر حوالہ ہضم کرنا چاہتے ہو۔ دیکھیں جو اعتراض تم نے صاحب ہدایہ پر مقدار درہم نجاست میں کیا ہے' بخاری شریف کی عبارت کو دیکھا جائے تو اس پر بطریق اولیٰ واعلیٰ بیسیوں اعتراض ہو سکتے ہیں۔ یا تو آپ جاہل ہیں' بخاری کا کوئی اتہ پتہ ہی نہیں ہے یا پھر تیرے وجود سے بغض فقہاء نے پرزہ انصاف ہی اڑا دیا ہے یا کم از کم لوز ضرور کر دیا ہے جو اب کار آمد نہیں ہے۔

مجتہد ہر حال میں ماجور ہی ماجور ہے
دو جہاں میں منکر تقلید ہی مقہور ہے
جس نے چھوڑا اجتہاد' حق سے ہوا دور ہے
درماندہ درگاہ ہوا' رب کا یہی دستور ہے

انصاف تو یہ تھا کہ پہلے امام بخاریؒ پر اعتراض کرتے اور بعد میں فقہاء احناف پر۔

غ: امام بخاریؒ بھی غلط بات کہہ دیں تو میں بخاری کو بھی نہیں مانتا' میں تو ان کی وہ باتیں مانتا ہوں جو انہوں نے صحیح کہی ہیں۔

س: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ بخاری شریف میں صحیح اور غلط دونوں قسم کی باتیں موجود ہیں تو پھر یہ صحیح بخاری کس طرح رہی؟

غ: میں نے کب کہا ہے کہ دونوں قسم کی باتیں صحیح اور غلط موجود ہیں؟

س: آپ نے خود کہا ہے کہ امام بخاریؒ کی غلط بات ہم نہیں مانتے، اس سے ثابت ہوا کہ بخاری میں غلط باتیں بھی ہیں۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ امام بخاریؒ سے بھی بڑے عالم ہیں کہ بخاری جیسے بزرگوں کی غلطیاں بھی نکال لیتے ہیں۔ تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صحیح اور غلط کی پرکھ میں آپ کا مقام امام بخاریؒ سے بھی بلند وبالا ہے۔

غ: یار میں تو پریشان ہو گیا ہوں۔ آپ نے اتنے سوالات کیوں کیے ہیں؟

س: یہ سارے سوالات اس لیے کیے ہیں تا کہ آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوں۔

غ: ہمارا کیا دعویٰ ہے، میں نے تو کوئی دعویٰ نہیں کیا۔

س: میرے خیال میں آپ کو نسیان کا مرض لاحق ہے، اس لیے بھول گئے ہو۔ پہلے آپ نے خود کہا ہے کہ ہر مسئلے میں آدمی کو تحقیق کرنی چاہیے، میں نے چند مسائل آپ پر پیش کیے کہ ان میں آپ اب تک کتنی تحقیق کر چکے ہیں یا محض تقلید پہ گزارا ہے؟

غ: ان مسائل کو چھوڑیں، آج مسئلہ رفع یدین پر بات کریں۔

س: میرے پیارے، مجھے بھی خود اچھی طرح پتہ ہے کہ آپ حضرات کا سارا دین سمٹ کر رفع یدین ہی میں رہ گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو کوئی مسئلہ نہیں آتا۔ ہم نے چند اک سوالات سے ہی آپ کی تحقیق دانی کو توڑ کر رکھ دیا ہے اور ان سوالات سے آپ کا تحقیقی خمار بھی امید واثق ہے کہ کافور ہو چکا ہو گا جس طرح جناب کی شکل بتا رہی ہے۔

غ: رفع یدین نہ کرنے کی ایک ہی حدیث دکھا دیں۔ میں مان جاؤں گا کہ واقعی آخری عمر تک آپ ﷺ نے رفع یدین نہیں کیا۔

س: یہی رفع یدین کا مسئلہ آپ کی کل کائنات ہے۔ ان شاء اللہ اس پر ابھی آپ کی طبیعت صاف ہو جائے گی۔ نماز میں کپڑوں کا پاک ہونا تو حدیث شریف سے ثابت نہ ہو سکا، اب صرف رفع یدین ہی رہ گیا ہے۔

غ: آپ پھر کپڑے پاک ہونے کی بات کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں نہیں آتا کہ لا تقبل صلوة بغیر طهور کہ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

س: یہ حدیث صرف آپ کو یاد ہے یا امام بخاریؒ کو بھی آتی تھی، جو فرماتے ہیں پلید کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے؟ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیوں نہیں کیا؟

غ: دیکھیں اس کے اندر ہر چیز کا پاک ہونا آگیا، بدن، کپڑے اور جگہ۔ اب امام بخاریؒ کی ضرورت نہیں رہی۔

س: چلو اس حدیث پاک کے عموم سے فی الحال مان لیتے ہیں کہ تین چیزوں کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ الحمد للہ آپ نے خود ہی ثابت کر دیا کہ فقہ میں جو شرائط نماز ہیں، وہ بالکل صحیح ہیں۔

غ: میں نے غلط کب کہی ہیں؟

س: آپ نے کہا تھا کہ آپ کی نماز کا بعض حصہ صحیح ہے اور بعض غلط تو پیارے اس کے علاوہ اس کے ساتھ ملتا جلتا اور سوال کر سکتا ہوں؟

غ: ضرور کیجئے، تا کہ مجھے بھی شاید فائدہ ہو جائے۔

س : لا تقبل صلوۃ بغیر طہور میں صرف تین ہی چیزیں آتی ہیں یا اور بھی کچھ آتا ہے؟

غ : یہی تین یعنی بدن‘ کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہے۔

س : آپ نے عموم کو ذرا محدود کر دیا ہے۔ میں وسیع کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے نماز سے پہلے نیت کو بھی ریاء سے پاک ہونا چاہیے۔ دل کو حسد سے پاک ہونا چاہیے۔ زبان کو ائمہ کرام خصوصاً” امام ابو حنیفہؒ کے تبرا سے پاک ہونا چاہیے۔ دل کو فقہ کے بغض اور احناف کے کینہ سے پاک ہونا چاہیے۔ زبان کو جھوٹ اور چغلی‘ گالی اور بد زبانی سے پاک ہونا چاہیے۔

غ : نماز کے لیے یہ شرائط تو آج تک کسی نے نہیں لگائیں۔

س : کوئی لگائے نہ لگائے‘ جس طرح انہوں نے اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا تھا‘ اسی طرح کوئی اگر یہ شرائط بھی اسی حدیث سے ثابت کرے تو کسی غیر مقلد کی نماز تو ہرگز نہیں ہوگی۔

غ : تو پھر بتاؤ‘ اب میں کیا کروں؟

س : میرا مشورہ ہے‘ مجتہد کی تقلید کر لو‘ اسی میں خیر ہے۔ اچھا بھائی جان‘ یہ بتلاؤ کہ کپڑے پیشاب اور پاخانہ سے نماز سے پہلے بھی پاک ہونے چاہئیں‘ پیشاب نجس ہے۔ اس کی کوئی صریح حدیث ہے؟

غ : جی ہاں‘ ایک آدمی کو قبر میں پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا‘ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔

س : یہ بھی آپ نے قیاس کیا ہے جس کو آپ کار شیطان کہتے ہیں۔

اس حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ نماز میں پیشاب سے کپڑے پاک ہونے چاہئیں، محض قیاس ہے۔

غ: یار اتنا قیاس بھی نہ کریں تو پھر کہاں جائیں؟

س: چلو پیشاب سے پاک ہونا تو آپ نے بڑے تکلف سے ثابت کر دیا۔ اس حدیث میں اتنا بھی آتا ہے کہ اس آدمی کو پیشاب اور چغلی دو گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، تو پھر جس طرح پیشاب سے پاک ہونا شرائط نماز میں ہے، چغلی سے پاک ہونا بھی شرائط نماز میں سے ہونا چاہئے۔ پہلے تو نماز کی آپ نے کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی جس کی نماز کے مکمل مسائل مع شرائط درج ہوں۔ اب ایک کتاب لکھ دینا جس میں یہ شرط ضرور لکھنا کہ چغلی سے پاک ہونا نماز کی شرائط میں سے ہے۔

غ: جلد کریں یار، رفع یدین پر بحث کریں۔

س: محترم، ذرا شرائط تو ثابت کر لیں، ان شاء اللہ رفع یدین پر بحث کیے بغیر آپ کو نہیں جانے دوں گا۔

غ: شرائط پر کافی مغز خوری آپ نے کی ہے۔

س: مغز خوری نہیں، آپ کا خمار نکالا ہے۔ اچھا پیشاب سے پاک ہونا تو آپ نے ثابت کر دیا، پاخانہ پلید ہے، اس کی کوئی حدیث ہے؟

غ: مجھے معلوم نہیں کہ کس حدیث سے پاخانہ پلید ہونا صراحتاً" ثابت ہے۔

س: یہ بھی تو میرے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کرامت ہے کہ ان کے ویری کو اپنی ٹٹی کا بھی علم نہیں کہ پاک ہے یا پلید اور فتوے لگانے پر آئے۔

تو مجتہدین خیر القرون بچ سکتے ہیں نہ صحابہ کرامؓ۔

غ : مسئلہ رفع یدین واضح کریں اور آج اس کا فیصلہ کریں۔

س : آپ بتائیں جہاں جہاں آپ رفع یدین کرتے ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

غ : حکم سے کیا مراد ہے؟

س : برادرم، حکم سے مراد شرعی وفقہی حکم ہے کہ آیا رفع یدین فرض ہے، واجب ہے، سنت موکدہ ہے یا غیر موکدہ یا مستحب؟

غ : یار اس میں فرض واجب کی کیا بات ہے، نبی ﷺ نے کیا ہے، ہم کرتے ہیں۔

س : دیکھیں جو اعمال وافعال بھی نبی پاک ﷺ نے کیے ہیں، ان کے درجات ہیں۔ رمضان شریف کے روزے فرض ہے، ایام بیض کے روزے نفل ہیں۔ نو دس محرم کا روزہ نفل ہے۔ آپ نے وضو میں چہرہ بھی دھویا ہے، کلی بھی کی ہے۔ چہرہ دھونے کو آپ فرض کہتے ہیں اور کلی کو سنت حالانکہ یہ دونوں فعل نبی پاک ﷺ کے ہیں، دونوں کی حیثیت الگ الگ ہے۔

غ : نماز کے متعلق سوال کریں، دوسری باتوں کو چھوڑ دیں۔

س : نماز کے متعلق ہی پوچھ لیتے ہیں۔ نماز میں تکبیر تحریمہ کو فرض کہا جاتا ہے، ثناء سنت ہے، تعوذ سنت ہے، بسملہ سنت ہے، قراءۃ فرض ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ چیزیں نماز میں ثابت ہیں اور ثابت بھی نبی کریم ﷺ سے ہیں، لیکن ہر ایک کی حیثیت الگ الگ ہے۔ کچھ سنت ہیں اور کچھ فرض۔

اسی طرح رفع یدین کے متعلق بھی بتا دیں کہ یہ کیا ہے؟ فرض ہے، واجب ہے، سنت موکدہ ہے یا غیر موکدہ؟

غ: اگر میں سنت موکدہ کہہ دوں یا غیر موکدہ کہہ دوں تو پھر آپ کون سا سوال کریں گے؟

س: برادرم، اگر آپ نے سنت موکدہ کہا تو میں اس کی تاکید مانگوں گ کہ کس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ ضرور رفع یدی کیا کرو۔

غ: آپ پہلے اس رفع یدین کا حکم دکھائیں جو آپ کرتے ہیں یعنی تکبی تحریمہ والا۔

س: وہ رفع یدین تو آپ کا اور ہمارا اتفاقی ہے، اس پر حدیث پوچھنے ک کیا ضرورت ہے؟

غ: اتفاقی ہے تب بھی میں آپ سے پہلے پہلی دفعہ رفع یدین کی حدی پوچھوں گا۔

س: بھائی جان، آپ کا خیال ہو گا کہ سنی حدیث دکھانے سے گھبرائے گ الحمد للہ گھبراؤں گا نہیں، ضرور دکھاؤں گا لیکن اس کے بعد آپ نے رکو والے رفع یدین کی حدیث دکھانی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے رفع یدین کا حک دیا تھا۔

غ: یار، آپ حکم کی بات پر زور کیوں دے رہے ہیں؟

س: اس لیے کہ اگر رفع یدین کی کوئی اہمیت ہوتی تو اس کا حکم فرما جس طرح مسواک کا حکم فرمایا، دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم فرمایا، کھا

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم فرمایا۔ رفع یدین کی حیثیت مسواک جتنی بھی ہوتی تو اس کا آپ ﷺ حکم ضرور فرماتے۔

غ: بہرحال، آپ مجھے پہلی دفعہ رفع یدین کرنے کی حدیث دکھائیں۔

ک: یہ لیں جی، تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا حکم آپ کو دکھاتے ہیں۔

عن حکم بن عمیر الشمالی رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا اذا اقمتم الی الصلوۃ فارفعوا ایدیکم (الحدیث) (نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۱۳، باب صفہ الصلوۃ)

ترجمہ: "حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہمیں سکھاتے تھے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو رفع یدین کرو۔"

غ: اگر میں موکدہ کا لفظ بولوں تو تاکید کا سوال ہوگا اور اگر غیر موکدہ کا لفظ بولوں تو پھر کون سا سوال ہوگا؟

ک: دیکھیں ابو داؤد ج ۱ ص ۱۷۹ باب رکعتی الفجر میں صبح کی سنتوں کے بارے میں حدیث آئی ہے، لا تدعوھما وان طردتکم الخیل میدان جہاد اگرچہ گھوڑے تمہیں روند رہے ہوں، صبح کی سنن کو نہ چھوڑنا۔ دیکھیں کتنی زبردست تاکید آ گئی، لہٰذا صبح کی سنن موکدہ ہو گئیں۔ اگر آپ رفع یدین کو سنت موکدہ مانیں گے تو اس قسم کی تاکید مانگوں گا اور اگر غیر موکدہ مانیں گے تو اختلاف ہی ختم ہو گیا۔

غ: دیکھیں یہ رفع یدین ہم کرتے ہیں اور سنت سمجھتے ہیں، فرض وغیرہ تو ہم نہیں سمجھتے اور موکدہ اور غیر موکدہ آپ کی فقہ کی اصطلاحیں ہیں، ہم

ان کو نہیں مانتے۔

س: ابھی مانیں گے، ان شاء اللہ۔ دیکھیں صبح کی دو سنن ہیں اور عصر سے پہلے بھی چار سنن ہیں۔ ان دونوں میں کوئی فرق ہے؟ موکدہ غیر موکدہ کے لفظ سے آپ ڈرتے ہیں تو چھوڑ دیجئے۔ ان دونوں میں جو فرق ہے وہ بتائیں۔

غ: فرق تو واضح ہے، صبح کی سنن ضروری ہیں اور عصر کی سنن ساری زندگی کوئی نہ پڑھے تو بھی اسے گناہگار نہیں کہا جا سکتا نہ اسے مارا پیٹا جا سکتا ہے نہ منکر حدیث کہا جا سکتا ہے۔

س: الحمد للہ، مسئلہ حل ہو گیا۔ اب بتاؤ کہ رفع یدین صبح کی سنن کی طرح ضروری ہے؟ اصطلاح سمجھ کر بھاگے لیکن ضروری اور غیر ضروری کے لفظ میں پھر پکڑے گئے۔

غ: ہم اہل حدیث رفع یدین کو صبح کی سنن جیسا سمجھیں یا عصر کی سنن کی طرح، اس سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا؟

س: پیارے بھائی جان، اس سے ہمیں بہت بڑا فائدہ ہو گا۔

غ: واضح فرمائیں کیا فائدہ ہو گا اور عوام اس سے کیا فائدہ حاصل کریں گے؟

س: اگر آپ نے کہا کہ رفع یدین صبح کی سنن کی طرح ہے تو میں آپ سے اس کی تاکید مانگوں گا جس طرح صبح کی سنن میں تاکید ہے۔ اور اگر آپ نے کہا کہ عصر کی سنن کی طرح ہے تو پھر میں کہوں گا کہ عصر کی سنن کوئی آدمی ساری زندگی نہ پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔ نہ

وہ گناہگار ہوتا ہے نہ اسے مارنا پیٹنا جائز ہے تو رفع یدین نہ کرنے سے بھی نماز میں کوئی فرق آتا ہے نہ رفع یدین چھوڑنے سے آدمی گناہگار ہوتا ہے اور تارک رفع یدین کے ساتھ چیلنج مناظرہ بھی جائز نہ ہوگا۔ پچاس لاکھ کا اشتہار بھی اس کے خلاف شائع کرنا جائز نہ ہوگا جس طرح تم یہ سارے ناجائز کام کرتے ہو۔

غ : ہم رفع یدین کو سنت ثابتہ غیر منسوخہ کہتے ہیں۔

س : پہلے ہم نے سنت کی دو قسمیں سنی ہوئی ہیں، سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ۔ اب آپ نے یہ تیسری قسم کی سنت پوری امت کے خلاف نکالی ہے، صرف اعتراضات کی بوچھاڑ سے بچنے کے لیے۔ بھائی صاحب، اپنی غلطی مان لینے میں ہی خیر ہے، یہ سنت ثابتہ غیر منسوخہ کہہ کر تمہاری جان نہیں چھوٹے گی۔

غ : سنت ثابتہ غیر منسوخہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثابت بھی ہے اور منسوخ بھی نہیں ہے۔ آخر ہم اس پر کیوں نہ جھگڑیں۔ آپ ﷺ نے آخر دم تک رفع یدین کیا ہے۔

س : آج مجھے یقین ہو گیا کہ آپ رفع یدین کو سنت یا غیر سنت کی تقسیم میں نہیں لانا چاہتے اور یہ بھی یقین ہو گیا کہ سٹیج پر تو شاید آپ رفع یدین کو واجب تک لے جائیں لیکن ہمارے سامنے نہ سنت موکدہ کہتے ہو اور نہ غیر موکدہ کہنے کی جرات ہے بلکہ تیسری نہایت ہی تنگ اور غیر معروف گلی نکالی ہے سنت ثابتہ غیر منسوخہ کی لیکن یہ گلی بھی آگے سے بند ہے۔ غیر مقلد پار نہیں جا سکتا۔

غ: سنت ثابتہ غیر منسوخہ سے آپ ناراض کیوں ہوئے ہیں؟

س: ناراض تو اس لیے ہوں کہ دعویٰ کرتے وقت آپ کے اکابر نے آج تک یہ جدید اور ماڈرن سنت ثابتہ غیر منسوخہ کا نام استعمال نہیں کیا۔ نبی ﷺ کے بہت سارے اقوال وافعال ہیں جو آپ ﷺ سے ثابت ہیں اور منسوخ بھی نہیں ہیں لیکن آج تک ان پر نہ چیلنج مناظرہ ہوا نہ پچاس ہزار کا انعامی اشتہار شائع ہوا اور نہ پوری دنیا کے حنفیوں اور مالکیوں کی نمازوں کو بے کار اور خلاف سنت کہا گیا ہے۔

غ: وہ کون سی سنن غیر منسوخہ ہیں جن کی طرف آپ کا اشارہ ہے۔

س: (۱) وضو سے قبل تسمیہ پڑھنا سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔ (۲) وضو میں کلی کرنا سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔ (۳) اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ (۳) روٹی کھانے سے قبل ہاتھ دھونا۔ (۴) نبی علیہ السلام کا جوتوں سمیت نماز پڑھنا (بخاری ج ۱ ص ۵۶، باب الصلوۃ فی النعال) (۶) ایک کپڑے میں نماز پڑھنا۔ بارہ صحابہؓ کا اس حدیث کو روایت کرنا (ترمذی ج ۱ ص ۴۵ و ۷۹، باب ما جاء فی الصلوۃ فی الثوب الواحد) (۷) خاوند بیوی کا ایک برتن سے وضو کرنا (ترمذی، ج ۱ ص ۱۰، ۱۹۔ باب فی وضوء الرجل والمراۃ من اناء واحد) (۸) وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے (ترمذی ج ۱ ص ۱۳، ۲۵۔ باب ترک الوضوء من القبلہ) (۹) غیر مقلد مولویوں نے لکھ دیا ہے کہ سجدوں میں رفع یدین کرنا نبی ﷺ کا آخری عمل ہے تو یہ بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہو گئی۔ (۱۰) نماز میں ثناء، تعوذ، بسملہ پڑھنا سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہیں۔ (۱۱) بوقت نماز زوجہ کو سامنے

لیٹنے سے منع نہ کرنا اور بوقت سجدہ ہاتھ سے ہٹا دینا بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے (بخاری، باب ھل یغمز الرجل امراته عند السجود لکی یسجد، بخاری ص ۷۴) (۱۲) روزہ کی حالت میں بیوی کے پاس لیٹ جانا اس کو مجامعت نہیں بلکہ مباشرت کہتے ہیں، یہ بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۵۸، باب المباشرۃ للصائم) (۱۳) روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۵۸، باب القبلة للصائم) (۱۴) حیض والی بیوی کی گود میں سر رکھ کے قرآن شریف کی تلاوت بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳، ۴۴۔ باب قراءۃ الرجل فی حجر امراتہ وہی حائض) (۱۵) اعتکاف میں اپنے سر کو بیوی سے دھلوانا بھی سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳، باب غسل الحائض راس زوجها وترجیلہ) (۱۶) صبح کی سنن کے بعد لیٹ جانا (بخاری ج ۱ ص ۱۵۵۔ باب الضجعہ علی الشق الایمن بعد رکعتی الفجر)

ان کے علاوہ بھی کافی تعداد میں احادیث کو جمع کیا جا سکتا ہے لیکن امید واثق ہے۔ ضرورت انہیں سے پوری ہو جائے گی۔ ان سنن میں سے کن کن پر آپ عمل کر چکے ہیں اور کتنی ہیں جن کی تبلیغ کر کے دوسرے لوگوں کو ان پر لگا چکے ہیں اور ان سنن مذکورہ میں سے کسی سنت کے جو تارک ہیں، ان کے لیے کتنے لاکھ کا اشتہار چھپا چکے ہیں کہ جو وضو کے بعد بوسہ منسوخ ثابت کر دے۔ اس کے لیے بیس لاکھ کا انعام۔

جو حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کے قرآن شریف نہ پڑھے، اس کے لیے پچاس ہزار کا انعام اگر عمل بھی نہیں کیا، ان سنن کی تبلیغ بھی نہیں کی

اور اشتہار بھی نہیں چھپایا۔ یعنی تارکین کے خلاف تو پھر ان کا منسوخ ہونا ثابت کرو۔

غ: یار بات رفع یدین کی تھی، آپ بوسے کی طرف چلے گئے۔

س: عرض یہ ہے یہ جتنی باتیں پہلے ذکر ہو چکی ہیں، حدیث پاک سے ثابت ہیں یا نہیں؟

غ: ثابت تو یقیناً ہیں۔

س: اب پیارے جب ثابت ہیں اور منسوخ بھی نہیں تو ان پر کیا حکم لگاؤ گے۔ (۱) جوتوں میں نماز پڑھنا (۲) وضو کے بعد بوسہ لینا (۳) روزہ میں مباشرت کرنا (۴) اعتکاف میں سر دھلوانا (۵) خاوند بیوی کا ایک برتن سے وضو کرنا (۶) حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت قرآن کرنا، فرض ہے، سنت ہے یا واجب ہے؟

غ: میں نے ان احادیث کی طرف کبھی غور نہیں کیا۔

س: اس کا مطلب ہے آپ کا سارا خیال صرف رفع یدین کی طرف ہے۔ آپ کا سارا دین سارا مذہب صرف رفع یدین ہی ہے اسی لیے سارا زور سارا پیسہ سارا وقت رفع یدین پر صرف ہو رہا ہے اور باقی احادیث کی طرف کبھی غور ہی نہیں کیا۔ واہ اہل حدیث تیرے کیا کہنے۔ اچھا پیارے، اب میرا ایک سوال ہے کہ آپ نے ان تمام سنن کو چھوڑ کر صرف سنت رفع یدین کو کیوں ترجیح دی ہے؟

غ: وہ آخر سنت جو ہوئی۔

س: پہلے سنت موکدہ سے بھاگے، غیر موکدہ سے راہ فرار اختیار کی، اور

اب سنت ثابتہ غیر منسوخہ کا لفظ بھی چھوٹ گیا ہے' صرف سنت رہ گیا۔

غ: آپ آخر چاہتے کیا ہیں؟

س: میں یہ چاہتا ہوں کہ بات ذرا واضح ہو جائے۔ ایک فعل رسول اللہ س کی روایت دیکھ کر پوری امت کی نمازوں کو خلاف سنت کہنا اور باقی سنن کے انبار کو چھوڑنے میں کیا حکمت ہے؟ دوسری مذکورہ سنن پر نہ اشتہار نہ چیلنج نہ انعام' کیا وجہ ہے؟

غ: رفع یدین اہل حدیث کی پہچان ظاہری ہے اور اس لیے اس پر زور دیتے ہیں۔

س: کیا کہیں حدیث پاک میں حکم رسول اللہ ﷺ ہے کہ باقی تمام سنن کو چھوڑ کر صرف رفع یدین کو اپنی ظاہری علامت بنا لینا۔

غ: ایسا تو کسی حدیث میں نہیں آتا۔ اتنا تو آتا ہے کہ حضور ﷺ نے کیا تھا۔

س: وہ تو دوسری سنن مذکورہ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا تھا اور پھر ان سے منع کر دیا ہو' کوئی حدیث نہیں آتی۔

غ: اچھا رفع یدین آپ پہلی دفعہ کرتے ہیں' اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

س: پہلے آپ نے تحریمہ والے رفع یدین کی قولی حدیث مانگی' میں نے پیش کر دی۔ آپ نے رکوع والے رفع یدین کی قولی حدیث پیش نہیں فرمائی۔ مجھ سے مطالبہ ہے کہ پہلے رفع یدین کا کیا حکم ہے۔ میرے بھائی پہلی دفعہ رفع یدین کرنا اہل سنت والجماعت کے ہاں سنت ہے۔

غ: ہم جہاں جہاں رفع یدین کرتے ہیں، وہ مقام یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کی ابتداء میں۔

س: محترم، میں ذرا اس کی وضاحت چاہوں گا کہ گویا آپ چار رکعات میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور اٹھارہ جگہ چھوڑتے ہیں۔

غ: یہ دس اور اٹھارہ کی تقسیم مجھے سمجھ نہیں آئی۔

س: ضرور سمجھاتا ہوں۔ چار رکعات میں چار رکوع ہوتے ہیں اور ہر رکوع کے لیے جاتے اور اٹھتے وقت دو رفع یدین ہوئے لہٰذا چار رکوع میں آٹھ رفع یدین ہوئے۔ پہلی اور تیسری رکعت کی ابتداء میں، ان آٹھ میں یہ دو جمع کرو تو دس ہوئے۔

غ: واقعی ہم دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں۔ مجھے اب سمجھ آئی ہے لیکن اٹھارہ جگہ جہاں چھوڑتے ہیں، اس کی تفصیل کیا ہے؟

س: وہ بھی عرض کر دیتا ہوں۔ چار رکعات میں آٹھ سجدے ہوتے ہیں۔ ہر سجدہ کے دو رفع یدین ہیں (سجدہ میں جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے) تو آٹھ سجدوں کے سولہ رفع یدین ہوئے۔ یہ سولہ بھی آپ نہیں کرتے اور دوسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں بھی نہیں کرتے۔ سولہ اور دو اٹھارہ۔ یہ وہ اٹھارہ مقام ہیں جہاں آپ رفع یدین چھوڑتے ہیں، نہیں کرتے اور جہاں کرتے ہیں، وہ دس مقام پہلے گنوا چکا ہوں۔ یعنی کل مقام اٹھائیس ہوئے جہاں رفع یدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ ان اٹھائیس میں سے دس مقام پر رفع یدین کو آپ نے قابو کر لیا اور اٹھارہ

مقامات پر چھوڑ دیا۔ یہ کس حدیث سے ثابت ہے؟

غ : آپ کا مطلب ہے دس جگہ رفع یدین کا اثبات اور اٹھارہ کی نفی میں آپ کو صحیح حدیث سے دکھاؤں؟

س : آپ پورا مطلب سمجھیں۔ جہاں اٹھارہ کی نفی دکھاؤ گے وہاں صرف دس کا اثبات نہیں بلکہ اثبات مع الدوام دکھاؤ گے۔

غ : میں دس دفعہ رفع یدین کا اثبات دکھا سکتا ہوں۔

س : باقی مقامات پر جہاں رفع یدین چھوڑتے ہو، اس کی نفی کیوں نہیں دکھاؤ گے؟

غ : میرا نفی سے کوئی واسطہ ہی نہیں، میں نے صرف دس کا اثبات دکھانا ہے۔

س : نفی سے آپ کو واسطہ ہے۔ آخر وہاں جو آپ نے رفع یدین چھوڑا تو کیوں چھوڑا؟ باقی دس کا جہاں اثبات دکھاؤ گے، اثبات مع الدوام دکھانا پڑے گا۔ یہ بات یاد رکھنا۔

غ : دس کا لفظ تو حدیث شریف میں نہیں آتا اور نہ ہی اٹھارہ کا لفظ حدیث میں آتا ہے۔

س : دس کے لفظ اور اٹھارہ کے لفظ پر ہم بضد نہیں، اسی طرح نفی واثبات کی گنتی پوری کر کے دکھا دو۔

غ : یار نفی دکھانا میرے لیے ضروری ہے؟

س : دیکھیں، ہمارے کلمہ طیبہ میں بھی نفی اور اثبات ہے، اسلام کا پہلا رکن ہی نفی واثبات میں دائر ہے۔ لا الٰہ نفی ہے اور الا اللہ اثبات ہے۔

جب نفی واثبات کے بغیر کلمہ مکمل نہیں ہے، آپ کا دعویٰ کس طرح مکمل ہو سکتا ہے؟

غ: میں نفی واثبات تو بعد میں دکھاؤں گا، پہلے آپ اٹھائیں جگہ کا اثبات دکھائیں۔ اس کے بعد ستائیس مقامات پر نفی اور ایک کا اثبات دکھائیں۔

س: بہت اچھا جناب۔ ان شاء اللہ بفضل خدا میں نفی بھی دکھاؤں گا اور اثبات بھی۔

غ: میرا خیال ہے پہلے وہ رفع یدین جو چار رکعتوں میں اٹھائیس جگہ ہے، اس کی روایات دکھا دی جائیں۔

س: بیعت رضوان کے موقع پر چودہ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں حضور ﷺ نے جو نماز پڑھائی، اس میں لفظ ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ من الصلوۃ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۰) حضور کریم ﷺ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اسی طرح ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی حدیث ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۲، باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع میں یوں ہے۔

عن عمیر بن حبیب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ فی الصلوۃ المکتوبۃ

عمیر بن حبیبؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین فرماتے تھے۔

اب تکبیر رکوع میں جاتے ہوئے بھی ہوتی ہے، سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے بھی۔ وہاں بھی رفع یدین ثابت ہو گیا۔ پہلی اور تیسری رکعت کی ابتداء میں اور چوتھی اور دوسری رکعت کی ابتداء میں بھی تکبیر ہوئی۔ وہاں بھی رفع یدین ثابت ہوگیا۔ نماز میں تکبیریں بائیس ہیں یعنی چار رکعات والی نماز میں بائیس ہوتی ہیں۔ ان بائیس رفع یدین کو تو مانو اور چار دفعہ سمع اللہ ہے، اس میں آپ خود بھی رفع یدین کے قائل ہیں۔ بائیس اور چار چھبیس ہو گئے۔ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام سے یہ بات صحیح ثابت ہے کہ آپ ہر اونچ نیچ پر رفع یدین فرماتے (محلی ابن حزم ج ۳ ص ۲۳۵ بحوالہ نور الصباح ص ۹۱) جب ہر اونچ نیچ کے وقت رفع یدین ثابت ہو گیا تو اٹھائیس جگہ تو ثابت ہو گیا، سجدوں کا رفع یدین میں پہلے امام بخاریؒ، ناصر الدین البانی غیر مقلد، فتاویٰ علمائے حدیث سے ثابت کر چکا ہوں کہ سجدوں کا رفع یدین صحیح ہے۔

غ: دیکھیں ہمارے دلائل بخاری و مسلم میں ہیں اور آپ کے دوسری کتب میں ہیں۔

س: میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ آپ بخاری و مسلم کا صرف نام لیتے ہیں، باقی ان کتابوں پر آپ کا عمل بھی نہیں۔

غ: بخاری شریف لاؤ، میں آپ کو رفع یدین کی حدیث دکھاتا ہوں۔

س: یہ آگئی جناب بخاری شریف۔ اس سے اپنے مکمل دعویٰ کے مطابق رفع یدین والی حدیث دکھاؤ۔

غ: آپ پھر دعویٰ کی بات کرتے ہیں، وہ دعویٰ کون سا ہے؟

س: اتنا جلدی بھول گئے، فقہ دشمنی نے بھلا دیا ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ دس جگہ جن کی وضاحت ہو گئی ہے، رفع یدین آپ ﷺ نے آخری دم تک کیا اور اٹھارہ جگہ رفع یدین سے منع فرمایا۔

غ: جلدی بخاری کھولو، اس کا باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع ج ۱ ص ۱۰۲ دیکھو، پہلی حدیث ابن عمرؓ کی ہے۔ دیکھیں اس میں ہے کہ حضور ﷺ کندھوں تک ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔

س: میرے پیارے آپ اپنے دعوے کے مطابق اس روایت سے رفع یدین ثابت کر دیں تو میں آپ کی بات مان جاؤں گا۔

غ: اس میں دس جگہ تو ثابت نہیں ہوتا البتہ نو دفعہ ہے۔ اٹھارہ کی نفی بھی نہیں ہے۔ ہمیشہ کا لفظ ہے۔

س: ہمیشہ کا لفظ ہے؟

غ: دیکھیں حنفیوں کو کیا پتہ کہ عربی میں جب فعل مضارع پر کان آجائے تو معنی استمرار کا دیتا ہے۔

س: یہ پکی بات ہے؟

غ: کیوں نہیں؟ یہ اصول ہے، اس کے خلاف کوئی ایک حوالہ بھی آپ نہیں دکھا سکتے۔ اور جب نبی علیہ السلام کے کسی فعل کے متعلق مضارع پر کان آجائے تو ہم اہل حدیث اس کو دوام پر محمول کرتے ہیں۔

س: برادرم، یہ بھی دیکھ لیتا ہوں، آپ کہاں تک اس قانون پر پورے اترتے ہیں۔

غ: اہل حدیث جب کوئی اصول بیان کرتے ہیں تو اس پر پکے اترتے

ہیں۔ اگر اپنے وعدہ سے مکر جائیں تو پھر اہل حدیث تو نہ ہوئے نا؟

س : میرا خیال ہے کہ آپ کو بخاری شریف سے چند حوالہ جات دکھا کر آپ کا غرور توڑ دیا جائے اور آپ کو وعدہ خلاف غیر مقلد ثابت کر دیا جائے جو جناب کی روش ہے۔

غ : بخاری میں کوئی ایسی حدیث نہیں جو ماضی استمراری کے صیغے سے آئی ہو اور کوئی بدِ بخت اس کا انکار کرے۔

س : آپ جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں یا جوتوں سمیت؟

غ : ہم دونوں طرح جائز سمجھتے ہیں، آپ ﷺ نے کبھی جوتے اتارے ہیں اور کبھی پہن کر نماز پڑھی ہے۔

س : (۱) دیکھیں بخاری شریف باب الصلوٰۃ فی النعال ص ۵۴ ج ۱ میں حدیث آئی ہے کان یصلی فی النعلین آپ جوتوں میں نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث بخاری میں بھی ہے اور فعل مضارع پر کان بھی ہے تو جوتے اتار کر نماز پڑھنا حدیث بخاری کے خلاف بھی ہے اور ماضی استمراری کے خلاف بھی ہے۔

(۲) دوسری حدیث کان یصلی وھو حامل امامة بنت زینب آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے زینب کی بیٹی امامہؓ کو اٹھا کر۔ (بخاری ج ۱ ص ۷۴، باب اذا حمل جاریة صغیرة علی عنقه فی الصلوة) یہاں بھی مضارع پر کان داخل ہے، بقول آپ کے ماضی استمراری بھی ہے۔ آپ کتنی نمازوں میں اس حدیث پر عمل چھوڑ کر بد بخت ہوتے ہیں؟ آپ اس بد بختی میں اکیلے ہیں یا آپ کے ساتھ سارے غیر مقلد بھی ہیں؟

(۳) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتکئی فی حجری وانا حائض ثم یقرا القرآن (بخاری ج ۱ ص ۴۴۔ باب قراءۃ الرجل فی حجر امراتہ وہی حائض) نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے اور وہ ایام ماہواری میں ہوتی تھیں۔ یہ حدیث بخاری شریف کی بھی ہے اور فعل مضارع پر کان بھی داخل ہے جو تمہارے نزدیک ماضی استمراری بنتی ہے۔ آپ نے اس ماضی استمراری پر کتنی دفعہ عمل کیا اور اپنی بیوی کی گود میں حالت حیض میں سر رکھ کر قرآن پڑھا' یا بقول شما اس سنت کو اور ماضی استمراری کو چھوڑ کر بد بخت ہی ہو۔

(۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کنت ارجل راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا حائض میں حالت حیض میں نبی علیہ السلام کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھی۔ (بخاری' باب غسل الحائض راس زوجها وترجیلہ' ج ۱ ص ۴۳) یہ حدیث بخاری شریف کی بھی ہے اور مضارع پر کان بھی داخل ہے' یعنی بقول آپ کے ماضی استمراری بھی ہے اور ماضی استمراری کو چھوڑنے والا بد بخت بھی ہے۔ آپ نے اس حدیث پر کتنی دفعہ عمل کیا ہے یا ابھی تک ترک عمل کر کے بد بخت ہی ہو۔

(۵) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی راحلتہ (بخاری ج ۱ ص ۵۸' باب التوجہ نحو القبلہ حیث کان) اس حدیث میں بخاری والی شرط بھی آپ کی پوری ہے' ماضی استمراری بھی ہے۔ بقول آپ کے معنی یہ ہو گا کہ کوئی ایک نماز بھی سواری سے اتر کر نہیں پڑھی۔ آپ نے زندگی کی ہر نماز حتیٰ کہ آخری نماز

بھی سواری پر پڑھی (جس طرح ترجمہ رفع یدین والی حدیث میں کرتے ہو) یہ ترجمہ بھی بعینہ اس طرح ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے اس ماضی استمراری پر ہمیشہ عمل کیا ہے یا ہمیشہ عمل چھوڑ کر بد بخت بنے ہوئے ہو؟

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في مرابض الغنم کہ نبی کریم ﷺ بکریوں کے باڑے میں نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری باب الصلوۃ فی مرابض الغنم، ج ۱ ص ۶۱) یہ حدیث بخاری شریف کی بھی ہے، فعل مضارع پر کان بھی داخل ہے۔ بقول تمہارے ماضی استمراری بھی ہے اور اس کا چھوڑنے والا بد بخت بھی ہے۔ اگر مجھے حق دیں تو میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے اس ماضی استمراری پر عمل کتنی دفعہ کیا اور بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کی۔ یا ساری زندگی اس حدیث پر ترک عمل کر کے بد بخت رہو گے۔

(۷) كان النبي صلى الله عليه وسلم يؤخر العشاء (بخاری ج ۱ ص ۸۰۔ باب ذکر العشاء والعتمة) نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔ یہ حدیث بخاری شریف میں ہونے کے ساتھ ساتھ ماضی استمراری کے ساتھ بھی ہے۔ جناب، آپ کی مساجد میں اس پر کتنا عمل ہو رہا ہے، یا ماضی استمراری کو چھوڑ کر بد بخت ہو چکے ہو؟

(۸) نبی کریم ﷺ عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۸۰۔ باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء) یہاں بھی ماضی استمراری ہے، عشاء کے بعد آپ ہمیشہ فوراً" سو جاتے ہیں یا باتیں کر کے بد بخت بنتے ہیں؟

(۹) کان یخرج راسه الی وھو معتکف فاغسله وانا حائض (بخاری ج ۱ ص ۴۴، باب مباشرۃ الحائض) نبی کریم ﷺ اعتکاف میں ہوتے ہوئے اپنا سر مبارک میری طرف نکالتے، میں حائضہ ہونے کی حالت میں ہونے کے باوجود دھو دیتی۔ یہ فرمان حضرت عائشہؓ کا ہے۔ حدیث بخاری شریف کی ہے اور ماضی استمراری بھی ہے۔ آپ نے پوری زندگی میں کبھی اعتکاف میں بیٹھ کر حائضہ بیوی سے سر دھلوایا ہے یا ابھی تک بد بخت ہو؟

(۱۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کنت اغتسل انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد وکلانا جنب (بخاری باب مباشرۃ الحائض ج ۱ ص ۴۴) میں اور نبی ﷺ حالت جنابت سے جب غسل کرتے تو ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ جناب، ماضی استمراری کا رعب دینے والے، آپ نے اپنی بیوی کے ساتھ کتنی مرتبہ ایک ہی برتن سے غسل کیا ہے یا ابھی تک بد بخت ہی ہو؟

(۱۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائه بغسل واحد فی اللیلة الواحدة نبی کریم ﷺ اپنی سب بیویوں پر چکر لگاتے ایک ہی رات میں اور آخر میں ایک ہی غسل فرما لیتے تھے۔ رسول پاک ﷺ جو ہمیشہ طہارت کو پسند فرماتے تھے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ صرف ایک دفعہ کا ہے۔ پھر مضارع پر کان داخل ہے اور استمراری ہے۔ اگر استمراری کا وہی معنی کیا جائے جو آپ رفع یدین میں کرتے ہیں تو یہ عمل حضور ﷺ کا پوری زندگی

کا معمول بنے گا اور چھوڑنے والے یعنی اسے ترک کرنے والے سارے بد بخت ٹھہریں گے۔

بندہ نے یہ تمام مقامات صرف بخاری شریف میں سے پیش کیے ہیں۔ ان کے متعلق حضرت والا کا کیا خیال روشن ہے؟

غ : ان احادیث کو چھوڑیں۔ میں نے جو رفع یدین والی حدیث پیش کی ہے' اس کی بات کریں۔

س : برادرم' وہاں کان اور ہے اور ان احادیث میں اور ہے؟

غ : میرا مطلب ہے اور تو نہیں لیکن بات اس کی ہو۔ آپ نے اتنی احادیث پیش کر دی ہیں' میں ان کا جواب کیسے دوں؟

س : یہ کان والی احادیث پیش کر کے میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے آخری دم تک ہمیشہ بکریوں کے باڑے میں نماز نہیں پڑھی' پھر بھی کان مضارع پر ہے۔ ہمیشہ سواری پر نماز نہیں پڑھی' کان پھر بھی ہے۔ یا باقی باتیں مذکورہ دس احادیث میں پیش کی گئی ہیں' آپ ﷺ کی پوری زندگی کا معمول نہیں تھیں بلکہ ایک آدھ دفعہ کا عمل ہے۔ تو جس طرح ان احادیث میں مضارع پر کان آنے کے باوجود ان افعال کو ساری زندگی کا معمول نہیں کہہ سکتے' اسی طرح کان یرفع یدیه سے نبی کریم ﷺ کا پوری زندگی رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ اگر اس سے ساری زندگی رفع یدین کرنا ثابت ہوتا ہے تو پھر مذکورہ افعال بھی ساری زندگی کا معمول ثابت ہوں گے۔ اگر آپ ان افعال کو ساری زندگی کا معمول ماننے کے لیے تیار نہیں تو ہم بھی رفع یدین کو صرف کان اور مضارع کی وجہ سے پوری زندگی

کا معمول ماننے کے لیے تیار نہیں اور نہ یہ ثابت ہی ہوتا ہے۔

غ: ذرا بخاری کی حدیث والا کان دیکھ کر بات کریں۔

س: برادرم، دیکھیں میں نے دس احادیث بطور مثال پیش کی ہیں اور وہ بھی بخاری شریف سے اور آپ پھر بھی وہی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ وہی حدیث دیکھیں۔ اس حدیث کی طرف آگیا تو وہ کان بھی آپ کو مہنگا پڑے گا۔

غ: مجھے مہنگا نہیں پڑے گا، حنفیوں کو مہنگا پڑے گا۔ مجھے کس طرح مہنگا پڑے گا؟ ذرا بیان فرمائیں۔

س: ذرا دیکھیں بخاری باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولیٰ مع الافتتاح سواء ج ۱ ص ۱۰۲ پر لفظ ہیں کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوۃ آپ رفع یدین کرتے کندھوں تک جب نماز شروع فرماتے۔ یہاں کان مضارع پر ہے اور اسی سے آپ کا استدلال ہے۔ اب دیکھیں، وضاحت اس طرح ہوگی کہ ایک ہے رفع یدین کرنا تکبیرِ تحریمہ کے وقت، دوسرا رکوع جاتے ہوئے جس طرح اذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھا کذالک سے ثابت ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوئیں۔ (۱) رفع یدین تین مقامات مذکورہ پر کرنا (۲) کندھوں تک کرنا۔ جس طرح کان رفع یدین کے ساتھ لگتا ہے اور بقول آپ کے رفع یدین کو ہمیشہ کے لیے ثابت کرتا ہے، اسی طرح کان کندھوں تک رفع یدین کرنے کے ساتھ بھی لگتا ہے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھانا بقول آپ کے ہمیشہ کے لیے ثابت ہوتا ہے۔

مزید آسانی کے لیے تھوڑی سی وضاحت عرض ہے کہ کان کے لفظ سے دو کاموں کا دوام ثابت کیا ہے۔ ایک ہاتھ اٹھانا اور دوسرا کندھوں تک اٹھانا۔ اگر ہمیشہ کا مفہوم ہاتھ اٹھانے کے لیے ثابت ہو گا تو بہر صورت کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کے لیے بھی ثابت ہو گا کیونکہ جملہ ایک ہی ہے۔ تو حدیث کا معنی یہ ہو گا کہ آپ نے مذکورہ تین مقامات پر ہمیشہ ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔

غ : بالکل ٹھیک ہے۔ ہم مانتے ہیں' آپ نے ہمیشہ رفع یدین کیا اور کندھوں تک کیا جس طرح حدیث مذکور سے واضح ہو رہا ہے۔ اب اس حدیث سے کون انکار کر سکتا ہے؟

س : آپ ابھی انکار کریں گے۔

غ : یار آپ غصہ دلانے والی باتیں کرتے ہیں۔

س : پیارے' جب کسی کو اس کا عیب بتایا جائے تو وہ ناراض تو ہوتا ہی ہے۔ آپ کو ناراض نہ ہونا چاہئے بلکہ اپنی غلطی تسلیم کر لینی چاہئے کہ ہم وہابی واقعی ایک بات پر قائم نہیں رہتے۔ میں عرض کرتا ہوں' یہ دیکھیں مسلم شریف میرے ہاتھ میں ہے' اس کا باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین ج ا ص ۱۶۸ ہے۔ اس پر رفع یدین کی حدیث مالک بن حویرث ؓ سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے۔ اب دیکھیں اس حدیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اور بخاری کی گزشتہ روایت میں آپ کا

کندھوں تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ اب دونوں روایتوں میں لفظ کان ہے جس سے، بقول آپ کے، ثابت ہوتا ہے کہ یہ معمول آپ ﷺ کا ہمیشہ کے لیے تھا۔ تو اگر بخاری کی کندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث صحیح ہے تو مسلم کی حدیث غلط اور من گھڑت ہے اور اگر مسلم کی کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث صحیح ہے تو بخاری کی روایت کو بہرحال غلط کہنا پڑے گا۔

غ: دونوں روایتوں میں سے کسی ایک کو کس طرح غلط تسلیم کرنا ہوگا، یہ بات مجھے سمجھ نہیں آتی۔

س: اگر جان بوجھ کر سمجھنا ہی نہیں چاہتے تو الگ بات ہے، پھر تو میں معذور ہوں اور اگر واقعی سمجھ نہیں آئی تو بندہ سمجھانے کے لیے بیٹھا ہے، سمجھا کے چھوڑے گا۔ توجہ کریں۔ بخاری والی حدیث میں آپ نے تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کندھوں تک رفع یدین آخر وقت تک کیا ہے۔ جس طرح رفع یدین سے کوئی نماز خالی نہیں، اسی طرح کندھوں تک ہاتھ اٹھانے سے بھی کوئی نماز خالی نہیں۔ جب کندھوں تک ہاتھ اٹھانا پوری زندگی بلا استثناء ثابت ہوا تو مسلم میں جو روایت کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی ہے، اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ اسے صحیح کہو گے یا ضعیف؟

غ: مسلم شریف بھی حدیث کی کتاب ہے، اس کی احادیث بھی صحیح ہیں۔ ان کو ضعیف کس طرح کہا جا سکتا ہے؟

س: اب یہ بخاری شریف کی حدیث سے ٹکرا رہی ہے، اس ٹکراؤ کو کس طرح ختم کرو گے؟

غ: اصل بات یہ ہے کہ مجھ سے غلطی یہ ہوئی ہے۔ میں نے ہمیشہ کا

لفظ ترجمے میں بڑھایا ہے۔ اسی سے ساری گڑبڑ ہوئی۔ میں اس کو ختم کرتا ہوں۔ لفظ ہمیشہ کی جگہ کبھی والا ترجمہ ٹھیک ہے تاکہ دونوں روایتوں کو صحیح تسلیم کیا جا سکے اور دونوں احادیث میں سے کسی ایک بھی حدیث کے انکار سے بچا جا سکے۔ اب ترجمہ روایت بخاری کا یہ ہوگا، آپ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو ہاتھ اٹھاتے کبھی کندھوں تک (اور حدیث مسلم کے مطابق، کبھی کانوں تک)

س : الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کی عقل میں جلد ہی یہ بات ڈال دی ہے۔ صحیح ترجمہ "ہمیشہ کندھوں تک" نہیں بلکہ "کبھی کندھوں تک" ہے۔ اگر اجازت فرمائیں تو سوال کر لوں؟ ہمیشہ کا لفظ ترجمے میں کاٹ کر کبھی کا لفظ کس مجبوری کی بنا پر لگایا ہے؟

غ : مجبوری یہ تھی کہ اگر بخاری یا مسلم میں سے کسی ایک روایت کے ترجمے میں بھی ہمیشہ کا لفظ لگائیں تو پھر دوسری روایت کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے "کبھی" والا ترجمہ کریں گے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے اور کسی کا انکار لازم نہ آئے۔

س : بھائی جان، بہت اچھا ہوا، آپ نے ایک قانون سمجھ لیا کہ جہاں دو حدیثیں آپس میں ٹکرا رہی ہوں، وہاں کوئی مناسب تطبیق کی شکل پیدا کی جاتی ہے، انکار نہیں کیا جاتا، انکار سے تطبیق بہتر ہے۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں جس طرح آپ نے لفظ "ہمیشہ" ترجمے میں بڑھا کر ایک مقام پر غلطی کی اور پھر اسے تسلیم بھی کیا ہے، اسی طرح دوسرے مقام پر بھی آپ نے "ہمیشہ" کا لفظ بڑھا کر بہت سارے ذخیرہ احادیث کا انکار کیا ہے۔

غ: دوسرا کون سا مقام ہے جہاں میں نے ہمیشہ کا لفظ غلطی سے بڑھایا ہے؟

س: دوسرا مقام رفع یدین کا ہے کہ آپ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے ہمیشہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ بھی پہلی غلطی کی طرح دوسری غلطی ہے۔

غ: کندھوں تک ہمیشہ اٹھانے سے تو میں نے دو روایتوں کے باہمی ٹکراؤ کی وجہ سے رجوع کیا۔ لیکن رفع یدین میں تو کوئی ٹکراؤ ہی نہیں۔ آپ ﷺ ہمیشہ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے رہے۔

س: شاید جس نے آپ کو رفع یدین شروع کروایا ہے' اس نے صرف رفع یدین کرنے کی احادیث دکھائی ہیں' دوسری جانب یعنی رفع یدین نہ کرنے کی احادیث نہیں دکھائیں۔

غ: دوسری جانب یعنی رفع یدین چھوڑنے کی تو احادیث ہیں ہی نہیں' تمہارے پاس تو صرف پسند ائمہ کے اقوال ہیں۔ مرفوع و موقوف احادیث ان کے پاس بھی نہیں ہیں۔ میں نے ابن عمرؓ کی حدیث بخاری سے پیش کی ہے' آپ ابن عمرؓ سے رفع یدین چھوڑنے کی حدیث دکھا سکتے ہیں؟

س: بفضلہ تعالیٰ ہم رفع یدین چھوڑنے کی حدیث ابن عمرؓ ہی سے دکھائیں گے' آپ ماننے والے بنیں۔ یہ میرے ہاتھ میں مسند حمیدی ہے۔ اس کی جلد ۲ ص ۲۷۷ پر سالم بن عبد اللہ اپنے والد محترم عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان

یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا یرفع بین السجدتین کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین فرمایا کرتے اور جب رکوع جانے کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین نہ کرتے۔ یہ حدیث مرفوع بھی ہے، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی بھی ہے۔ اب دیکھتے ہیں آپ دونوں حدیثیں دیکھ کر کیا فیصلہ کرتے ہیں؟

غ : یہ حدیث منقطع سند کے ساتھ ہے۔ حمیدی کی زہری سے ملاقات نہیں۔ درمیان میں راوی غائب ہے۔

س : برادرم، ضعیف کا لفظ تو آپ اپنے بچوں کو بھی اس طرح رٹا دیتے ہیں کہ جب بھی کوئی بات ہو، جیسی حدیث بھی ہو، علم ہو یا نہ ہو، فوراً ضعیف کہہ دیں گے۔ اللہ کا نام بھی اتنا یاد نہیں ہوتا جتنا ضعیف کا لفظ حفظ ہوتا ہے۔ جو نسخہ آپ کے پاس ہے، اس میں حمیدیؒ اور امام زہریؒ کے درمیان سفیان کا واسطہ نہیں، لیجئے جو نسخہ میرے پاس ہے، اس میں سفیان کا واسطہ ہے۔ اب تو مان لو، حدیث ضعیف اور منقطع نہیں، مرفوع اور متصل ہے۔

غ : میرے والے نسخے میں حمیدیؒ اور زہریؒ کے درمیان سفیان کا واسطہ ساقط ہے، اس لیے میں اسے نہیں مانتا۔

س : اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کو اسی کتاب پر اعتماد ہے جو آپ کے پاس ہے، دوسری پر نہیں۔

غ : اب میں کیا کروں، ایک نسخے میں سفیان کا واسطہ ہے، دوسری میں

نہیں ہے۔ تم بتاؤ۔

س: کسی اپنے کی نصیحت اور بات مان جاؤ گے؟

غ: کیوں نہیں، ہمارے علماء تو بالکل صحیح بات کہتے ہیں۔

س: یہ لو آپ کے فرقہ غیر مقلدین کا محقق مولانا ارشاد الحق اثری ابھی زندہ ہے، اپنی کتاب "نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ" ص ۲۵ پر لکھتے ہیں کہ "اولا مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں حدثنا الحمیدی کے بعد حدثنا سفیان کا واسطہ سہوا" ساقط ہے یعنی بھول کر کسی سے رہ گیا ہے۔ یہی باب پورا دیکھ جائیے، جہاں بھی حمیدیؒ کے بعد زہریؒ ہیں، ان دو بزرگوں کے درمیان سفیان کا واسطہ موجود ہے لیکن اس روایت میں بعض نسخوں میں اگر نہیں ہے تو بھول کر چھوٹ گیا ہے"

برادرم، اگر آپ کے کلام میں محض تصنع نہیں ہے اور آپ حضور ﷺ کی حدیث کے شیدائی ہیں تو اس متصل، مرفوع اور صحیح حدیث کو مانیے۔

غ: حدیث تو آپ نے پیش کر دی، لیکن حمیدی پتہ نہیں کون ہے کون نہیں ہے۔ اس کی کتاب کی نہ معلوم کیا حیثیت ہے؟

س: بھائی جان دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ضد کی بیماری کسی میں پیدا نہ کرے۔ یہ امام حمیدیؒ امام بخاریؒ کے استاد ہیں جن کا پورا نام عبد اللہ بن زبیر ہے۔ ۲۱۹ھ میں وفات ہوئی۔

غ: امام بخاریؒ ان کے شاگرد کس طرح ہو سکتے ہیں، مجھے دلیل چاہئے۔ دلیل کے بغیر نہیں مانوں گا۔ کیا امام بخاریؒ نے اپنی بخاری میں ان سے کوئی حدیث نقل کی ہے؟

س : امام عبد اللہ بن زبیر الحمیدیؒ امام بخاریؒ کے استاد محترم ہیں۔ خاری شریف کی پہلی حدیث کے راوی یہی ہیں۔ بخاری ج ۱ ص ۲ پر روایت انما الاعمال بالنیات کے راوی یہی ہیں۔ اگر حمیدیؒ کے ہیر معتبر ہونے کی وجہ سے بقول شما مسند حمیدی غیر معتبر ہے تو بخاری شریف کا کیا بنے گا جس میں کئی مقامات پر امام حمیدی کے واسطہ سے احادیث آئی ہیں۔

غ : یہ حدیث تو جس طرح مولانا ارشاد الحق نے فرمایا ہے کہ سفیان کا واسطہ بھول کر رہ گیا ہے، صحیح ثابت ہو جائے تو صحیح ثابت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور حدیث پیش کریں۔

س : اور احادیث بھی ہیں، آپ ماننے والے بنیں۔ یہ لیں صحیح ابو عوانہ شریف باب بیان رفع الیدین ج ۲ ص ۹۰ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع لا یرفعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد جب نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ ان کو برابر کرتے۔ بعض نے کہا کہ کندھوں کے برابر کرتے۔ اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور بعض نے کہا کہ سجدوں میں بھی نہیں اٹھاتے تھے اور بات ایک ہی بنتی ہے۔

غ : یہ کتاب ٹھیک ہے اور اس کا مصنف معتبر ہے؟

س: اس کتاب کے متعلق آپ کے غیر مقلد مولوی عبد الرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں۔ صحیح ابو عوانہ کی سند کا صحیح ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے۔ (تحقیق الکلام ص ۱۲۲)

غ: دیکھیں میں نے بخاری شریف کی حدیث نقل کی ہے۔ آپ بھی بخاری شریف سے حدیث دکھائیں جس میں تکبیر تحریمہ والا رفع یدین ہو اور باقی نہ ہو۔

س: اگر بخاری سے بھائی جان' حدیث نہ ملے تو دوسری کسی کتاب کو نہیں مانو گے؟! آخر دوسری کتابیں ساری کی ساری ضعیف تو نہیں ہیں' حدیث صحیح ہونی چاہیے جس کتاب میں بھی ہو۔

غ: دیکھیں بخاری شریف کو آج تک کسی نے غلط نہیں کہا نہ بخاری کی کسی روایت پر جرح کی ہے۔

س: بخاری شریف کی احادیث پر بہت سارے لوگوں نے جرح کی ہے اور ہو سکتی ہے لیکن یہاں سب کی جرح کو نقل کروں' مشکل ہے۔ کام لمبا ہو جائے گا۔

غ: دیکھیں کسی اور نے بے شک جرح کی ہو لیکن آج تک کوئی اہل حدیث پیدا نہیں ہوا جس نے بخاری شریف پر کوئی ذرہ برابر بھی جرح کے الفاظ لکھے ہوں۔

س: آپ دعوے تو بڑے بلند وبالا کرتے ہیں لیکن پھنستے بھی بہت اچھی طرح ہیں۔

غ: میں نے عرض کیا ہے کہ بخاری شریف پر کسی اہل حدیث نے جرح

نہیں کی۔ ہے تو دکھاتے کیوں نہیں؟

س : بھائی جان، میرا خیال ہے آپ گرم زیادہ ہو گئے ہیں۔ حوالہ میرے پاس موجود ہے۔ یہ حکیم فیض عالم صدیقی جہلمی غیر مقلد مولوی، اپنی کتاب صدیقہ کائنات میں لکھتا ہے کہ جو بخاری کی تمام روایات کو صحیح مانتے ہیں، ان کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ (ص ۱۱۳) کہیں لکھتا ہے امام بخاری مرفوع القلم ہیں (ص ۱۱۳) بخاری میں موضوع اور من گھڑت اقوال ہیں (ص ۸۸) اب بتاؤ یہ جرح کرنے والا غیر مقلد ہے یا نہیں؟

غ : یار میں نے آپ سے بخاری شریف سے حدیث مانگی تھی کہ جس میں تکبیر تحریمہ والا رفع یدین ہو، رکوع اور سجدے والا نہ ہو۔ حدیث ہے تو دکھا دو، نہیں ہے تو انکار کر دو۔

س : برادرم، یہ سارے سوالات آپ نے خود کیے ہیں جن کا میں نے جواب دیا ہے۔ پھر پینترا بدلا اور رفع یدین کی طرف آ گئے۔ پہلے کوئی حدیث دکھاؤ کا مطالبہ تھا۔ مسند حمیدی اور صحیح ابو عوانہ سے دکھا دیں تو اب بخاری شریف کا مطالبہ ہے۔ وہ بھی پورا کر دیا جاتا ہے ان شاء اللہ، لیکن خدا کا واسطہ صحیح حدیث کو مان جانا۔ میرے ہاتھ میں بخاری شریف ہے۔ اس کے باب سنة الجلوس فی التشهد ج ۱ ص ۱۱۴ میں محمد بن عمرو بن عطا فرماتے ہیں کہ انه كان جالسا مع نفر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرنا صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو حمید الساعدی انا کنت احفظکم لصلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایته اذا کبر جعل یدیه حذو منکبیه

واذا رکع امکن یدیه من رکبتیه ثم هصر ظهره فاذا رفع راس
من الرکوع استوی حتی یعود کل فقار مکانه کہ وہ صحابہ کرا
کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرماتے تو ہم نے حضور ﷺ کی نماز کا ذکر
کیا تو ابو حمید الساعدی بولے کہ میں تم سے حضور ﷺ کی نماز زیادہ یاد رکھ
ہوں۔ میں نے ان کو دیکھا جب تکبیر تحریمہ کہی تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں
تک اٹھایا' جب رکوع کیا تو ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑا حتیٰ کہ اپنی پشت کو
برابر کیا اور جب سر اٹھایا' سیدھے ہوئے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنے مقام پر آگیا۔

دیکھیں اس حدیث شریف میں صرف ایک ہی رفع یدین ہے جس کو ابو حمید الساعدیؓ بیان فرماتے ہیں۔ رکوع جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے نہیں ہے اور مزے کی بات ہے کہ حضرت ابو حمید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ رایتہ میں نے خود نبی علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اب حدیث بخاری شریف والی شرط پوری ہو گئی' اور حدیث بھی مرفوع ہے۔ اس میں رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ والی ہے' رکوع والی نہیں۔ آپ کے سارے مطالبے پورے ہو گئے' اب تو غیر مقلدیت والی ضد کو چھوڑ دو اور مان جاؤ۔

غ : اس حدیث کو میں کیسے مان لوں' اس میں صرف رکوع والا رفع یدین ذکر نہیں کیا گیا۔ باقی رفع یدین نہ کرنا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔

س : بھائی جان ٹھنڈے دل سے سوچئے' یا تو یہاں صحابی رسول ﷺ مسئلہ رفع یدین ذکر نہ کرتے تو الگ بات تھی۔ جب پہلی دفعہ رفع یدین کو ذکر کیا ہے' اور رکوع والے رفع یدین کو ذکر نہیں کیا اور فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ تو چونکہ تحریمہ والا رفع یدین

دیکھا تھا اس لیے اسے بیان بھی کر دیا۔ اگر رکوع والا بھی دیکھا ہوتا تو اسے بھی بیان کرتے۔ معلوم ہوا کہ تحریمہ والا رفع یدین دیکھا تھا اور رکوع والا رفع یدین نہیں دیکھا اس لیے اسے بیان بھی نہیں کیا۔

غ : یہ عدم ذکر ہے یعنی ایک چیز کا ذکر نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس سے اس کی نفی بھی لازم آئے۔

س : برادرم! آپ نے پھر وہی بات کر دی' اس کا جواب عرض کر چکا ہوں۔ باقی آپ مجھے اس اصول کا رعب نہیں دے سکتے کہ عدم ذکر' شے کے عدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔ کیونکہ صرف یہی اصول نہیں ہے بلکہ یہ بھی اصول ہے کہ السکوت فی معرض البیان بیان یعنی ایسا مقام جہاں ایک چیز کو بیان کرنا چاہیے' وہاں اس کے بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس چیز کا عدم بیان کرنا ہی ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں اس حدیث میں رفع یدین کو ذکر نہ کرنا بلکہ سکوت اختیار کرنے کا مطلب اس کا ترک ہی ہے۔ باقی رہا آپ کا قانون عدم ذکر والا تو حضرت امام بخاریؒ آپ کے اس قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ دیکھیں بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۸ میں ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یحول رداءہ فی الاستسقاء یوم الجمعۃ بے شک نبی ﷺ نے جمعہ والے دن نماز استقاء میں چادر کو نہیں الٹایا۔ اب یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی؟ اس کے لیے آگے حدیث لکھتے ہیں ولم یذکر انہ حول رداءہ چونکہ چادر الٹانے کا ذکر نہیں لہٰذا ثبوت ہی نہیں۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عدم ذکر عدم ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے۔

غ: اس حدیث میں تو ثناء کا ذکر بھی نہیں، تعوذ اور بسملہ، فاتحہ، اگ سورت اور تشہد کا ذکر بھی نہیں۔ آپ کے قانون کے مطابق تو پھر یہ سار چیزیں نہیں ہوں گی۔

س: برادرم، حدیث شریف کے الفاظ پر غور کرتے تو یہ اشکال پیدا ن ہوتا۔

غ: حدیث شریف میں کون سا لفظ ہے جو مجھے سمجھ نہیں آیا؟

س: آپ کو میرے بھائی رأیتہ (میں نے دیکھا آپ کو) سمجھ نہیں آتا۔ یہ لفظ رؤیت سے ہے۔ جبکہ جو چیزیں آپ نے ذکر کی ہیں کہ ان ک حدیث میں ذکر نہیں، ان کا تعلق سماع یعنی سننے سے ہے۔ ثناء، تعوذ، بسمل فاتحہ، سورت یہ چیزیں سنی جاتی ہیں، دیکھی نہیں جاتیں۔ صحابیؓ فرماتے ہیں میں نے جو دیکھا ہے، وہ صرف پہلا رفع یدین ہے۔ رفع یدین ایک ایسا عمل ہے جو دیکھا جا سکتا ہے، اس کا تعلق رؤیت سے ہے۔ آپ کا سوال کیسا الٹ ہے کہ ثناء وغیرہ کا ذکر نہیں۔ میرے بھائی اس حدیث میں ان اعمال کا ذکر ہو رہا ہے جن کا تعلق رؤیت سے ہے۔ جن اعمال کا تعلق سماع سے ہے، ان کو تو اس حدیث میں چھیڑا ہی نہیں گیا۔ لہٰذا صحابیِ رسول ﷺ کی رؤیت میں صرف تحریمہ کا رفع یدین ہے، رکوع کا نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے رکوع کا رفع یدین کیا ہوتا تو وہ بھی رؤیت میں آ جاتا۔ جب آپ نے کیا ہی نہیں تو رؤیت میں بھی نہیں آیا۔

غ: اس حدیث شریف میں رفع یدین کندھوں تک ہے اور حنفی کانوں تک کرتے ہیں۔ یہ روایت آپ کے کام کی تو نہ رہی۔

س : برادرم، ہماری کتب کا اگر آپ نے مطالعہ کیا ہوتا تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ ہماری کتب میں ہے کہ رفع یدین اس طرح کیا جائے کہ ہاتھ کا نچلا حصہ کندھے کے برابر ہو جائے، انگوٹھا کانوں کی لو کے برابر ہو جائے اور انگلیوں کے پورے کانوں کے اوپر والے حصے کے برابر ہو جائیں۔ تینوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ یہ حدیث ہمارے مطلب کے خلاف تب ہوتی جب ہم کندھوں تک رفع یدین کے منکر ہوتے۔ ہم کان تک والی حدیث اور کندھوں تک والی حدیث دونوں کے مطابق عمل کرتے ہیں تا کہ کوئی سنت بھی ترک نہ ہو۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک، باب افتتاح الصلوۃ ای ابتداء ہا ج ۲ ص ۴۲، ۴۳، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)

غ : بخاری شریف کی اس حدیث کا آخری حصہ احناف کے خلاف ہے کیونکہ اس میں تشہد بیٹھنے کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بائیں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھتے۔ یہ کیفیت آخری تشہد کی ہوا کرتی تھی۔ لیکن حنفی لوگ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس کے اوپر بیٹھ جاتے ہیں تو حدیث شریف کا آخری حصہ کیوں نہیں مانتے؟

س : اعتراض کرتے ہوئے نہ لفظوں کو دیکھتے ہو نہ ان کے معانی کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ صرف اعتراض کرنے کا شوق ہے وہ بھی اتنا کہ اپنا آپ بھی بھول جائے۔ حدیث شریف کے لفظوں پر ذرا غور فرمائیں۔ اذا جلس في الركعة الاخرة قدم رجله اليسرى ونصب اليمنى وقعد على مقعدته (بخاری ج ۱ ص ۱۱۴) ذرا لفظ قدم پر غور فرمائیں۔

قدم کا معنی پیروں کو ایک طرف نکالنا نہیں بلکہ آگے نکالنا ہے۔ آگے تشہد میں نہ آپ نکالتے ہیں نہ ہم نکالتے ہیں تو جس طرح آخری حصہ ہمارے خلاف ہے، آپ کے بھی خلاف ہے بلکہ ہم تو کبھی اس پر حالت عذر میں عمل کر بھی لیتے ہیں اور اسے عذر پر ہی محمول کرتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے حدیث کا اول و آخر ہمارے حق میں ہے۔ آپ کے حق میں صرف ائمہ کرام پر تبرا بازی ہے۔

غ: عجیب بات ہے ہر حدیث اپنے لیے بنا لیتے ہو۔ میں نے ابن عمرؓ کی روایت بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ سے پیش کی تھی، اس میں بوقت رکوع تین عمل تھے۔ ایک تکبیر کہنا، دوسرا رفع یدین کرنا، تیسرا رکوع کرنا۔ دیکھو ڈاکٹر مریض کو جب دوائی دیتا ہے، اگر وہ تین گولیاں دے اور مریض دوا استعمال کرے اور ایک نکال کر پھینک دے تو اس مریض نے ڈاکٹر صاحب کے نسخہ پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی ہے۔ اسے شفاء کب ہوگی؟ تم نے بھی تینوں عملوں میں سے رفع یدین چھوڑ دیا ہے اور دو پر عمل کیا۔ تم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کی۔

س: پیارے بھائی، اس مثال سے کسی اور کو دھوکہ دینا۔ آپ کی مثال کا جواب یہ ہے کہ پہلے دن ڈاکٹر صاحب تین گولیاں دیتے ہیں، دوسرے دن ایک گولی خود نکال لیتے ہیں تو دوسرے دن والا نسخہ بھی ڈاکٹر صاحب کا ہی کہلائے گا۔

غ: عرض یہ ہے کہ میں نے بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ سے ابن عمرؓ کی روایت پیش کی۔ اس میں بوقت رکوع تین کام ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نے

ایک گولی خود نکال دی تو آپ مجھے ایسی حدیث بخاری سے دکھائیں جس میں بوقت رکوع صرف دو کاموں کا ذکر ہو، رکوع کا اور تکبیر۔ رفع یدین کا ذکر نہ ہو۔ پھر ثابت ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب نے تیسری گولی نکال دی ہے۔

س: پہلے مطالبات کی طرح یہ مطالبہ بھی آپ کا پورا کیا جائے گا ان شاء اللہ لیکن حوصلہ شرط ہے۔

غ: میں بخاری سے حدیث دیکھنا چاہتا ہوں جس میں رکوع کے ساتھ صرف تکبیر ہو۔

س: برادرم، یہ لیں بخاری شریف باب یہوی بالتکبیر حین یسجد، ج ۱ ص ۱۱۰ پر دیکھیں۔ لمبی حدیث ہے، وہاں لفظ ہیں ثم یکبر حین یرکع پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے جب رکوع کرتے۔ یہاں تو تیسری گولی خود حکیم صاحب نے نکال دی۔ میری مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ دو کام کرتے ہیں، رکوع کرنا اور تکبیر کہنا۔ یہ بیان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں تم سب میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کی نماز کے مشابہ ہوں اور حضور ﷺ کی یہی آخر تک نماز رہی حتیٰ کہ آپ دنیا چھوڑ گئے۔ یعنی آخری نمازیں اس کیفیت سے پڑھی تھیں۔ آپ کا وہ مطالبہ جس نے آپ کو آسمان پر چڑھا رکھا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پورا ہو گیا۔ اب تو مہربانی فرما کر غیر مقلدین والی ضد چھوڑ دیں۔

غ: اس حدیث میں پہلی رفع کا بھی ذکر نہیں، وہ بھی چھوڑ دیں۔

س: پیارے بھائی، پہلے آپ نے مطالبہ کیا تھا کہ بخاری سے ایسی

حدیث دکھاؤ جس میں تحریمہ والی رفع یدین ہو اور باقی نہ ہو۔ وہ ہم نے ج ا ص ۱۱۴ سے دکھا دی۔ دوسرا سوال جو آپ کے ذہن میں بڑا سوال تھا کہ ایسی حدیث بخاری سے دکھائیں جس میں رکوع کے ساتھ صرف تکبیر ہو، ہم نے وہ بھی حدیث بخاری ج ا ص ۱۱۰ سے دکھائی۔ اب ایک اور سوال چھیڑ دیا کہ اس میں پہلی رفع یدین نہیں۔ بندہ یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ مطالبہ پورا ہوا ہے یا نہیں؟ دل سے تو تسلی ہو چکی ہے بس زبان سے اقرار کرنا گناہ سمجھ رہے ہو۔ تحریمہ کی رفع یدین میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں، اختلاف تو تحریمہ کے بعد والے رفع یدین میں ہے اور وہ اس حدیث میں نہیں ہے۔

غ: گزشتہ گفتگو سے پھر ایک اشکال ذہن میں آ رہا ہے کہ اگر کان یرفع یدیہ کا ترجمہ استمرار نہیں تو اور کیا کریں؟

س: جو ترجمہ برادرم کان یصلی فی النعلین میں اور کان یصلی فی مرابض الغنم میں کرو گے، وہی یہاں بھی کر لو۔

غ: مجھے تو وہاں بھی سمجھ نہیں آتی سوائے چند ایک کے ترجمے کے۔ کیا ترجمہ کروں؟

س: میرے پیارے، مذکورہ دس مقامات پر ترجمہ میں "بعض دفعہ" کے لفظ سے ترجمہ سے بہتر کوئی بھی معنی اہل انصاف کے نزدیک قبول نہیں تو رفع یدین میں بھی وہی ترجمہ ہو گا کہ آپ ﷺ نے بعض دفعہ رفع یدین کیا، اس کے ساتھ ہمیشہ کی پخر لگانا بالکل بے اصل ہے۔

غ: اگر کوئی حوالہ مل جائے کہ کان استمرار کے لیے نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ کے لیے ہوتا ہے تو بندہ مان جائے گا۔

س: محترم حوالہ تو دکھایا جا سکتا ہے لیکن اگر آپ مان جائیں تو پھر آپ کو غیر مقلد کون کہے گا۔ غیر مقلد تو ہوتا ہی وہی ہے جو نہ مانے۔

غ: میں ان شاء اللہ مان جاؤں گا، آپ جلدی دکھائیں۔

س: محترم یہ میرے ہاتھ میں نووی شرح مسلم ہے، اس کا ص ۲۵۴ ج ۱ ہے۔ فان المختار الذی علیه الاکثرون المحققون من الاصولیین ان لفظة کان لا یلزم منها الدوام ولا التکرار وانما هی فعل ماض یدل علی وقوعه مرة فان دل دلیل علی التکرار عمل به والا فلا تقتضیه بوضعها (باب صلوة ایل وعدد رکعات النبیؐ فی اللیل) بے شک اکثر اصولی محققین اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے لفظ سے دوام اور تکرار ثابت نہیں ہوتا۔ یہ فعل ماضی ہے، ایک واقعہ پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں اس کان کے علاوہ کوئی اور دلیل ہو جو تکرار بتائے تو ٹھیک ورنہ یہ کان اپنی وضع کے اعتبار سے تکرار ودوام پر دلالت نہیں کرتا۔

کیا اس حوالہ کے بعد بھی کسی حوالہ کی ضرورت ہے؟

غ: مان گیا ہوں کہ کان سے استمرار اور دوام ثابت نہیں ہوتا، لیکن اذا کا کیا جواب دو گے؟

س: اذا کون سا؟

غ: دیکھیں حدیث شریف میں لفظ اذا کا آ رہا ہے جس کا معنی یہ ہو گا کہ جب بھی رکوع کرتے، رفع یدین کرتے۔ دوام تو ثابت ہو گیا۔

س: ہرگز ثابت نہیں ہوتا، حدیث شریف میں بھی اذا کا لفظ آتا ہے اور

قرآن پاک میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن یہ معنی یعنی ہمیشہ والا ترجمہ غلط ہے۔ اذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی میں ایک دفعہ ایسا ہوا کہ جناب جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، باہر کوئی مال تجارت آیا تو صحابہ کرامؓ خطبہ چھوڑ کر مال کی طرف گئے، یہ واقعہ ایک دفعہ ہوا لیکن لفظ اذا کا آیا ہے۔ اسی طرح رفع یدین والی روایت میں بھی اذا کے لفظ سے ہمیشگی اور دوام ثابت نہیں ہوتا۔

غ: دیکھیں قرآن پاک میں ایک اور جگہ اذا آتا ہے، وہاں معنی ہمیشہ والا کرتے ہیں۔ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم جب بھی نماز کے لیے اٹھو تو چہروں کو دھو لو یعنی وضو کرو جس طرح آگے پوری آیت میں بیان ہوا ہے۔ تو جس طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اسی طرح کوئی نماز بغیر رفع یدین کے نہیں ہونی چاہیے۔

س: میرے بھائی آپ نے استدلال ایسا کیا ہے کہ پوری امت کی تشریحات کے خلاف ہے۔ یہ آپ کو کس نے کہا ہے کہ جب بھی نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو وضو کرتے ہیں۔ کبھی تیمم کرنا پڑتا ہے نہ کہ وضو اور کبھی پہلے کا وضو ہوتا ہے، اس صورت میں وضو کی ضرورت نہیں۔ آپ کی تشریح سے تو یہ ثابت ہوگا کہ جس طرح کبھی پہلے سے وضو ہو اور نماز کا وقت آجائے تو وضو کی ضرورت نہیں بلکہ سابقہ وضو سے ہی کام چل جائے گا، اسی طرح آپ کبھی پہلے رفع یدین کر لیں اور پھر بعد میں نماز پڑھ لیں تو درست ہے۔ دوسرے وضو گھر میں کیا جاتا ہے، نماز مسجد میں پڑھی جاتی ہے۔ آپ بھی رفع یدین گھر کر لیا کریں اور نماز مسجد میں پڑھا کریں۔

غ : وضو ٹوٹوں پر مسجد میں بھی ہوتا ہے، لہٰذا رفع یدین بھی مسجد میں ہوگا۔

س : محترم، اگر وضو ٹوٹوں پر ہوتا ہے تو رفع یدین بھی ٹوٹوں پر کر لیں۔

غ : آپ نے میرا دماغ چکرا دیا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ اذا سے بھی دوام ثابت نہیں ہوا۔

س : آپ کا مطلب ہے کہ نبی علیہ السلام کے جس فعل پر اذا آ جائے، وہ آپ نے ہمیشہ کیا ہے اور ہمیشہ کرنا چاہیے؟

غ : ہاں ہاں، جی ہاں، اب آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔

س : میں آپ کو ایسا فعل دکھاتا ہوں، اس پر اذا داخل ہوگا، اور تمہارا اس پر عمل نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن (بخاری ج ۱ ص ۱۵۵، باب الضجعہ علی الشق الایمن بعد رکعتی الفجر) آپ کی مرضی کے مطابق ترجمہ کرتا ہوں۔ جب نبی کریم ﷺ صبح کی دو رکعتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔ یہاں دو رکعتوں سے فرض مراد ہیں یا سنن؟

غ : اس سے مراد سنن ہیں، یعنی جب صبح کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

س : بحث کو مختصر کرنے کے لیے چلو مان لیتا ہوں کہ دو رکعتوں سے مراد دو سنن ہیں۔ آپ سارے غیر مقلد رفع یدین کی طرح اس پر عمل

کرتے ہو یا بعض کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے؟

غ: سارے تو نہیں کرتے۔

س: اگر سارے نہیں کرتے تو اذا کے استمرار میں آپ کو شک تو ہو گیا ہے نا؟ جیسے یہاں اذا استمرار کے لیے نہیں جس پر آپ کا عمل دلالت کر رہا ہے تو رفع یدین والی روایت میں، بھی اذا کا معنی استمرار ودوام نہیں ہے۔

ایک سوال اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ صبح کی نماز کی جماعت کھڑی ہونے سے ایک منٹ رہتا ہے، آپ جلدی صبح کی دو سنن پڑھتے ہیں، اتنے میں جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ آپ جماعت کے ساتھ مل جائیں گے یا زمین پر لیٹنے والی سنت پر عمل کریں گے۔

غ: میں مجبوری کی حالت میں جماعت کے ساتھ مل جاؤں گا کیونکہ صبح کی دو سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے اور جماعت میں ملنا فرض ہے۔ ہم فرض ادا کریں گے اور سنت کو چھوڑ دیں گے۔

س: جس طرح صبح کی دو سنن چھوٹ جانے کی صورت میں بعد میں قضاء کی جاتی ہیں، اہل سنت کے نزدیک بعد از طلوع شمس اور غیر مقلدین کے نزدیک جماعت کے بعد، تو اگر لیٹنے والی سنت رہ جائے تو بعد میں سارے غیر مقلد قضاء کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر قضاء کرتے ہیں تو حدیث سے ثابت کریں اور اگر نہیں کرتے تو بھی حدیث سے ثابت کریں کہ فلاں حدیث کی بنا پر قضاء نہیں کرتے۔

غ: میرا دماغ خراب مت کرو۔ بہرحال جب جماعت کھڑی ہو جائے تو اہل حدیث کے نزدیک سنتیں نہیں ہوتیں اور نہ ادا کرنی چاہئیں۔

س: میں آپ کو کئی غیر مقلد دکھاتا ہوں جو فرائض کی جماعت کے وقت سنن ادا کرتے ہیں۔

غ: جو آدمی فرائض کی جماعت کے وقت کوئی بھی سنت ادا کرے، وہ اہل حدیث نہیں ہو سکتا۔

س: برادرم، پیارے، جب نماز کی جماعت کھڑی ہوتی ہے، آپ وضو کرتے ہیں۔ اس میں ناک میں پانی ڈالتے ہیں اور کلی کرتے ہیں۔ یہ سنن نہیں؟ کیا خیال ہے "جب جماعت کھڑی ہو، صرف وضو کے چار فرض ہی ادا کرتے ہو؟ اُس کے علاوہ کچھ نہیں کرتے؟ کیا وضو کرتے ہوئے تم میں سے کوئی بھی اہل حدیث نہیں ہوتا؟

غ: کیا کروں؟ نہ معلوم آپ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ "میرا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کی جماعت کھڑی ہو تو دو رکعتیں نماز نہیں ہو سکتی

س: بھائی جان، یہ مطلب آپ کا ہرگز نہیں، صرف جان چھڑا رہے ہو۔ پہلے کہتے تھے لیٹنے والی سنت بھی جماعت کے وقت ادا نہیں ہو سکتی۔ اب کہتے ہو کہ صرف دو رکعات کی بات ہے، کتنی تضاد بیانی ہے۔

اس اذا کے علاوہ ایک اور جگہ بھی اذا آ رہا ہے جس پر کسی غیر مقلد کا بھی عمل نہیں ہے۔ یہ دیکھیں، میرے ہاتھ میں سنن ترمذی ہے، صحاح ستہ میں شامل کتاب ہے، اس کے باب ما یقول الرجل اذا رفع راسہ من الرکوع ج ۱ ص ۳۶ پر حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے روایت ہے اذا رفع رأسہٗ من الرکوع قال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد ملا السمٰوات والارض وملاِ ما بینھما وملا ما شئت من شئی ک

رسول اللہ ﷺ جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ سے لے کر آخر تک دعا پڑھتے۔ دیکھیں اذا رفع راسہ کا ترجمہ آپ کے ذوق کے مطابق یہ کیا ہے کہ جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے۔ میرا تو گمان غالب یہی ہے کہ ہزار غیر مقلدین میں ایک بھی ایسا نہیں نکلے گا جو یہ دعا پڑھتا ہو۔ صرف ہم سے مسئلہ رفع یدین میں اذا پر عمل کروانا تھا کہ خود بھی کرنا تھا؟ اگر اذا کا معنی رفع یدین میں ہمیشہ والا ہے اور رفع یدین چھوڑنے والوں کے خلاف اشتہار چھپوائے جا سکتے ہیں تو یہ مذکورہ دعا جو آپ ﷺ نے قومہ میں پڑھی، اس کے نہ پڑھنے والے غیر مقلدین کے خلاف بھی نعرہ بازی ہونی چاہئے اور دس لاکھ کا اشتہار بھی چھپوانا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ جو لوگ قرآن وحدیث کا نام لیتے ہیں، وہ صرف چند ایک احادیث پر عمل کرتے ہیں اور بہت ساری احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

غ: ہمارے پاس بخاری و مسلم کی احادیث اور بھی موجود ہیں جن میں رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔ اس بخاری شریف باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع ج ۱ ص ۱۰۲ پر عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت کے علاوہ مالک بن الحویرثؓ کی روایت بھی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بچے تھے اور مالک بن حویرثؓ مسافر تھے۔ حضرت مالک حضور ﷺ کے ہاں تشریف لائے اور پھر چلے گئے، اپنے علاقے کے لوگوں کو رفع یدین والی نماز سکھائی۔

س: میرے بھائی آپ کی زبان سے اللہ جل مجدہ نے سچی بات نکلوا دی ہے۔ ابن عمرؓ واقعی بچے تھے۔ (بخاری باب الفہم فی العلم ج ۱ ص ۱۷) اور مالک بن حویرثؓ بیس دن حضور ﷺ کے ہاں رہے، دوبارہ آنے کا موقع ہی

نہیں ملا۔ مسئلہ تو اس صحابی سے پوچھنا چاہیے جو ساری زندگی آپ کے ساتھ رہا ہو کہ پہلے کیا تھا، بعد میں کیا ہو گیا۔ یہ اسی کو معلوم ہو سکتا ہے جو ساری زندگی آپ کے ساتھ ہو۔ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں۔

غ: آپ میری بات سمجھیں، اصل تو صحابی کا اپنا عمل ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور مالک بن حویرثؓ کا اپنا عمل کیا تھا، تو اس سے فیصلہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود کیا کرتے تھے؟

س: ان شاء اللہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا عمل بھی ترک رفع یدین کا ہے، وہ میں عرض کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں طحاوی شریف ہے۔ عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا فی تكبيرة الافتتاح من الصلوة (ج ا ص ۶۳ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع من الركوع هل مع ذالك رفع ام لا) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز کی پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

غ: اس کی سند دیکھ لینی چاہیے، کیسی ہے۔

س: پہلا راوی ابن ابی داؤد ہے یعنی ابراہیم بن سلیمان بن داؤد ہے۔ حفاظ میں سے ہے (لسان المیزان ج ص ۲۷۵) آگے کی سند احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد ہے۔ یہ سند بخاری شریف ج ۲ ص ۷۲۵ باب قوله والذين تبوؤا الدار والايمان پر اسی طرح موجود ہے۔ اس پر بحث کی کیا ضرورت ہے۔

غ: احمد بن یونس سے حصین تک تو بخاری میں موجود ہے لیکن وہاں

مجاہد کا نام تو نہیں ہے۔

س : مجاہد بھی بخاری شریف کا راوی ہے۔ بخاری اور مسلم کے رواۃ کے متعلق ارشاد الحق اثری غیر مقلد اپنے رسالہ اسباب اختلاف الفقہاء میں لکھ چکا ہے کہ بخاری و مسلم کے راویوں کے سر سے پانی گزر چکا ہے یعنی ان پر جرح نہیں ہو سکتی۔ آپ کے نزدیک تو اس روایت پر جرح ہو ہی نہیں سکتی۔ اب دیکھیں ابن عمرؓ خود رفع یدین نہیں کرتے جو راوی حدیث ہیں۔ معلوم ہوا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث یعنی رفع یدین والی منسوخ ہے۔

بھائی صاحب، میں تو پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ ۱۰ جگہ پر دوام رفع یدین اور ۱۸ جگہ حرام یا نفی آپ دکھا دیں تو دعویٰ آپ کا مکمل ہو جائے گا۔ ابھی تک جناب اس سے قاصر ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ خود حدیث پر عامل نہیں ہیں۔ دوسرا بقول امام بخاریؒ کے اس حدیث پر کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں۔

غ : امام بخاریؒ نے کہاں فرمایا کہ اس حدیث پر ایک صحابی کا بھی عمل نہیں، وہ تو فرماتے ہیں کوئی ایک صحابی بھی بغیر رفع یدین کے نماز نہیں پڑھتا تھا تو اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہے؟

س : میرے پیارے بھائی، آپ نے اس عبارت میں دو سوال کیے۔ پہلا تو یہ کہ امام بخاریؒ نے کہاں فرمایا ہے کہ ابن عمرؓ کی بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ والی حدیث پر کسی صحابی کا عمل نہیں ہے۔ یہ کہاں ہے؟

اس عبارت کا ثبوت جزء رفع یدین جو امام بخاری کی طرف منسوب ہے، اس

کے ص ۴۸ پر ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ سارے صحابہؓ بلا استثناء کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس حدیث میں کندھوں تک اٹھانے کا ثبوت ہے تو صحابہ کرامؓ کا عمل اس حدیث پر تو نہ رہا۔ باقی دوسرا سوال آپ کا کہ امام بخاری فرماتے ہیں کوئی صحابی بھی نہیں جس نے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھی ہو' میں اس کا جواب بجائے کسی اور شخصیت سے پیش کرنے کے امام بخاریؒ کے شاگرد سے پیش کرتا ہوں۔ امام ترمذیؒ امام بخاریؒ کے شاگرد ہیں۔ ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۵ پر ترک رفع یدین کی حدیث نقل کرتے ہیں اور بعد میں فرماتے ہیں وبہ یقول غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ میں سے جو اہل علم تھے ان میں رفع یدین چھوڑنے والے اتنے ہیں کہ شمار بھی نہیں کر سکتا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ چھوڑنے والا ایک صحابیؓ بھی نہیں تھا۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں رفع یدین چھوڑنے والے بے شمار تھے۔ جب امام بخاریؒ کے قول کی تردید خود ان کے ایسے شاگرد رشید سے ہو گئی۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے مجھ سے فرمایا تھا انتفعت بک اکثر مما انتفعت بی جو نفع میں نے آپ سے حاصل کیا ہے' وہ اس نفع سے زیادہ ہے جو آپ نے مجھ سے حاصل کیا۔ (تہذیب ج ۹ ص ۲۸۹ بحوالہ خزائن السنن ج ۱ ص ۱۸) اب اندازہ لگائیے کہ امام ترمذیؒ بھی بحیثیت شاگرد ہونے کے امام بخاریؒ سے فیض حاصل کیا ہے لیکن بقول امام بخاریؒ جو فیض استاذ نے شاگرد سے یعنی امام ترمذیؒ سے حاصل کیا ہے' وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو امام بخاریؒ نے حاصل کیا تھا۔ جب ایسا شاگرد کسی قول میں اپنے استاذ

کی تردید کر دے تو اس سے بڑھ کر اور کون سا حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے؟

غ: امام ترمذیؒ نے کون سا صحابہؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ ان کی بات کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

س: پیارے بھائی، اگر امام ترمذیؒ نے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا تو امام بخاریؒ نے کب صحابہؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جنہوں نے اتنا بڑا دعویٰ فرما دیا ہے کہ کوئی صحابیؓ بھی رفع یدین نہیں چھوڑتا تھا۔ اگر نہ دیکھنا ہی غیر معتبر ہونے کے لیے کافی ہے تو امام بخاری پہلے کے ہیں، ان کا قول پہلے غیر معتبر ہو گا اور ترمذی کا دوسرے نمبر پر غیر معتبر ہو گا، بقول آپ کے۔

آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی اور احادیث ہیں جن میں رفع یدین کا ذکر موجود ہے، تو خالی ذکر سے تو کام نہیں چلتا۔ پورا دعویٰ دوام کا ہے، دوام سے کام چلے گا۔ دوام والی حدیث پیش فرما دیں۔

غ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ کہنے والوں کو غلط تو نہیں کہا بلکہ میں نے تو سنا ہے رفع یدین چھوڑنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے۔

س: کس رفع یدین کے چھوڑنے پر کنکریاں مارتے تھے؟

غ: رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے جو رفع یدین نہیں کرتا تھا، اس کو کنکریاں مارتے تھے۔

س: آپ کے پاس اس کا کوئی حوالہ یا ثبوت ہے؟

غ: ہاں، یہ کتاب جو صرف رفع یدین کے موضوع پر لکھی گئی ہے،

الرسائل اس کا نام ہے، اس کے ص ۳۱۵ اور ۳۳۷ پر یہ حدیث موجود ہے کہ رفع یدین چھوڑنے والے کو کنکریاں مارتے۔

س: میرے بھائی، یہ بتائیں کہ جھوٹ بولنا آپ کے مذہب میں جائز ہے؟

غ: ہرگز جائز نہیں۔ میں نے کب جھوٹ بولا ہے؟

س: الرسائل کا ص ۳۱۵ دیکھیں۔ اس میں لفظ یوں ہیں۔ ان عبد اللہ بن عمر اذا أبصر رجلا یصلی ولا یرفع یدیہ کلما خفض ورفع حصبہ حتی رفع یدیہ بے شک عبد اللہ بن عمرؓ جب دیکھتے کسی آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے وہ ہر اونچ نیچ میں رفع یدین نہ کرتا، اسے کنکریاں مارتے۔ اور ص ۳۳۷ بھی یہی عبارت ہے۔ اب الرسائل کے مصنف نے کلما خفض ورفع کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ صرف اتنا ترجمہ کیا ہے کہ جو رفع یدین نہ کرتا، اسے کنکریاں مارتے حالانکہ کلما خفض ورفع حدیث کی عبارت میں موجود ہے جس کا معنی ہے جو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین نہ کرتا، اسے کنکریاں مارتے۔ یہ روایت چونکہ مصنف کے دعویٰ وعمل کے خلاف تھی، روایت کا ترجمہ کرنے میں خیانت کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی اور جان چھڑائی اور حدیث کو اپنے مطلب پر ڈھال لیا۔

چار رکعات میں ہر اونچ نیچ پر رفع یدین پر جب کنکریاں مارتے تو اس میں سجدوں والی رفع یدین بھی آ گئی۔ دوسری اور چوتھی رکعت کے ابتداء والی رفع یدین بھی آ گئی۔ آپ ان مقامات پر چھوڑتے ہیں۔ اگر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اس دور میں موجود ہوتے تو سجدوں میں رفع یدین چھوڑنے والے غیر

مقلدین کو کنکریاں مار مار کے آنکھیں پھوڑ دیتے۔ دوسری اور چوتھی رکعت میں رفع یدین چھوڑنے والے غیر مقلدین کی کنکریوں سے ٹانگیں اور بازو بھی توڑ دیتے۔ یہ روایت جس طرح ہمارے خلاف پیش کرتے ہو، جناب کے خلاف بھی ہے البتہ شیعہ کو فائدہ دے رہی ہے، وہی ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے ہیں۔

غ: واقعی الرسائل کے مصنف نے حدیث کے ترجمہ میں خیانت کی ہے اور غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اب بتاؤ یہ روایت تو ہمارے بھی خلاف ثابت ہوئی۔ اب اس کا کیا کریں؟

س: برادرم، جب تک آپ نے اس کو اپنے حق میں مفید تصور کر رکھا تھا تو کوئی فکر نہیں تھی۔ جب پردہ چاک ہوا کہ ہمارے خلاف ہے تو اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ کسی طرح اس کو اڑایا جائے اور کوئی جواب دیا جائے۔ میرا تو جواب یہ ہے کہ اگر ضعیف کہو گے تو رکوع والا رفع یدین رہے گا نہ سجدے والا۔ ہمارا مدعی ثابت ہو جائے گا۔ محترم! یہ میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ حضرت عبد اللہؓ نے اپنے والد محترم حضرت عمر بن خطابؓ کو پتھر کیوں نہ مارے۔ ان کی رعایت کیوں کی۔ وہ بے شمار صحابہؓ جو رفع یدین نہ کرتے تھے (ترمذی ج ۱ ص ۳۵) اکو انہوں نے پتھر کیوں نہ مارے؟

غ: حضرت عمرؓ نے کب رفع یدین چھوڑا، اس کا تو کوئی حوالہ موجود نہیں۔

س: بفضلہ تعالیٰ حضرت عمرؓ سے ترک رفع یدین کی حدیث موجود ہے۔ طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۶۴ میں ہے۔ عن الاسود قال رایت

عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود حضرت اسودؒ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عمر بن خطابؓ کو نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے' اس کے بعد نہ کرتے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کے بارے میں فرمایا رواته ثقات اس کے سارے راوی ثقہ ہیں (درایہ ج ا ص ۱۱۳)

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے والد محترم کو بھی دیکھا ہوگا کہ رفع یدین نہیں کرتے تو ان کو پتھر نہیں مارے۔ اگر مارے ہوں تو اس کا ثبوت چاہیے۔

غ: یہ کتاب جو آپ نے پیش فرمائی ہے' یہ حدیث کی کتاب نہیں بلکہ فقہ کی کتاب ہے۔ اس میں امام طحاویؒ پہلے حدیث لکھ دیتے ہیں' اس کے بعد اپنی فقہ کا مسئلہ درج کر دیتے ہیں۔ اس کو حدیث کی کتاب کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

س: لا حول ولا قوة الا بالله ۔ طحاوی شریف حدیث کی کتاب نہیں ہے؟ یہ آج جناب سے ہی سن رہا ہوں اور دلیل بھی بڑی انوکھی دی ہے کہ پہلے حدیث اور بعد میں فقہ بیان فرماتے ہیں۔ امام طحاویؒ حدیث رسول اللہ ﷺ کو مقدم فرماتے ہیں' مختلف احادیث کو پہلے درج فرماتے ہیں' اس کے بعد ان کے درمیان مناسب تطبیق دیتے ہیں۔ بہرحال حدیث رسول اللہ ﷺ کو مقدم ہی رکھتے ہیں لیکن امام بخاریؒ حدیث رسول اللہ ﷺ سے اپنی فقہ کو مقدم کرتے ہیں اور حدیث کو بعد میں لاتے ہیں۔

غ: امام بخاریؒ نے کب فقہ کو حدیث پر مقدم کیا ہے؟

س: امام بخاریؒ کے ابواب ان کی فقہ ہے' ابواب میں اپنا مسئلہ لکھ

دیتے ہیں اور حدیث کو بعد میں لاتے ہیں۔ اگر حدیث کے بعد فقہ کا مسئلہ درج کرنے سے طحاویؒ حدیث کی کتاب نہیں رہتی تو بخاری حدیث کی کتاب بطریق اولیٰ نہیں رہتی کیونکہ اس میں فقہ کو مؤخر نہیں بلکہ مقدم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں مقامات پر علماء فقہاء کے اقوال بیان کیے گئے ہیں۔ طحاوی شریف کی مخالفت میں بخاری سے پہلے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

غ: امام بخاریؒ اتنے بڑے عالم ہیں، وہ ابواب میں وہی مسئلہ درج فرماتے ہیں جو حدیث سے نکلتا ہو۔

س: یہ آپ کو کس نے کہا ہے کہ جو مسئلہ حدیث شریف میں ہو، وہی باب میں درج فرماتے ہیں۔ یہ محض تقلید جامد ہے جو ہر غیر مقلد امام بخاریؒ کی کر رہا ہے۔

غ: آپ کے پاس کوئی ابواب ہیں جن میں مسئلہ کا تعلق حدیث شریف سے نہ ہو؟

س: ایسے ابواب ضرور موجود ہیں جن میں جو مسئلہ امام بخاریؒ بیان فرماتے ہیں، وہ مندرجہ حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ ذرا حوصلہ رکھنا۔

(۱) بخاری ج ۱ ص ۳۵ پر باب ہے باب ما یبول قائما وقاعدا کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ باب کے نیچے جو حدیث لائے ہیں، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ہے، بیٹھنے کا اس میں ذکر تک نہیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ بیٹھنے کا مسئلہ حدیث کے کس لفظ سے نکلا ہے؟

(۲) بخاری ج ۱ ص ۴۸ پر باب التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء وخاف فوت الصلوة حضر میں بھی جب پانی نہ ملے اور نماز کے

وت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر لینا چاہیے۔ مسئلہ تو بیان فرمایا کہ نماز ضائع اور فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔ نیچے جو حدیث لائے ہیں، وہاں سلام کے لیے تیمم کا ذکر ہے۔ امام بخاریؒ نے نماز کو سلام پر قیاس کیا ہے، حدیث میں نماز کا کوئی لفظ نہیں۔

(۳) بخاری ج ۱ ص ۱۵۰ پر باب باندھا ہے باب صلوة القاعد ایماء بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کا باب۔ امام بخاریؒ باب میں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز ہو سکتی ہے جبکہ نیچے جو حدیث لائے ہیں، اس میں ایماء (اشارے) کا لفظ نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ باب میں وہ مسئلہ لائے جو حدیث میں نہیں ہے۔

(۴) بخاری ج ۱ ص ۱۰۴ پر امام بخاریؒ باب باندھتے ہیں باب وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوات کلها فی الحضر والسفر وما یجهر فیها وما یخافت اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قراءة واجب ہے امام کے لیے، مقتدی کے لیے تمام نمازوں میں خواہ وہ نماز حضر کی ہو یا سفر کی، جہری ہو یا سری۔ نیچے جو حدیث لائے ہیں، لا صلوة لمن لم یقرا بفاتحة الکتاب اس میں نہ امام کا لفظ ہے نہ مقتدی کا، نہ حضر کا نہ سفر کا، نہ جہری کا نہ سری کا۔ یہ ساری امام بخاریؒ کی فقہ ہے جو حدیث شریف پر مقدم کی جا رہی ہے۔ اب بتاؤ کہ بخاری شریف حدیث کی کتاب ہے یا فقہ کی؟ امام طحاویؒ جنہوں نے اپنی رائے سے حدیث کو مقدم کیا ہے، ان کی کتاب حدیث کی ہے یا فقہ کی؟

(۵) بخاری ج ۱ ص ۱۷۷ پر باب میں یوں مسئلہ بیان فرمایا ہے باب ما

یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور قبروں پر مساجد بنانے کی کراہیت کا بیان۔ آگے حدیث لعن اللہ الیھود بیان فرمائی، اس سے لعنت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں حرمت ہے، اسی لیے تو لعنت فرمائی۔ امام بخاریؒ کراہت کا قول کرتے ہیں جو حدیث کے کسی لفظ کا معنی بھی نہیں بنتا۔ اب بتاؤ بخاری حدیث کی کتاب ہے یا فقہ کی؟

(۶) بخاری ج ۱ ص ۱۳۴ میں باب ہے باب اذا فاتت العید یصلی رکعتین باب ہے کہ جب عید کی نماز فوت ہو جائے تو دو رکعتوں کی قضا کرنی چاہیے۔ یہ مسئلہ بیان کیا امام بخاریؒ نے لیکن اب باب میں جو حدیث لائے ہیں، اس کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس میں عید کے دن گانے بجانے کا ذکر ہے۔ امام بخاریؒ کچھ اور فرما رہے ہیں اور حدیث میں کچھ اور ہے اور ساتھ ساتھ اپنی فقہ کا مسئلہ حدیث پر مقدم بھی ہے۔ میرے پیارے، اب صحیح صحیح بتاؤ کہ بخاری شریف حدیث کی کتاب ہے یا فقہ کی؟

(۷) بخاری ج ۱ ص ۱۰۹ پر باب میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا یتم الرکوع بالاعادۃ اس باب میں امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ جو آدمی رکوع پورا نہ کرے، اسے نبی علیہ السلام نے رکوع لوٹانے کا حکم دیا۔ آگے استدلال میں جو حدیث بیان فرمائی ہے، وہ مسئی الصلوۃ والی مشہور حدیث ہے۔ اس میں صرف رکوع کے اعادہ کا ذکر نہیں، تمام ارکان کے دوبارہ لوٹانے کا حکم ہے۔ امام بخاریؒ صرف رکوع مراد لے رہے ہیں، محض رکوع کا اعادہ تو حدیث سے

ثابت ہی نہیں۔ اب بتاؤ کہ بخاری شریف حدیث کی کتاب ہے یا فقہ کی؟

(۸) بخاری ج ۱ ص ۴۶۶ میں یہ باب ہے باب خیر مال المسلم غنم مسلمان کا بہترین مال بکری ہے۔ اس باب میں ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ اذا سمعتم صیاح الدیکۃ فسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رات ملکا واذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا من الشیطان فانہا رات شیطانا جب تم مرغے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل مانگو کیونکہ اس نے فرشتہ دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔ ذرا غور فرمائیں، باب تو تھا کہ بکری مسلمان کا بہترین مال ہے اور حدیث ہے گدھے اور مرغے کی آواز کے متعلق تو اس حدیث کا اس مسئلہ سے کیا تعلق ہے جو باب میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ کہتے ہیں امام بخاریؒ باب میں وہی مسئلہ لاتے ہیں جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ یہاں باب کچھ اور کہہ رہا ہے، حدیث کسی اور مسئلہ کے بارے میں ہے۔ اس حدیث اور مسئلہ کا آپس میں دور کا تعلق بھی نہیں، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ بخاری شریف حدیث کی کتاب ہے یا فقہ کی؟

(۹) بخاری ج ۱ ص ۱۳۲ پر باب میں مسئلہ بیان فرماتے ہیں کہ باب التکبیر للعید عید کے لیے تکبیر کہنا۔ نیچے جو حدیث لائے ہیں، اس میں وعظ و نصیحت کا ذکر ہے، تکبیر کا نہیں۔ حدیث کچھ اور کہتی ہے، باب میں فقہ کا مسئلہ کچھ اور کہتا ہے۔ اپنی فقہ کو حدیث شریف پر مقدم کیا ہے۔

اب بھی بخاری شریف حدیث کی کتاب ہے اور طحاوی شریف فقہ کی؟

(۱۰) بخاری ج ۱ ص ۱۷۷ باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد اس باب میں امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ جنازہ عیدگاہ کے قریب اور مسجد کے قریب یا اس میں پڑھنا۔ اس کے ثبوت کے لیے دو حدیثیں پیش فرمائی ہیں۔ پہلی حدیث نجاشیؓ کے جنازے والی ہے جس میں مصلی کا ذکر ہے۔ دوسری حدیث جس میں ایک یہودی عورت اور مرد کے رجم کا قصہ ہے، وہ مسجد کے پاس۔ جنازہ مسجد میں یا مسجد کے ساتھ کا دونوں حدیثوں میں ذکر نہیں لیکن مسئلہ باب میں لکھ دیا ہے جس کا ان احادیث سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ بخاری شریف حدیث کی کتاب ہے یا فقہ کی؟

تلک عشرۃ کاملہ

یہ دس مثالیں اس لیے عرض کیں تا کہ کسی حدیث کی کتاب کو محض بوجہ تعصب فقہ کی کتاب کہتے ہوئے پہلے بخاری شریف کے متعلق معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا کیا حال ہے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے ترک رفع یدین کی حدیث پیش کی، آپ نے فوراً اعتراض کیا کہ یہ فقہ کی کتاب ہے جبکہ وہ امام طحاوی کی معروف و مشہور تصنیف، حدیث شریف کی کتاب ہے۔

غ: جب آپ مثالیں بیان کرتے ہیں تو ایک ہی سانس میں دس دس بیان کر جاتے ہیں۔ طحاوی حدیث کی کتاب ہی سہی لیکن لکھی ہوئی تو حنفی کی ہے۔ ہم حنفی کی لکھی ہوئی کتاب کیوں مانیں؟

س: انکار حدیث کے شیطان کیسے الٹے الٹے ڈھنگ تمہیں سکھاتا ہے۔ حنفی ہونا انکار حدیث کا سبب ہے تو پھر پوری مسلم شریف کا انکار کر دو کیونکہ

امام مسلمؒ نے اپنی جامع صحیح کا انتخاب تین لاکھ احادیث سے کیا۔ اگرچہ اس کتاب کو بہت سارے حضرات نے پڑھا مگر اس کی روایات کا سلسلہ جس بزرگ کے دم قدم سے قائم ہے، وہ مشہور حنفی فقیہ شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوری ہیں۔

غ : میں نے تو اپنے علماء سے سنا ہے کہ جو روایت حنفی بیان کرے، وہ صحیح نہیں ہوتی۔

س : بھائی صاحب، میں نے تو آپ کو عرض کر دیا ہے کہ مسلم شریف کا موجودہ نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ امام مسلمؒ سے ان کے شاگرد ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد کا ہے جو حنفی تھے۔

غ : جب وہ حنفی تھے تو احناف کے خلاف احادیث کیوں لائے ہیں؟

س : یہ نرالی منطق آپ سمجھتے ہیں کہ جو محدث حدیث لاتا ہے، اپنے ہی حق میں لا سکتا ہے۔ امام نسائیؒ شافعی ہیں۔ دلائل دونوں حضرات کے بیان فرماتے ہیں۔ امام ترمذیؒ شافعی ہیں، احناف کے دلائل بھی بیان فرماتے ہیں۔ امام ابو داؤدؒ حنبلی ہیں، دونوں کے دلائل کی احادیث کو ذکر کیا ہے۔ کیا میں کہہ سکتا ہوں کہ ترمذیؒ و نسائیؒ شافعی نہیں کیونکہ وہ احناف کے حق میں حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ ابو داؤدؒ حنبلی نہیں، احناف کے دلائل میں احادیث بیان کرتے ہیں۔ برادرم، محدث نے ہر قسم کی حدیث لانی ہوتی ہے، باقی فقیہ ترجیح جس کو چاہے دے، اس کی مرضی۔ شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد نیشاپوری حنفی نے مسلم شریف کو اسی طرح نقل کرنا تھا جس طرح اپنے استاد سے سنا تھا یا اپنی مرضی کے مطابق؟

غ: یہ بات تو رہی اپنے مقام پر۔ بخاری شریف میں تو کوئی حنفی راوی نہیں ہے۔ امام بخاریؒ تو حنفیوں کے خلاف تھے، حنفی راویوں سے حدیثیں کیسے لا سکتے ہیں؟ اگر آپ بخاری شریف میں حنفی راوی سے حدیث ثابت کر دیں تو آپ کو مان جاؤں۔

س: پیارے بھائی، مانے گا تو وہی جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ باقی آپ کا مطالبہ پورا کر دیتا ہوں۔ بخاری شریف میں جتنے حنفی راوی ہیں، ان کی روایت پر لکیر کھینچ کر انکار کر دو گے۔ یہ لیں بخاری شریف میں حنفی راوی۔

(۱) ابو عاصم النبیل الضحاک ۔ امام صاحبؒ کے شاگرد ہیں اور بخاری کے راوی ہیں

(۲) مکی بن ابراہیم ۔ امام صاحبؒ کے تلمیذ خاص ہیں اور بخاری ج ۱ ص ۲۱، ۷۱، ۷۹ کی ثلاثیات کے راوی ہیں

(۳) بدل بن محبر ثلاثیات میں سے تین احادیث کے راوی ہیں اور بخاری میں موجود ہیں

(۴) محمد بن عبد اللہ الانصاری بخاری کی ثلاثیات کے راوی ہیں۔

(۵) ابو نعیم (۶) طلق بن غنام (۷) حسن بن عطیہ حنفی بھی ہیں بخاری کے راوی بھی ہیں

(۸) حفص بن غیاث حنفی بھی ہیں، بخاری کے راوی بھی ہیں

(۹) یحییٰ بن سعید القطان حنفی بھی ہیں، بخاری کے راوی بھی ہیں

(۱۰) لیث بن سعد بن عبد الرحمٰن مصری حنفی

اب بتاؤ کہ ان راویوں کی احادیث کو مسترد کر کے بخاری شریف سے ہاتھ دھو بیٹھو گے یا پھر طحاوی کو بھی ماننا پڑے گا۔

پس طحاوی شریف سے ایک اور حدیث ترک رفع یدین کی سنا دیتا ہوں۔ ان علیا رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ من الصلوۃ ثم لا یرفع بعدہ (طحاوی ج ۱ ص ۱۶۳) بے شک علی مرتضی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی دفعہ رفع یدین کرتے تھے اور بعد میں نہیں کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین کو بدعت فرماتے ہیں۔

غ: بدعت کا لفظ کہاں ذکر ہے؟

س: میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۱۵ پر ابن عمرؓ کا قول موجود ہے واللہ انہا لبدعۃ اللہ کی قسم وہ تو بدعت ہے۔ اب میں ایک سوال کرتا ہوں کہ یہ روایت امام بخاریؒ نے کن سے لی ہے۔

غ: کن سے لی ہے' کیا مطلب؟

س: میرا مقصد ہے کس مشہور محدث کے واسطہ سے لی ہے؟

غ: امام مالکؒ سے لی ہے کیونکہ یہاں امام بخاریؒ کے استاذ کا نام محمد بن مسلمہ ہے اور دادا استاد کا نام امام مالکؒ ہے۔

س: بہت خوب۔ یہ حدیث امام بخاری نے امام مالک سے لی ہے تو ہو بہو یہ روایت موطا امام مالک میں موجود ہونی چاہئے۔

غ: ضرور ہوگی۔

س: دیکھ لیتے ہیں۔ دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ یہ آ گئی موطا امام مالک۔ اس کا باب افتتاح الصلوۃ دیکھیں۔ اس میں اور بخاری کی حدیث میں کتنا

فرق ہے۔ یہاں موطا میں رفع یدیہ کا لفظ ہے اور بخاری میں مضارع یرفع یدیہ ہے۔ موطا میں رکوع جاتے ہوئے رفع یدین کا ذکر نہیں، بخاری میں ہے۔ تو مدینہ شریف میں روایت جس طرح تھی، روس میں جا کر اس کا کیا حال ہو گیا۔

غ: روایت ابن عمرؓ جو بخاری ص ۱۰۲ میں موجود ہے، یہ کئی کتابوں میں موجود ہے اور جو روایتیں آپ نے پیش کی ہیں، وہ سب کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔

س: میرے پیارے، یہ بھی آپ کی ایک خوش فہمی ہے۔ ایک واقعہ اگر مختلف کتابوں میں آ جائے تو واقعہ متعدد نہیں ہو جاتا بلکہ واقعہ ایک ہی رہتا ہے۔ جس طرح کوئی حادثہ کی خبر دس اخباروں میں آ جائے تو وہ حادثہ اور خبر ایک ہی رہتی ہے۔ چاند ایک ہوتا ہے، دیکھنے والے کئی ہوتے ہیں اور ہر ایک کے منہ میں چاند چاند کا لفظ ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگوں کے نقل کرنے سے چاند بہت سارے نہیں بن جاتے۔ جس طرح چاند ایک ہوتا ہے، اسی طرح مختلف کتب احادیث میں حدیث کے آجانے سے حدیث ایک ی رہی، حدیثیں زیادہ نہیں ہوئیں۔

ہرحال بخاری شریف کی روایات سے صرف آپ کا رفع یدین کرنا ثابت ہوا، ہمیشہ کرنا ثابت نہیں ہوا! اور نہ دس کا اثبات ہوا اور نہ ہی اٹھارہ کی نفی ہو کی۔ جو جناب کا دعویٰ تھا، وہ ادھورا ہی رہا اور بے ثبوت رہا۔ ذرا اور زور کا دیکھئے۔

غ: ہمارے پاس مسلم شریف کی احادیث بھی ہیں جن میں رفع یدین کا

ثبوت ہے۔

س: محترم، ثبوت کی بات نہیں۔ اس جگہ دوام رفع یدین کا مسئلہ زیر بحث ہے اور اٹھارہ جگہ جہاں آپ نہیں کرتے، ان کی نفی زیر غور ہے۔ ثبوت تو بہت سارے مسائل کا مل جائے گا جن کو آپ نہیں مانتے جس طرح پہلے عرض کر چکا ہوں۔ چلو بسم اللہ کیجئے۔ مسلم شریف پیش فرمائیں۔

یہ آ گئی جی مسلم شریف۔ ج ۱ ص ۱۶۸ اس پر بھی وہی حدیث ہے ابن عمرؓ والی جو بخاری میں بیان ہوئی اور اس کا جواب بھی عرض کر دیا گیا۔ آگے ابو داؤد ص ۱۰۴ ج ۱ پر بھی وہی آ رہی ہے لیکن میں فیصلہ آپ سے کروانا چاہتا ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایات مختلف آئی ہیں۔

(۱) سجدوں میں رفع یدین کرنا (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۴۔ جزء رفع یدین ص ۴۲)

(۲) رکوع والا رفع یدین بھی ان سے ثابت ہے (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲۔ مسلم ج ۱ ص ۱۴۸۔ ابو داؤد ص ۱۰۴۔ نسائی ص ۱۲۳ باب رفع الیدین للرکوع)

(۳) رفع یدین عند الرفع من الرکوع یعنی صرف رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے (موطا امام مالک ص ۶۱، ۸۹، ۹۳ موقوفاً” باب افتتاح الصلوۃ)

(۴) صرف تکبیر تحریمہ کا رفع یدین (مسند حمیدی ج ۲ ص ۲۷۷۔ ابو عوانہ ج ۲ ص ۹۱۔ المدونہ الکبریٰ ص)

یہ تو تھا چار قسم کا رفع یدین جو ان سے منقول ہے، باقی ان کا جو اپنا عمل تھا وہ بھی جناب کو دکھا دیتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں امام محمدؒ جو شاگرد رشید ہیں

امام ابو حنیفہؒ کے، ان کی کتاب موطا امام محمد ہے۔ اس میں باب افتتاح الصلوۃ ج ۱ ص ۹۳ میں ہے عن عبد العزیز بن حکیم قال رایت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فی ما سوی ذلک عبد العزیز بن حکیم فرماتے ہیں میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ کانوں کی لو تک نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے، اس کے علاوہ نہیں کرتے تھے۔ دوسری کتاب یہ میرے ہاتھ میں طحاوی شریف ہے، ج ۱ ص ۱۶۳ پر مجاہدؒ فرماتے ہیں جو ابن عمرؓ کے پاس دس سال تک رہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولی من الصلوة وہ پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ایک جگہ رفع یدین کو بدعت بھی فرما رہے ہیں (میزان ج ۱ ص ۳۱۵) ان روایات میں جو تعارض ہے، اس کو ختم کر کے کس حدیث کو ترجیح دو گے اور کس کو مرجوح بناؤ گے۔ جس کو ترجیح دو گے، وہ کس حدیث سے اور کس دلیل سے؟

غ: ان کثرت روایات اور اختلاف میں ہم بخاری و مسلم کی روایت کو ترجیح دیں گے۔

س: کس قانون سے؟

غ: کیونکہ ان کی احادیث دوسری کتب کی بہ نسبت قوی ہوتی ہیں۔

س: یہ بات کسی امتی کی ہے یا حضور ﷺ کی؟

غ: ہے تو امتی کی۔

س : تو پھر پھرا کر دوبارہ امتی کے قول کو ماننے کی کیا مجبوری تھی؟

غ : بخاری کی حدیث کو ترجیح دیں گے۔

س : کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تم نے بخاری ص ۳۵ کی روایت کو بوقت تعارض ترجیح کیوں نہیں دی؟

غ : میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم بوقت تعارض کس حدیث کو ترجیح دیتے ہو؟

س : ایسی الجھن میں ہم فقہاء کی بات کو بطور فیصلہ مان لیتے ہیں اور ترجیح حدیث میں بجائے مولوی اللہ دتہ کے خیر القرون کے مجتہدین اور فقہاء کے فیصلہ کو لیتے ہیں۔

غ : اس رفع یدین کے متعلق فقہاء کا فیصلہ کیا ہے؟

س : میرے بھائی' یہی فیصلہ ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے۔

غ : کہاں لکھا ہوا ہے؟

س : یہ طحاوی شریف میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ ج ۱ ص ۱۶۵ باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود کے آخر میں ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں ما رایت فقیها قط یفعله یرفع یدیه فی غیر التکبیرة الاولی میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا کہ وہ رفع یدین کرتا ہو۔

غ : ابوبکر بن عیاش کیا آدمی ہے اور کون ہے؟

س : ابوبکر بن عیاشؒ امام بخاری کا استاد ہے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں اس سے احادیث لیتے ہیں۔

(۱) بخاری شریف باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکرؓ و عمرؓ ص ۱۸۶ میں ان کی

حدیث موجود ہے۔

(۲) باب الذبح قبل الحلق ج ۱ ص ۲۳۲ (۳) باب تعجیل الافطار ج ۱ ص ۱۶۳

(۴) باب الاعتکاف فی العشر الاوسط فی رمضان ص ۲۷۴ (۵) باب المناقب ج ۱ ص ۴۹۶

(۶) باب ان الناس قد جمعوا لکم الایہ ج ۲ ص ۶۵۵

(۷) باب والذین تبوؤا الدار والایمان ج ۲ ص ۷۲۵ (۸) باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۷۴۷ (۹) باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ ج ۲ ص ۸۸۹

(۱۰) باب الحذر من الغضب ج ۲ ص ۹۰۳

تلک عشرۃ کاملہ

اس کے علاوہ بھی مقامات ہیں جن میں امام بخاری ان سے روایت لیتے اور احتجاج کرتے ہیں۔ بخاری شریف کے راوی ہیں، ان کے متعلق جناب کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ میں آپ کو طحاوی شریف سے دکھا چکا ہوں کہ کوئی فقیہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ ہم نے تو فیصلہ فقہاء کا لیا ہے۔

غ: تم نے فقہاء کا فیصلہ کیوں لیا؟

س: تم نے بخاری کی روایت کو ترجیح کس قانون کے تحت دی؟

غ: علماء سے سنا ہے کہ ہم اہل حدیث بخاری و مسلم کے مقابلہ میں کسی کتاب کو نہیں مانتے۔

س: میرے پیارے، یہ سارے زبانی دعوے اور پھوکے فائر ہیں جن سے متاثر ہوئے بیٹھے ہو۔ غیر مقلدین بھی بخاری و مسلم کے مقابلے میں

دوسری کتابوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی چند مثالیں عرض کر چکا ہوں۔

غ: میرا سوال یہ ہے کہ تم فقہاء کا فیصلہ کیوں مانتے ہو؟

س: پیارے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا ہے۔ دیکھیں قرآن پاک میں آتا ہے فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون (توبہ آیت ۱۲۲) اس آیت مبارکہ میں اس بات پر ابھارا کیا گیا ہے کہ ایک گروہ تم میں سے نکلے اور فقیہ بن کر آئے پھر وہ آکر قوم کو سمجھائے، ڈرائے اور قوم ان کی بات مان کر ڈرے اور سمجھے۔ آیت مقدسہ کا یہی مفہوم ہے۔ فقہاء کو ڈرانے کا حکم ہے اور قوم کو ان کی بات مان کر ڈرنے کا حکم ہے۔ دیکھیں فقہاء بننے کے بعد قوم کو ان کے حوالہ کیا کہ تم ان کی مانو، لہذا ہم فیصلہ فقہاء سے کراتے ہیں، بجائے کسی پندرہویں صدی کے اردو خواں نام نہاد مولوی کے۔ اور ہمارا یہ فیصلہ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ترک رفع یدین کے فیصلہ کے ساتھ متفق ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۳۵ باب رفع الیدین) آپ کو تو چاہئے کہ جس طرح اسٹیج پر نعرہ لگاتے ہو کہ ہم اختلاف امت کے وقت فیصلہ اللہ اور اس کے رسول سے کرواتے ہیں، آج بھی برائے مہربانی اس نعرہ کو پورا کر کے دکھاؤ۔ ان اختلافی احادیث میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ کیا ہے اور اگر فیصلہ نہیں دکھا سکتے اور ہرگز نہیں دکھا سکو گے تو اس نعرہ میں اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرو اور خدارا عوام کو اس کھوکھلے اور بے وزن بے بنیاد نعرے سے بچاؤ۔ سچ بتاؤ۔ نام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا لے کر امام بخاری کا فیصلہ

دکھانا انصاف ہے یا بے انصافی؟ کیا ایسا کرنے والا اہل حدیث کہلانے کا مستحق ہے؟ قرآن وحدیث سے جواب دیں۔ ایک اور بات بھی یاد رکھیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مرفوع وموقوف ہونے میں ہی اختلاف ہے۔

غ: یہ بات تو مان لی کہ آپ نے فیصلہ فقہاء سے کروایا ہے۔ میں نے طحاوی کی عبارت جو ابوبکر بن عیاش کا فرمان ہے 'کوئی فقیہ رفع یدین نہیں کرتا اور ابوبکر بن عیاش بخاری کا راوی ہے' معلوم کر لیا۔ دو باتیں سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ اول بخاری کی روایت پر دوسری روایت کو ترجیح کون دے سکتا ہے؟ دوسرا ہم نے سنا ہے کہ جب روایت کے مرفوع وموقوف ہونے میں اختلاف ہو تو روایت مرفوع سمجھی جائے گی (شرح مسلم نووی ص ۲۸۲)

س: محترم آپ نے دو اشکال کیے۔ پہلا یہ کہ بخاری کی روایت پر دوسری روایت کو ترجیح کون دے سکتا ہے تو اس کا جواب غیر مقلدین کی کتاب سے ہی دیتا ہوں۔ دیکھیں بخاری شریف باب الصلوۃ علی الشہید کے تحت حدیث موجود ہے کہ لم یغسلوا ولم یصل علیھم کہ احد کے شہداء کو نہ ہی غسل دیا گیا اور نہ ان کا جنازہ پڑھا گیا لیکن اس روایت پر غیر مقلد نسائی کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔ نسائی کی روایت میں ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے شہید کا جنازہ پڑھا (باب الصلوۃ علی الشہید)

دوسرا سوال یہ تھا کہ جب روایت کے مرفوع وموقوف ہونے میں اختلاف ہو تو روایت مرفوع ہوگی۔ یہ تو تب ہے جب اختلاف ہو لیکن جب فیصلہ ہی ہو جائے کہ یہ مرفوع نہیں ہے تو اس کے بعد تو کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

غ: قطعیت کے ساتھ کس نے کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ

موقوف ہے؟

س: یہ میرے ہاتھ میں ابو داؤد ہے، ج ۱ ص ۱۰۸، باب رفع الیدین میں امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ والصحیح قول ابن عمر لیس بمرفوع صحیح بات یہی ہے کہ ابن عمرؓ کا قول مرفوع نہیں ہے۔

غ: چلو روایت موقوف ہی صحیح، ہم اسی موقوف پر عمل کر لیں گے۔

س: برادرم، آپ کے غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ موقوف روایت حجت ہی نہیں۔

غ: کس اہلحدیث نے لکھا ہے؟

س: یہ میرے ہاتھ میں حافظ عبد المنان نور پوری غیر مقلد کا رسالہ رفع یدین کے موضوع پر ہے جس کے ص ۱۴، ۸۱، ۸۴، ۸۵، ۸۸، ۵۹ پر فرماتے ہیں کہ اہل علم کو معلوم ہے کہ موقوف روایت فعلی ہو خواہ قولی، شرعی دلائل میں سے کوئی بھی دلیل نہیں۔

غ: اب میں کیا کروں؟

س: تقلید کرو، اور کیا کرنا ہے۔ اسی میں نجات ہے۔

غ: میں امام شافعیؒ کی تقلید کرتا ہوں، کیونکہ وہ رفع یدین کے قائل ہیں اور فقیہ بھی ہیں۔

س: اسی ایک مسئلہ میں امام شافعی کی تقلید کرو گے یا طلاق، تراویح، ایک بال مسح فرض، عورت کا ختنہ فرض، ان سارے مسائل میں امام شافعیؒ کی مانو گے؟

غ: پریشان نہ کرو۔ صرف ایک مسئلہ میں تقلید کر لی اور باقی میں نہ کی تو

کون سا پہاڑ ٹوٹ جائے گا؟

س : برادرم ایک نہیں بہت سارے پہاڑ ٹوٹیں گے۔ پہلا پہاڑ تو یہ ٹوٹے گا کہ غیر مقلدین کے نزدیک مشرک ہو جاؤ گے، مسلمان نہیں رہو گے۔ شافعیوں کے نزدیک شافعی نہیں رہو گے کیونکہ طلاق و تراویح و دیگر مسائل میں تم بے راہ روی کا شکار ہوئے ہو۔ حنفی بھی نہیں رہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تمہاری نماز کس کے پیچھے ہوگی اور کس کے پیچھے نہیں ہوگی۔ تمہارا جنازہ کون پڑھائے گا؟ اپنے کو مقلد کہو گے یا غیر مقلد؟ نہ تجھے مقلدین اپنے زمرے میں آنے دیں گے۔ غیر مقلدین نے تو پہلے ہی دھتکار دیا۔ کہاں جاؤ گے؟

کیا مجھے ایک سوال کرنے کی اجازت ہے کہ صرف مسئلہ رفع یدین میں امام شافعیؒ کی تقلید ضروری اور باقی مسائل میں غیر ضروری کیوں ہے؟

غ : دیکھیں تین امام رفع یدین کے قائل ہیں، صرف ایک امام رفع یدین نہیں کرتے، امام ابو حنیفہؒ۔ جب تین امام ایک طرف ہوں اور ایک، ایک طرف ہو تو آپ کس کی بات مانیں گے۔ جو صرف ایک کی مانے، اس کا کیا علاج ہے؟

س : میرے بھولے بھائی غیر مقلد، جب تین امام ایک طرف ہوں اور چوتھا امام دوسری طرف ہو تو بقول آپ کے تین کی ماننی چاہیے لیکن اگر چاروں امام ایک طرف ہوں اور ایک غیر مقلد ایک طرف ہو تو کس کی ماننی چاہیے؟

غ : کس مسئلہ میں ہم نے چاروں اماموں کی مخالفت کی ہے؟

س : محترم، مسئلہ طلاق میں۔ یعنی اگر تین طلاقیں ایک مجلس میں دی جائیں تو تین ہی واقع ہو جاتی ہیں بلکہ امام بخاریؒ کا بھی یہی فیصلہ ہے لیکن کوئی غیر مقلد بھی ان کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اب بتاؤ امام بخاری سمیت پانچ ائمہ کی مخالفت کرنے والوں کا علاج کیا ہے؟

دوسرا مسئلہ۔ چار ائمہ میں سے کوئی ایک امام بھی آٹھ تراویح کا قائل نہیں ہے۔ صرف تم غیر مقلد قائل ہو۔ اب بتاؤ ائمہ اربعہ کی مخالفت کرنے والو، تمہارا علاج کیا ہے؟ ہم تو پھر مجتہد کی بات مان کر چل رہے ہیں، آپ تو کسی ایک مجتہد کی بھی نہیں مانتے۔ آپ کا علاج کیا ہے؟

میں بھی آپ سے چند سوال کرتا ہوں جن میں تین اور ایک کا اختلاف ہو گا۔ دیکھتے ہیں کہ تین اور ایک میں آپ تین کے ساتھ ہوتے ہیں، جس طرح مجھے سبق دے رہے ہو، یا ایک کے ساتھ۔

(۱) عمامہ پر مسح کرنا صرف امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جائز ہے، باقی تین کے ہاں ناجائز ہے۔ یہاں غیر مقلد تین کو چھوڑ کر ایک کی مانتے ہیں اور ہمیں سبق رفع یدین میں تین کی ماننے کا دیتے ہیں۔

(۲) وضو میں کانوں کا مسح کرنے کے لیے صرف امام شافعیؒ کے نزدیک نیا پانی لینا چاہیے اور باقی تین اماموں کے نزدیک پہلا ہاتھوں پر لگا ہوا پانی ہی کافی ہے (بحوالہ خزائن سنن مصنفہ امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر) نہ معلوم آپ اپنے قانون کے پابند ہوتے ہیں یا قانون کو توڑ کر ایک امام کی مان کر تینوں کو ٹھکراتے ہیں۔

(۳) وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا تین امام اسے غیر واجب کہتے ہیں، صرف

غ: ہم رفع یدین کو کب کفر اسلام کی حد فاصل سمجھتے ہیں؟

س: یہ بھی آپ صرف میرے سامنے اس قدر نرم بات کہہ رہے ہیں ورنہ عبد اللہ بہاولپوری غیر مقلد رسائل بہاولپوری ص ۲۲۰ پر لکھتا ہے' اہل حدیث اور حنفی کا اختلاف کوئی وقتی یا فروعی اختلاف نہیں بلکہ بنیادی اختلاف ہے۔ دیکھیں وہ تو حنفی غیر مقلد اختلاف کو بنیادی یعنی حق وباطل کا اختلاف سمجھ رہا ہے۔

غ: چلو مستحب صحیح لیکن کسی جگہ رفع یدین کرنے میں تو ہمارے ساتھ ہیں نا؟

س: کسی جگہ اماموں کے ساتھ ہونے پر خوش ہونے والے' کسی جگہ تو شیعہ کے ساتھ بھی رفع یدین میں ائمہ متفق ہیں اور وہ بھی بغلیں بجا کر آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے امام ہمارے ساتھ ہیں بلکہ امام بخاری تو رفع یدین فی السجود کو سنت کہہ کر بالکل ہمارے ساتھ ہیں۔ اس سے بڑھ کر غیر مقلدین رفع یدین فی السجود کر کے شیعہ کے ساتھ ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ج ۴ ص ۳۰۶)

غ: آپ لوگ رفع یدین شروع کر دیں تو اختلاف ختم ہو جائے گا۔

س: آپ رفع یدین چھوڑ دیں تو سارا اختلاف ختم ہو جائے گا۔

غ: دو امام تو رفع یدین میں ہمارے ساتھ ہو گئے۔

س: پھر وہی بات' ناکام اور بے سود خوشی کہ امام ہمارے ساتھ ہیں۔ عرض کر چکا ہوں ائمہ جس جگہ کرتے ہیں' اسے واجب یا فرض نہیں کہتے اور نہ ہی اس کے تارک کو کوستے ہیں اور نہ پچاس لاکھ کا اشتہار چھپاتے

اں۔ ائمہ کرام کی بغل میں کھڑے ہو کر ہم پر تیر مت پھینکیں۔ دس جگہ دوام رفع یدین اور اٹھارہ جگہ اس کی نفی نبی کریم ﷺ کی مرفوع غیر مجروح اور غیر معارض حدیث سے ثابت کریں جو آپ کا دعویٰ ہے لیکن اس میں آپ سو فیصد ناکام رہے۔ لیکن پھر بھی مجھے کافی خوشی ہو رہی ہے۔

غ : خوشی کس بات پر؟

س : اس بات پر کہ ائمہ کرام پر تبرا کرنے والے بھی آج امام شافعیؒ کا امام لے کر بطور دلیل کے ان کے مذہب کو پیش کر رہے ہیں۔ مجھے امید واثق ہے کہ امام شافعیؒ کی روح مبارک بھی مجھ پر خوش ہوگی ان شاء اللہ۔

غ : یار امام شافعیؒ کی روح آپ پر کس طرح خوش ہوگی؟ بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔

س : میں مثال سے سمجھا دیتا ہوں کہ امام شافعیؒ کی روح کس طرح خوش ہوگی۔ ایک عورت کا بیٹا کافی بڑا ہو گیا لیکن اتنا بد مزاج تھا کہ اپنی امی کو کبھی امی نہیں کہا، ایک دن اس کی لڑائی گلی میں کسی سے ہو گئی۔ اس لڑکے نے زور سے مکا مارا، اس نے درد سے چلاتے ہوئے کہا، ہائے امی اور گر گیا۔ اندر سے ماں نکلی، ادھر ادھر دیکھ رہی ہے۔ لڑکا پوچھتا ہے، امی تو کدھر دیکھ رہی ہے، میں ادھر چلا رہا ہوں، تو مجھے اس لیے ملنے آئی ہے ک آج میں نے تجھے امی کہا ہے۔ ماں نے جواب دیا، نہ آپ کو دیکھنے آ ہوں نہ ملنے آئی ہوں بلکہ اس لڑکے کا ہاتھ چومنے آئی ہوں جس نے تجھ مکا مار کر تیرے منہ سے امی کا لفظ نکلوا دیا ہے۔ شکریہ اس کا ہے، تیر نہیں۔ بعینہ اسی طرح جب بھی غیر مقلدین سے سنتے ہیں، یہی کہتے ہیں ک

ہم نہ شافعی کو مانتے ہیں نہ مالک کو، نہ ابن حنبل کو نہ ابو حنیفہ کو۔ لیکن قرآن وحدیث کے نام کی آڑ میں ائمہ پر تبرا کرنے والے جب اہل حق کے شکنجے میں جکڑے جاتے ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا تو یا تو ایک مسئلہ چھوڑ کر فوراً دوسرے مسئلے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ کوچہ بند نظر آئے تو ائمہ اربعہ میں سے کسی کو بڑے احترام سے پکارنا شروع کر دیتے ہیں کہ شافعیؒ جی، مجھے بچا لو، امام احمدؒ جی مجھے بچا لے، مالکؒ جی مجھے بچا لے، خدا کے لیے میری مدد کرو۔ جب ان کا نام آپ کی زبان سے اہل حق کی گرفت سے نکلا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے، وہ ہمارا شکریہ ادا نہیں کریں گے؟ اور ان کی ارواح مقدسہ ہم سے راضی نہیں ہوں گی؟

غ: ہم تو ائمہ کو مدد کے لیے نہیں پکارتے۔

س: میرے بھائی، مزا تو تب تھا اور بہادری تو تب تھی کہ جس طرح دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، اس کے علاوہ کسی کا قول قولی نہیں مانتے، نہ کسی کی فقہ اور فیصلہ مانتے ہیں، کسی امام کا سہارا لیے بغیر اور کسی امام کا حوالہ دیے بغیر ڈائریکٹ قرآن وحدیث سے اپنا مکمل دعویٰ ہر ہر مسئلہ میں دکھا دیتے تو نزاع باقی نہ رہتا۔ ائمہ کرام کا نام لے کر اور ان کا حوالہ دے کر آپ نے اپنے بنائے ہوئے اصول خود ہی پامال کر دیے۔ اب رفع یدین بھی شافعیؒ کا نام لے کر ثابت کر رہے ہو، قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو سکا نا۔

غ: ہماری احادیث مسلم شریف میں بھی آتی ہیں۔ ان سے بھی رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔

س: میرے بھولے غیر مقلد بھائی، غیر مقلدین کی ایک کمزوری آپ کو بتاؤں؟ ناراض نہ ہونا۔

غ: ضرور فرمائیں کہ کون سی کمزوری ہمارے اندر موجود ہے؟

س: سب سے قبل آپ کا غیر مقلد قرآن و حدیث کا نام لے کر رعب جمانے کی کوشش کرے گا اور ایک مسئلہ شروع کر دے گا۔ سوال پر سوال کرتا جائے گا اور بلا سوچے سمجھے چیلنج بھی کرے گا تا کہ مخاطب سمجھے کہ حضرت صاحب بہت بڑے عالم ہیں۔ جب سامنے سے دوسرا بھی سوال کرے گا تو فوراً گرم ہو جائے گا اور یہ حدیث سنا دے تو پھر تو جناب غیر مقلد کے غصے کی انتہاء نہیں رہتی۔ اگر اس مسئلہ میں پھنس جائے تو فوراً کہے گا تمہاری فقہ میں یہ لکھا ہوا ہے، اگر ادھر سے لا جواب ہو جائے تو چند خاص شرائط لگا کر حدیث کا مطالبہ کرے گا۔ اگر حدیث دکھا دی جائے تو پھر اسے ضعیف کہہ دے گا تا کہ دوسرا رعب بھی قائم ہو جائے کہ حضرت کو صحیح اور ضعیف کے اندر بھی خوب مہارت ہے۔ اگر ضعیف حدیث اور صحیح کی تعریف پوچھ لی جائے تو مر جائیں گے اور سانپ سونگھ جائے گا اور تعریف نہیں آئے گی۔ اس کے بعد مطالبہ کرے گا کہ صحاح ستہ سے حدیث پیش کی جائے۔ صحاح ستہ کی کسی کتاب سے حوالہ دکھا دیا گیا تو فوراً پینترا بدل جائے گا کہ بخاری مسلم کی حدیث دکھائی جائے۔ اگر مسلم شریف سے حوالہ مل جائے تو اس کے بعد بخاری شریف کا مطالبہ ہو جاتا ہے۔ اگر حدیث بخاری شریف سے مل جائے تو اس کے کئی جوابات دیئے جاتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے جو تم نے سمجھا [illegible] مطلب

ہے جو میں بیان کرتا ہوں۔ بیشک اس کا خود ساختہ مطلب امام بخاری کے خلاف کیوں نہ ہو، اس اپنی خود ساختہ رائے کو امام بخاری کی رائے سے بھی اعلیٰ سمجھے گا۔ ائمہ اربعہ کی رائے سے بھی افضل سمجھے گا۔ دوسرا جواب یہ ہوگا کہ ہمارے پاس اس کے مقابلے میں اور بھی حدیثیں ہیں۔ اب دیکھو کہ بخاری شریف کی حدیث کے بارے میں جب اس کا مطالبہ پورا ہو گیا تو اب اس حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کو حدیث پر فوقیت دے کر اسے حدیث کہے گا اور آپ نے انکار کر دیا تو یہ نہیں کہے گا کہ تو نے میری رائے کا انکار کیا ہے بلکہ یوں کہے گا تم نے اس حدیث پاک کا انکار کیا ہے۔ جو لوگ اپنی خود ساختہ رائے کو بھی حدیث کا نام دیتے ہیں، اب تم ہی بتاؤ ان کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت کے مقابلے میں جو دوسرا جواب دیا کہ ہمارے پاس اور بھی حدیثیں ہیں یہی جواب اگر آپ اسے دیتے بخاری کی کسی روایت کے مقابلے میں تو تو آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، اس سے آپ نہیں بچ سکتے۔ پہلی کمزوری کہ ایک مسئلے کو چھوڑ کر فورا" دوسرا مسئلہ شروع کر دینا، موضوع کا پابند نہ ہونا۔ دوسری کمزوری کہ ایک کتاب سے حوالہ دکھایا جائے تو دوسری کتاب کا مطالبہ کر دینا۔ آخر میں کہہ دینا کہ میں نہیں مانتا۔ آپ اس کا تجربہ کر لیں۔ اپنے حق میں کسی امام کا حوالہ مل جائے تو نعرے لگا لگا کر پیش کرنا اور دوسروں کے حق میں آ جائے تو غیر معصوم امتی کہہ کر ٹھکرا دینا۔ جب بالکل ہی لاجواب ہو جائے تو یا تو حدیث کو ضعیف کہہ دینا غیر مقلدین کا شیوہ ہے یا میں عالم نہیں ہوں، دوبارہ آؤں گا (اور پھر نہ آنا) کہہ کر جان چھڑا جانا۔

غ: میں نے کون سا پینترا بدلا ہے؟

س: پہلے بخاری شریف کا مطالبہ کرتے رہے۔ میں نے پورا کر دیا ہے۔ اس کے بعد اور مطالبے کیے، وہ بھی بحمد اللہ پورے ہوئے۔ اب کہہ رہے ہو کہ مسلم شریف بھی ہمارے پاس ہے۔ اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔

غ: مسلم شریف کی احادیث پر بعد میں بحث کریں گے۔ پہلے ایک دو باتیں پوچھ سکتا ہوں؟

س: ضرور دریافت فرمائیں۔

غ: آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ غیر مقلد کو جب حدیث سنائی جائے تو غصے میں سنتا ہی نہیں، یہ بات تو آپ کی ہم پر الزام ہے۔ ہم تو حدیث پر جان دیتے ہیں اس لیے تو ہمیں اہل حدیث کہا جاتا ہے۔

س: میرے بھولے غیر مقلد بھائی صاحب، الزام تو وہ ہوتا ہے جس کی حقیقت نہ ہو بلکہ محض بے بنیاد بات کو کسی کے سر پر تھوپ دیا جائے۔ بندہ کا یہ دعویٰ کہ حدیث رسول اللہ ﷺ سن کر جتنا غیر مقلد، اپنے کو اہل حدیث کہنے والا چڑتا ہے، اتنا اور کوئی نہیں چڑتا۔

غ: یار، کمال ہے۔ اہل حدیث، حدیث سے چڑتا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

س: دیکھیں تجربہ کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ لاہور سے انوار خورشید صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "حدیث اور اہل حدیث" ہے۔ اس کتاب میں بہت ساری احادیث جمع کر دی ہیں۔ آپ غیر مقلدین کی مساجد میں دو چار آدمی جمع کر کے اس کا روزانہ کچھ حصہ پڑھ

کے سنائیں اور ساتھ ترجمہ بھی سنائیں۔ میں دیکھوں گا کہ آپ کے ساتھ اہل حدیث کیا رویہ برتتے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ رویہ اختیار کریں گے کہ منکرین حدیث کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے۔

غ: ہم مشکوۃ اور صحاح ستہ پڑھتے ہیں۔

س: آپ اس دعوئی میں بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کتابیں غیر مقلد پڑھتے ہیں اور یہی مشکوۃ اور صحاح ستہ میں بھی بہت ساری احادیث ہیں جن کا غیر مقلدین انکار کرتے ہیں۔ کیا میں آپ سے ایک سوال کر سکتا ہوں۔ مشکوۃ کو ماننا اور زجاجہ المصابیح کو نہ ماننا، بلوغ المرام کو ماننا اور حدیث اور اہل حدیث کو نہ ماننا، ترمذی کو ماننا اور طحاوی کا انکار کر دینا، موطا امام مالک کو ماننا اور موطا امام محمد کو نہ ماننا، جزء القراءۃ کو ماننا اور کتاب الاثار کو نہ ماننا، کتاب القراءۃ کو ماننا اور کتاب الحجہ کو نہ ماننا، یہ تقلید مطلق ہے یا تقلید شخصی کا اثر ہے؟

غ: یہ تقسیم تو کسی حدیث میں نہیں ہے۔ بہرحال یہ بات آپ کی ٹھیک ہے کہ حدیث اور اہل حدیث کتاب سے ہمارے اہل حدیث بہت ناراض ہوتے ہیں۔

س: جو حدیث شریف سے ناراض ہو، اسے اہل حدیث کہنا کہاں تک ٹھیک ہے؟

غ: اس کے متعلق آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں۔ بہرحال دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ غیر مقلدین اپنی رائے کو امام بخاریؒ سے بھی بلند سمجھتے ہیں۔ اس کی کوئی مثال آپ پیش فرمائیں۔

س: آپ تو امام بخاریؒ کے متعلق کہتے ہیں غیر مقلدین تو ائمہ اربعہ سے بھی اپنی رائے کو فوقیت دیتے ہیں۔

غ: کوئی حوالہ درکار ہے۔

س: محترم، یہ میرے ہاتھ میں فتاویٰ اہل حدیث ہے، عبد اللہ روپڑی کا لکھا ہوا۔ اس کا ج ۱ ص ۷ دیکھیں کہ ایک مجلس کی تین طلاق میں بہت سے اہل حدیث بخاری وغیرہ کے خلاف ہیں۔ امام بخاریؒ تین طلاق کا باب باندھ رہے ہیں اور اس کے نیچے احادیث لا کر ثابت فرمانا چاہتے ہیں کہ تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں، ایک مجلس میں ہوں یا الگ الگ مجالس میں۔ غیر مقلدین اس کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں۔ اب بات کو ختم کر دیتے ہیں اور مسلم شریف میں جو رفع یدین کا ثبوت آپ پیش فرمانا چاہتے ہیں، اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

غ: ضرور، مسلم شریف کی احادیث کو دیکھنا چاہیے۔

س: برادرم، مسلم شریف میں ثبوت رفع یدین میں جو غیر مقلد حضرات روایات پیش کرتے ہیں، وہ کل تین ہیں۔ دو روایتیں تو باب استحباب رفع الیدین ج ۱ ص ۱۶۸ میں ہے۔ ایک حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی جو بخاریؒ کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے اور اس کا مطلب میں نے آپ کے سامنے عرض کیا تھا کہ اس میں نہ آپ کا مکمل دعویٰ ہے نہ دوام ہے بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے رفع یدین کیا تھا۔ باقی یہ کہ ہمیشہ کرتے رہے ہوں، اس کا ذکر ابن عمرؓ کی روایت میں نہیں ہے۔ دوسری روایت بھی باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرۃ الاحرام ج ۱ ص ۱۶۷ پر ہے۔

غ: مالک بن حویرثؓ نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابیؓ ہیں۔ یہ رفع یدین فرما رہے ہیں۔ کیا اب بھی رفع یدین باقی نہیں رہا اور آپ نہیں کریں گے؟

س: حضرت مالک بن حویرثؓ وہ صحابی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے پاس کل بیس دن ٹھہرے۔ بیس دن کے بعد وطن واپس گئے اور پھر دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملا۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ بعد میں احکام کے اندر کیا کچھ تبدیلی ہوئی ہے۔

غ: حضرت مالک بن حویرثؓ حضور ﷺ کے پاس کل بیس دن ٹھہرے، اس کا ثبوت حدیث شریف سے مل سکتا ہے؟

س: بھائی جان، کیوں نہیں مل سکتا۔ بخاری شریف باب من قال یوذن فی السر موذن احد ج ۱ ص ۸۷، ۸۸ اور باب اذا استوو فی القراءة فلیومھم اکبرھم ج ۱ ص ۹۵ پر موجود ہے۔ فاقمنا عندہ عشرین یوما ولیلة وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیما رفیقا پس ہم ٹھہرے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیس دن اور راتیں۔ نبی کریم ﷺ رحم دل اور محبت کرنے والے تھے۔ اب یہ مسافر تھے، انہیں کیا پتہ کہ جانے کے بعد احکام میں کیا تبدیلی ہوئی ہے؟ رفع یدینؓ کا مسئلہ اس صحابی سے لیا جائے گا جو حاضر باش ہو، ساری زندگی آپ ﷺ کے ساتھ رہا ہو۔

غ: تیسری حدیث مسلم کی کون سی ہے جس میں ثبوت ہے، دوام نہیں؟

س: مسلم شریف کا باب وضع الید الیمنی علی الید الیسری بعد تکبیرة

الاحرام ج ا ص ۱۷۳ میں وائل بن حجرؓ کی حدیث موجود ہے۔ اس میں بھی مکمل دعویٰ نہیں ہے۔ یہ وائل بن حجرؓ بھی مسافر صحابیؓ ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو دفعہ آئے ہیں، دوسری دفعہ ڈیڑھ سال بعد آئے۔ (جزء رفع الیدین خالد گرجاکھی غیر مقلد ص ۱۶) جب دوبارہ آئے، دوبارہ آنے کا ذکر ابو داؤد شریف ج ا ص ۱۰۵ پر موجود ہے، وہاں صرف ابتدائی رفع یدین دیکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم فی افتتاح الصلوۃ میں جب دوبارہ آیا تو میں نے ان کو دیکھا ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔

غ: مسلم شریف میں رفع یدین نہ کرنے یا منع کرنے کی حدیث بھی موجود ہے؟

س: محترم بھائی صاحب، ضرور موجود ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف جلد اول ہے، اس میں باب الامر بالسکون فی الصلوۃ کے تحت حدیث موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کیا ہوا مجھے تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جس طرح مست گھوڑے دمیں مارتے ہیں۔

غ: اس کا باب دیکھیں، باب، باب۔

س: باب باب کی گردان تو خوب یاد کی ہوئی ہے، لیکن یہ بھی پتہ ہے کہ یہاں باب کس نے باندھا ہے؟ یہ باب رسول اللہ ﷺ کے باندھے ہوئے ہیں یا کسی امتی کے؟ اگر نبی ﷺ نے باب باندھا ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہئے اور اگر کسی امتی کے ہیں تو پھر تو آپ کو ناراض ہونا چاہئے کیونکہ

امتی کی بات ماننا آپ کے ہاں شرک ہے۔

غ: دیکھیں اس حدیث میں اول بات تو یہ ہے کہ سلام کے وقت صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کی طرف ہاتھ اٹھاتے تھے، اس سے منع کیا گیا ہے جس طرح اگلی روایت میں وضاحت موجود ہے۔ وہ حدیث بھی جابر بن سمرہؓ سے ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک دوسرے کی طرف سلام کے وقت ہاتھ بڑھاتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا السلام علیکم ورحمت اللہ کہنا ہی کافی ہے۔ اب اتنی وضاحت کے بعد بھی اس حدیث کو رفع یدین پر چسپاں کرنا کتنی غلط بات ہے۔ عوام کو اس قدر دھوکا دینا اور پھر حدیث میں؟

س: میرے پیارے غیر مقلد بھائی صاحب، دھوکے میں آپ کو کسی اور نے ڈالا ہوا ہے۔ بندہ تو آپ کو دھوکے سے نکالنا چاہتا ہے۔

دیکھیں اس باب میں حدیثیں دو ہیں۔ پہلی میں لفظوں پر غور کریں۔

(۱) پہلی روایت میں جابر بن سمرہؓ کا شاگرد تمیم بن طرفہ ہے۔ دوسری میں جابرؓ کا شاگرد عبد اللہ بن قبطیہ ہے۔

(۲) پہلی روایت میں ہے خرج علینا حضور ہم پر نکلے۔ دوسری روایت میں ہے صلینا مع رسول اللہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۳) پہلی روایت میں ہے رافعی ایدیکم رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں ہے تشیرون بایدیکم تؤمون بایدیکم تم اشارہ کرتے ہو۔

(۴) پہلی روایت میں سلام کا ذکر نہیں، دوسری میں سلام کا ذکر ہے۔

(۵) پہلی روایت میں ہے اسکنوا فی الصلوۃ دوسری میں ہے انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ

ان دونوں روایتوں کو غور سے دیکھا جائے تو دونوں روایتوں میں پانچ فرق نظر آتے ہیں۔ پہلی روایت میں ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے‘ آپ تشریف لائے تو یہ واقعہ الگ ہوا۔ دوسری روایت میں ہے ہم حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے‘ یہ واقعہ الگ ہوا۔ پہلی حدیث میں حضور ﷺ رافعی ایدیکم فرما کر رفع یدین کا نام لیتے ہیں اور دوسری میں رفع یدین کا نام تک نہیں بلکہ اشارے کا لفظ ہے۔ بہرحال اتنے فرق ہونے کے باوجود دونوں روایتوں کو ایک بنانا فریب اور دھوکا ہوگا نہ کہ کہ دونوں کو دو بتانا۔ چونکہ دو واقعے الگ الگ ہیں‘ ہم دونوں کو الگ الگ رکھتے ہیں‘ ملاتے نہیں لہٰذا الگ الگ رکھنا حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہوگا۔ حقیقت حال سے آگاہ کرنے کو اہل انصاف میں سے تو کوئی بھی دھوکہ نہیں کہتا‘ ہاں بے انصاف جو چاہیں‘ کہتے رہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پہلی حدیث میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے اور دوسری میں سلام والے اشارے سے۔ ہمارا احناف کا دونوں روایتوں پر عمل ہے۔ نہ ہم رفع یدین کرتے ہیں اور نہ ہی سلام کے وقت اشارہ کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف تو کوئی روایت بھی نہیں‘ آپ اتنے خوش کیوں بیٹھے ہیں؟

ایک اور بات قابل غور ہے کہ صحابہ کرامؓ جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو بوقت سلام ہاتھوں کا اشارہ نہیں کرتے تھے‘ ہاتھوں کا اشارہ اس وقت ہوتا تھا جب

باجماعت نماز پڑھتے اور پہلی حدیث میں ہے خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آئے، ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ نماز فرض تھی؟ ہرگز نہیں۔ حضور ﷺ گھر ہوتے تو صحابہؓ مسجد میں نماز کے لیے اتنا لمبا بیٹھے رہتے کہ کبھی نیند آنے لگتی اور حضور ﷺ اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہؓ فرضوں کی جماعت آقا کے بغیر کس طرح کرا سکتے تھے؟ ثابت ہوا کہ نماز فرض نہیں تھی بلکہ صحابہ کرام کی انفرادی نماز تھی جو نفل یا سنن ہو سکتی ہیں۔ جب نماز جماعت والی نہیں تھی بلکہ انفرادی فعل یا سنن نفل وغیرہ نماز تھی تو اس میں سلام کے وقت اشارہ ہوتا ہی نہیں تھا تو آقا نے منع کس چیز سے کیا؟ یقیناً وہ رکوع سجدے والا رفع یدین ہی تھا جس کو صحابہ کرامؓ کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا اسکنوا فی الصلوۃ نماز میں سکون اختیار کرو۔

غ: ناراض ہوئے، کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

س: محترم، مالی کا۔ یہ لفظ قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ جب ہدہد غائب ہوا تو جناب سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں ما لی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین سلیمان علیہ السلام اتنے سخت ناراض ہوئے کہ فرمایا کہ میں ذبح کر دوں گا یا سزا دوں گا اگر وہ دلیل نہ لایا۔ لہٰذا وہاں قرآن پاک میں بھی ناراضگی کے وقت لفظ مالی استعمال ہوا ہے، اور رفع یدین سے جب آقا ﷺ ناراض ہوئے، وہاں بھی یہی لفظ استعمال ہوا ہے جو قرآن پاک میں سلیمان علیہ السلام سے منقول ہے۔

غ: آپ نے کہا ہے کہ جب صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے، اس وقت سلام کے وقت ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے۔ جب اکیلے نماز پڑھتے تو پھر ایسا نہیں کرتے تھے۔ یہ ذرا حدیث پاک سے دکھا دیں گے تو بہت اچھا ہوگا۔

س: پیارے بھائی، محسوس ہو رہا ہے کہ بات فہم کے قریب ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔ یہ مسلم شریف کا باب الامر بالسکون فی الصلوۃ ج ۱ ص ۸۰ دیکھیں، اس میں اشارے کا ذکر جس حدیث میں ہے، اس میں ہے صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو داؤد باب السلام ج ۱ ص ۱۴۳ پر دیکھیں اور غور کریں کہ نماز باجماعت ہے اور اشارہ بھی ہے۔ جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلم احدانا اشار بیدہ من عن یمینہ ومن عن یسارہ یہاں بھی سلام کے اشارے کا جہاں ذکر ہے، وہاں جماعت کا ذکر بھی ہے۔ نسائی باب السلام بالیدین ج ۱ ص ۱۵۶ مع التعلیقات میں ہے صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم السلام علیکم یہاں بھی جماعت کا ذکر ہے، ساتھ سلام کے اشارے کا ذکر ہے۔ یہ طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۹۰ باب السلام فی الصلوۃ کیف ہو میں یہی جابر بن سمرہؓ کی روایت ہے کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلمنا بایدینا جب ہم نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کتاب الام

للشافعی، مسند احمد، بیہقی دیکھیں۔ جہاں سلام کے وقت اشارے کا لفظ ہوگا وہاں جماعت کی نماز کا ذکر بھی ہوگا۔ کسی صحابیؓ نے اکیلے نماز ادا کی ہو اور ہاتھوں سے اشارہ بھی کیا ہو یعنی سلام کے وقت اشارہ بھی کیا ہو، موجود نہیں ہے لہٰذا اس سلام کے ساتھ اشارے کا تعلق جماعت کی نماز سے ہے نہ کہ انفرادی نماز سے۔ انفرادی نماز میں صرف رکوع سجدے والا رفع یدین تھا، ہاتھوں کا اشارہ نہیں تھا لہٰذا انفرادی نماز میں جو عمل تھا ہی نہیں، اسے آپ ﷺ منع کیسے کر سکتے تھے۔ ہاں جو عمل تھا، وہ رفع یدین رکوع و سجود کا تھا، اس سے منع کیا ہے اور اس سے ہی منع کیا ہے۔

غ: انفرادی نماز میں رفع یدین ہوتا تھا، سلام کے وقت اشارہ نہ تھا، یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے؟

س: انفرادی نماز میں صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے اور جماعت کے ساتھ بھی کرتے تھے، اس سے کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ رفع یدین صرف انفرادی نماز میں ہی ہوتا تھا۔ رفع یدین دونوں انفرادی و اجتماعی نمازوں میں ہوتا تھا۔ جس طرح رافعی ایدیکم کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ رفع یدین تھا۔ باقی اشارہ صرف جماعت کی نماز میں ہوتا تھا، انفرادی میں نہیں۔ اس کو میں پہلے سوال کے جواب میں احادیث سے ثابت کر چکا ہوں۔

غ: دیکھیں، ذرا بات پر غور کریں۔ محدثین نے ان دونوں روایتوں کو سلام کے باب میں درج کیا ہے۔

س: برادر محترم، آپ باب پر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔ باب پر غور کیا جائے تو باب بھی ہمارے حق میں ہے، آپ کے خلاف ہے۔

غ: وہ کس طرح؟

س : باب کے تین حصے ہیں اور ہر حصے کی دلیل کے لیے حدیثیں بھی تین درج کی گئی ہیں۔

پہلا حصہ ہے الامر بالسکون فی الصلوۃ نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب۔ باب کے اس حصے کے ثبوت میں یہی حدیث اسکنوا فی الصلوۃ والی لائے ہیں۔

دوسرا حصہ ہے النھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت اس حصہ کے ثبوت کے لیے دوسری حدیث لائی گئی جس کو دیکھ کر آپ خوش ہو رہے ہیں۔ انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ وشمالہ بس تمہارے لیے اتنا کافی ہے کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے دائیں اور بائیں والے پر سلام کرے۔

تیسرا حصہ ہے واتمام الصفوف الاول والتراص فیھما والامر بالاجتماع پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں جڑ جانا اور اجتماع کے حکم کے بارے میں ہے۔ اس حصے کو ثابت کرنے کے لیے تیسری حدیث لائی گئی استووا ولا تختلفوا

محترم، آپ باب میں سلام کا لفظ دیکھ کر پھولے نہیں سماتے۔ سلام کا لفظ دوسری حدیث کے متعلق ہے۔ پہلی حدیث پر باب الامر بالسکون فی الصلوۃ ہے یعنی نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب۔ اس کے نیچے حدیث وہی لائی گئی جس میں رفع یدین کو سکون کے خلاف قرار دے کر منع فرما دیا گیا۔ لہٰذا

جو حدیث ہم پیش کر رہے ہیں' اس پر باب الامر بالسکون فی الصلوة ہے' اس میں سلام اور تشہد کا لفظ نہیں ہے۔

غ: ما لی اراکم میں کس رفع یدین سے منع کیا گیا ہے؟ جس سے بھی منع کیا گیا ہے' اس کی دلیل چاہیے۔

س: پیارے غیر مقلد بھائی' فی الصلوة (نماز میں) کے لفظ پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ رفع یدین ہے جو نماز کے اندر ہے' تم جو سلام کے وقت اشارے کی بات کرتے ہو' وہ عند السلام ہے' فی الصلوة نہیں کہا جاتا۔

غ: پھر اس سے تو تکبیر تحریمہ والا رفع یدین بھی ختم ہو جاتا ہے۔ تم حنفی وہ کیوں کرتے ہو؟

س: پیارے غیر مقلد بھائی' نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہو جاتی ہے۔ وکان یختم الصلوة بالتسلیم حدیث شریف میں آتا ہے تحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم (ترمذی شریف ص ۳۲) نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہو جاتی ہے لہذا جس فعل سے نماز شروع ہو رہی ہے' اسی فی الصلوة نہیں کہا جا سکتا۔ ثناء فی الصلوة' تعوذ فی الصلوة' فاتحہ فی الصلوة' رکوع فی الصلوة' رفع یدین رکوع والا فی الصلوة' قومہ فی الصلوة' جلسہ وسجدہ فی الصلوة' سجدے والا رفع یدین فی الصلوة' تشہد فی الصلوة۔ تکبیر تحریمہ آغاز کا نام ہے اور نماز شروع کرنے کا طریقہ ہے۔ سلام نماز کے اختتام کا نام ہے یعنی ختم کرنے کا طریقہ ہے وکان یختم الصلوة بالتسلیم (مسلم ج ۱ ص ۱۹۵) جس

طرح حدیث پاک سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب قابل غور بات ہے کہ جب رکوع اور سجدہ فی الصلوۃ ہیں، تو ان کا رفع یدین بھی فی الصلوۃ ہوگا لہذا اسکنوا فی الصلوۃ میں نماز کے اندر والے رفع یدین سے ہی منع ثابت ہوگی نہ کہ تحریمہ والے سے کیونکہ رفع یدین بوقت تحریمہ فی الصلوۃ نہیں بلکہ فی افتتاح الصلوۃ ہے جس طرح ابو داؤد ج ۱ ص ۱۰۵ پر موجود ہے کہ تحریمہ والے رفع یدین کو رفع افتتاح الصلوۃ سے تعبیر کیا گیا ہے یا عند الدخول فی الصلوۃ جس طرح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ پر موجود ہے۔ جس طرح امام بخاریؒ باب باندھتے ہیں باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح یہاں لفظ مع الافتتاح تحریمہ کے رفع یدین کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسی ص ۱۰۲ پر دیکھیں، امام بخاریؒ کا باب الخشوع فی الصلوۃ۔ نماز میں خشوع کا باب اور آگے جو حدیث لاتے ہیں، وہ یہ ہے اقیموا الرکوع والسجود فو اللہ انی لاراکم من بعدی اچھی طرح رکوع اور سجدہ کیا کرو میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ خشوع فی الصلوۃ کا باب باندھ کے پھر رکوع اور سجدہ کا بیان فرما کے بتلانا چاہتے ہیں کہ رکوع اور سجدے کا جوڑ فی الصلوۃ کے ساتھ ہے اور فی الصلوۃ کا سب سے زیادہ تعلق رکوع اور سجدے کے ساتھ ہے۔

غ: آپ کی فی الصلوۃ والی تشریح سے پوری تسلی نہیں ہوئی۔ ذرا مزید وضاحت ہو جائے۔

س: برادرم، فی الصلوۃ کا لفظ اکثر و بیشتر انہیں افعال و اعمال پر بولا جاتا ہے جو نماز میں تکبیر تحریمہ اور سلام کے درمیان ہیں، اس کی چند مثالیں

پیش خدمت ہیں۔

(۱) امام بخاری ج ۱ ص ۹۹ پر باب باندھتے ہیں اذا بکی الامام فی الصلوۃ جب امام نماز میں روئے۔ امام تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی نہیں رونا شروع کر دیتا بلکہ بوقت تلاوت روتا ہے جس طرح ترجمہ الباب کی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ گویا رونا تحریمہ کے بعد ہوتا ہے' اسی لیے تو فی الصلوۃ کہا گیا ہے۔

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ پر باب ہے باب وضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا نماز میں۔ غور فرمائیں کہ ہاتھ پر ہاتھ تحریمہ کے بعد ہی رکھا جاتا ہے جس کو فی الصلوۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳) بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۳ باب البصر الی الامام فی الصلوۃ نماز میں امام کی طرف دیکھنے کا باب۔ صحابہ کرامؓ ظہر اور عصر کی نماز میں حضور ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت کو دیکھ کر پہچان جاتے تھے کہ آپ ظہر اور عصر کی نماز میں قراءۃ فرماتے ہیں تو بوقت قراءۃ نماز میں آپؐ کی ریش مبارک کو دیکھنا اور قراءۃ کو پہچاننا تحریمہ کے بعد ہی ہوتا تھا لہٰذا امام بخاریؒ فرماتے ہیں رفع البصر امام کی طرف نظر اٹھانا فی الصلوۃ نماز کے اندر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد۔ یہاں بھی تحریمہ کے بعد ہونے والے عمل کو فی الصلوۃ کہا گیا۔

(۴) بخاری ج ۱ ص ۱۰۴ پر امام بخاری باب باندھتے ہیں باب وجوب القرائۃ للامام والماموم فی الصلوۃ لکھا یہاں قراءۃ فی الصلوۃ

فرمایا یعنی قراءۃ تحریمہ کا نام نہیں بلکہ تحریمہ قراءۃ کے بعد اور سلام سے قبل ہوتی ہے۔ اسی طرح اسکنوا فی الصلوۃ میں بھی منع تحریمہ والے رفع یدین سے نہیں بلکہ اس رفع یدین سے ہے جو تحریمہ کے بعد نماز میں کیا جاتا ہے۔

(۵) مسلم شریف ج ۱ ص ۱۶۹ پر امام نوویؒ باب باندھتے ہیں۔ اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلوۃ نماز میں ہر اونچ نیچ پر تکبیر کا اثبات۔ اب اونچ اور نیچ رکوع اور سجدے میں ہوتی ہے اور یہاں رکوع وسجدہ میں اونچ نیچ کو فی الصلوۃ کہا گیا۔ لامحالہ رکوع اور سجدے سے قبل اور بعد کی اونچ نیچ تحریمہ کے بعد اور سلام سے قبل ہے اسی لیے فی الصلوۃ کہا گیا یعنی نماز میں۔ بعینہ اسی طرح مسلم کی ج ۱ ص ۱۸۱ والی اسکنوا فی الصلوۃ والی روایت میں فی الصلوۃ سے مراد وہ رفع یدین ہے جو تحریمہ کے بعد ہوتا تھا یعنی رکوع اور سجدے کے وقت۔

(۶) مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۳ باب التشہد فی الصلوۃ۔ یہاں تشہد فی الصلوۃ نماز میں کہا گیا تو فی الصلوۃ کا تعلق سلام سے قبل اور تحریمہ کے بعد والے اعمال کے ساتھ ہوا۔

(۷) مسلم ج ۱ ص ۱۸۳ پر باب دیکھیں، امام مسلم فرماتے ہیں باب التوسط فی القرائۃ فی الصلوۃ جہری نماز میں قراءۃ میں میانہ روی ہونی چاہیے۔ یہاں قراءۃ فی الصلوۃ کہا گیا یعنی قراءۃ تحریمہ کے بعد اور سلام سے قبل ہے اس لیے تو اسے فی الصلوۃ کہا گیا۔

(۸) مسلم نے ۲۱۰ پر باب باندھا باب السھو فی الصلوۃ نماز میں

بھولنے کا بیان اور آگے ج ۱ ص ۲۱۱ پر حدیث لائے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فی صلوۃ الظہر وعلیہ جلوس بے شک نبی کریم ﷺ نے بیٹھنا تھا اور بجائے بیٹھنے کے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ بعد میں سجدہ سہو کیا تو یہاں جو کھڑے ہوئے یہ عمل تحریمہ کے بعد کا تھا لہٰذا فرمایا گیا قام فی الصلوۃ

(۹) مسلم ج ۱ ص ۲۰۴ پر دیکھیں، صحابہ کرامؓ میں سے ایک آدمی بوقت سجدہ مسجد میں پڑی مٹی ہاتھ سے برابر کرتا تھا۔ چونکہ یہ اس کا فعل بوقت سجدہ تھا جو ہر حال میں تحریمہ کے بعد ہوتا ہے لہٰذا اس پر امام مسلم باب باندھتے ہیں، باب کراھۃ مسح الحصی وتسویۃ التراب فی الصلوۃ

(۱۰) ج ۱ ص ۲۰۶ مسجد نبوی میں جب منبر بنوا کر رکھ دیا گیا، رسول پاک ﷺ منبر پر چڑھ گئے۔ وہاں تکبیر تحریمہ کہی اور بعد میں بحالت نماز منبر سے اتر آئے۔ نماز کی حالت میں ایک دو قدم چلنے والا عمل تکبیر تحریمہ کے بعد کیا ہے۔ امام مسلم ج ۲۰۶ پر باب باندھے ہیں۔ باب جواز الخطوۃ والخطوتین فی الصلوۃ

تلک عشرۃ کاملہ

آپ کا سوال تھا کہ اسکنوا فی الصلوۃ میں تحریمہ والی رفع یدین سے بھی منع ثابت ہوگی، ہم نے دس مثالیں دے کر واضح کیا کہ اسکنوا فی الصلوۃ والی روایت سے تحریمہ والی رفع یدین کی ہرگز ممانعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ رکوع اور سجدے والی رفع یدین کی ممانعت نکلتی ہے۔ اب آپ ہی بتائیں حدیث سے کون سا رفع یدین منع ہوا۔

غ: میرا خیال تو ہے دونوں حدیثیں ایک ہیں؟

س: برادرم، صرف خیال سے تو کام نہیں چلتا، کوئی دلیل چاہئے۔

غ: دیکھیں دونوں حدیثوں میں تشبیہ ایک چیز سے دی گئی ہے، کانها اذناب خیل شمس لہٰذا میرا وجدان کہتا ہے دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

س: برادرم، ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ جو وضاحت ان دو حدیثوں کے دو ہونے میں آپ کے سامنے کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد یہی کہہ سکتا ہوں کہ خدا برا کرے ضد کا جو آپ کو ماننے نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ باقی تشبیہ ایک چیز کے ساتھ دینے سے چیز ایک نہیں ہوتی۔ دیکھیں میں کہتا ہوں کپڑا دودھ کی طرح سفید ہے۔ بطخ دودھ کی طرح سفید ہے۔ دانت دودھ کی طرح سفید ہیں۔ گائے دودھ کی طرح سفید ہے۔ بال دودھ کی طرح سفید ہیں۔ اب کپڑا، بطخ، دانت، گائے، بال، پانچ چیزیں مشبہ ہیں، دودھ مشبہ بہ ہے یعنی پانچ چیزوں کو صرف دودھ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب کون عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ بطخ اور گائے یا بال اور دانت ایک ہی شے ہیں کیونکہ تشبیہ صرف ایک چیز سے دی گئی ہے۔ اب اگر عند السلام والے اشارے اور رکوع کے رفع یدین کو مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے تو دونوں حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں اور دونوں عمل ایک کیسے ہو گئے؟ خوب سمجھ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات۔

غ: ایک اور بات ہے کہ محدثین اسے سلام والے باب میں لائے ہیں۔

س: برادرم ایک باب میں حدیث کا لانا ہی اگر کسی کی تردید کا نام ہے تو امام بخاریؒ ایک ہی حدیث کو تین تین ابواب کے تحت درج فرما دیتے ہیں تو اس کا مطلب کیا یہ ہوگا کہ امام بخاریؒ اپنی تردید خود ہی کر رہے ہیں؟

غ: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے کیے ہوئے عمل کو نبی کریم ﷺ نے مست گھوڑوں کی دمیں فرمایا ہو؟

س: برادرم، عند السلام جو اشارہ ہوتا تھا، اس کو آپ بھی مانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے کیا تھا۔ آخر نبی پاک ﷺ کو یا تو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے ایسا کیا یا کرتے دیکھا نہیں بلکہ آپ کی تعلیم سے کیا یا آپ کی موجودگی میں ہوا اور پہلے آپ دیکھتے رہے بعد میں فرمایا کانھا اذناب خیل میری گزارش یہ ہے کہ سلام کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا صحابہ کرامؓ نے کس کو دیکھ کر شروع کیا تھا؟ سارے صحابہؓ آپ کے عمل یا حکم کے بغیر ایسا کیونکر کر رہے تھے؟ یقیناً اس پر آپ کا عمل تھا یا حکم یا تقریر۔ ان تینوں صورتوں میں وہی اعتراض جو آپ نے کیا ہے (کہ نبی ﷺ نے اپنے کیے ہوئے فعل کو ایسی تشبیہ کیوں دی؟) آپ پر بھی ہو سکتا ہے کہ آپؐ نے وہ فعل جو کیا ہے یا حکم دیا ہے یا کرنے پر خاموش رہ چکے ہوں، بعد میں اسے گھوڑوں کی دمیں کس طرح فرما سکتے ہیں۔ کیا جب یہ فعل دموں والا بوقت سلام ہوتا رہا، اس وقت آپ اس پر خوش تھے، اس لیے خاموش رہے؟

غ: سلام کے وقت حضور ﷺ سے ہاتھوں کا اشارہ ثابت نہیں ہے۔

س: برادرم، سوال پھر مجھے دوہرانا پڑا۔ آخر صحابہ کرامؓ نے یہ فعل کیوں کیا؟ وہی تین صورتوں میں سے کوئی صورت ہوگی، یا حکم یا عمل یا دیکھ کر

خاموشی۔ ان تینوں صورتوں میں سے ہر ایک پر وہ اعتراض ہو سکتا ہے جو آپ نے رفع یدین پر کیا ہے۔

غ: اس کے علاوہ کوئی ایسا فعل بتائیں جو نبی کریم ﷺ نے کیا ہو اور بعد میں ایسی تشبیہ بھی دی ہو۔

س: محترم اگر ماننا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی مہربانی فرما دیتے ہیں۔ نماز میں اقعاء کرنا خود رسول پاک ﷺ سے ثابت ہے (ترمذی ج ۱ ص ۳۸۔ ابو داؤد جلد ۱ ص ۱۲۳) لیکن مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۵ پر اسے عقبۃ الشیطان کہا گیا ہے۔

غ: اقعاء کا کیا مطلب اور معنی ہے؟

س: محترم، اقعاء کا معنی دونوں پیروں کو کھڑا کر کے ان کے اوپر بیٹھ جانا ہے۔ دیکھیں اپنے کیے ہوئے فعل کو عقبہ شیطان کہا جا رہا ہے۔ ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ جب ایک کام کو چھوڑ دیا جائے تو اس کے بعد پھر جس چیز سے چاہیں، تشبیہ دیں۔ وہ اقعاء ہو یا رفع یدین ہو۔

غ: امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی اس روایت کو ترک رفع یدین کی دلیل بناتا ہے، وہ بے علم ہے، اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

س: آپ پر بھی بڑا افسوس ہے کہ قرآن وحدیث کا دعویٰ کرنے والے بھی حدیث کو رد کرنے کے لیے بجائے قرآن وحدیث کے امام بخاریؒ کا قول پیش کر رہے ہیں۔ یہی بات آپ کو حضور کریم ﷺ سے پیش کرنی چاہیے تھی۔ اگر آپؐ سے پیش کر دیتے پھر تو واقعی اس روایت کو ترک رفع یدین میں پیش کرنا لاعلمی ہوتی لیکن صرف امام بخاریؒ کے بے دلیل قول سے

حدیث پاک کو کس طرح رد کیا جا سکتا ہے؟

غ: امام بخاریؒ نے اتنا فرمایا تو ہے کہ جو اس حدیث کو ترک رفع یدین میں پیش کرتا ہے، اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں۔

س: ایسے جملے کہنے میں کیا ہوتا ہے، امام بخاریؒ کے شاگرد امام مسلم امام بخاریؒ کے بارے میں منتحل الحدیث (صرف حدیث کا دعوے دار) فرما رہے ہیں، یعنی صرف حدیث میں ان کا دعویٰ تو ہے لیکن در حقیقت وہ بات نہیں جو مشہور ہے۔ ادھر امام بخاری لوگوں کو بے علم کہتے ہیں۔ ادھر امام بخاری کو ان کے اپنے شاگرد حدیث کا صرف دعویدار کہتے ہیں اور حدیث سے گویا بے علم کہتے ہیں۔ امام مسلم اس سے بڑھ کر اور کیا ناراض ہوتے، پوری مسلم شریف میں باوجود امام بخاریؒ کا شاگرد ہونے کے ان سے ایک حدیث بھی نہیں لائے۔ میرے اس جملے کو نقل کرنے سے اس بات کو واضح کرنا مقصد ہے کہ جس طرح امام بخاریؒ کو امام مسلمؒ منتحل الحدیث کہتے ہیں، اس سے ان کے علم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح امام بخاری کے اس حدیث کو ترک رفع یدین کے بارے میں پیش کرنے والوں کو لاعلم کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اہل علم ایسے (غیر عالمانہ) تبصرے کرتے رہتے ہیں۔

غ: گھوڑوں کی دموں والی حدیث اگر ترک رفع یدین کے لیے ہے تو آپ حنفی لوگ وتروں اور عیدین میں رفع یدین کرتے ہیں، وہاں کیوں منع نہیں؟ وتروں اور عیدین میں آپ بھی مست گھوڑوں والی حرکت کرتے ہیں؟

س: صحابہ کرامؓ جو نماز پڑھ رہے تھے اور رفع یدین کر رہے تھے، وہ عید کی نماز نہیں تھی اور نہ ہی وہ عید کا رفع یدین تھا۔ اس حدیث کے لفظ یوں ہیں خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی ہم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ تشریف لائے) صحابہ نماز پڑھ رہے تھے، اگر عید کی نماز ہوتی تو صحابہ کرام حضور ﷺ کے بغیر کیا اکیلے پڑھ رہے تھے، حضور ﷺ کو بتایا بھی نہیں اور حضور ﷺ کی عید قضا ہو گئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ کوئی اور نماز تھی، عید کی نماز نہیں تھی۔ اگر عید کی نماز مانا جائے تو لازم آئے گا کہ حضور ﷺ کے بغیر صحابہ کرامؓ نے عید کی نماز پڑھ لی۔ آپ کو بتایا بھی نہیں اور آپ کی نماز عید قضا ہو گئی۔ یہ نماز وتر کی نماز بھی نہیں تھی اور نہ ہی وتر والا رفع یدین تھا۔ اگر وتر کی نماز مانا جائے تو ثابت ہوگا کہ آپ عشاء کی نماز پر نہ پہنچ سکے۔ صحابہ کرامؓ نے عشاء کی نماز پڑھ کر وتر شروع کر دیے تھے۔ آپ بعد میں تشریف لائے۔ صحابہ کرامؓ تو آپ ﷺ کا عشاء کی نماز میں اتنا انتظار کرتے کہ کبھی نیند آنے لگتی۔ وہ آپ کے بغیر نماز کس طرح پڑھ سکتے تھے۔ ثابت ہوا کہ وتر کی نماز بھی نہیں تھی نہ وتر کی نماز والا رفع یدین تھا اور نہ ہی وتر کی نماز میں رفع یدین سے ممانعت ہوئی بلکہ یہ نماز سنن تھیں یا نفل (چنانچہ اس حدیث سے جیسے وتر اور عید کی نماز میں رفع یدین کی ممانعت پر استدلال درست نہیں، اس طرح عام فرض نمازوں میں بھی رفع یدین کی ممانعت ثابت کرنا درست نہیں) باقی آپ نے یہ جو کہا ہے کہ عیدین اور وتر میں تم بھی مست گھوڑے ہوتے ہو تو عیدین اور وتروں کا رفع یدین جو اہل سنت احناف کرتے ہیں، وہ اس حدیث سے

ممنوع ثابت نہیں ہوتا۔ اولاً" اس لیے کہ وہاں مست گھوڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ عید سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے، سال میں ایک دفعہ ہاتھ اٹھانے کو مستی نہیں کہتے بلکہ مستی وہ ہوتی ہے جو ایک دن میں کئی بار اٹھائے جائیں۔ جس طرح سال بعد گھوڑا دم اٹھائے تو مستی نہیں ہوتی، بلکہ روزانہ کئی بار اٹھائے تو اسے مستی کہا جاتا ہے۔ ثانیاً" وتروں اور عیدین کے رفع یدین کی مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ بنتی ہی نہیں کیونکہ ہمارا رفع یدین مع الذکر ہوتا ہے، اور آپ کا رفع یدین بغیر ذکر کے ہوتا ہے۔ گھوڑا بغیر ذکر کے دم اٹھاتا ہے۔ جو رفع یدین ذکر سے خالی ہوگا، وہی مست گھوڑے کی دم کے مشابہ ہوگا۔ جو ذکر والا رفع یدین ہوگا، وہ عبادت ہی عبادت ہوگی۔ لہٰذا احناف کا عیدین اور وتروں میں رفع یدین اذناب خیل نہیں بلکہ عبادت ہے اور آپ کا رفع یدین بغیر ذکر کے، وہ اس حدیث کی زد میں ہے۔

غ: رفع یدین ذکر والا اور بغیر ذکر کے، یہ بات میرے دماغ میں اچھی طرح پیوست نہیں ہو سکی۔ برائے مہربانی اس کی ذرا وضاحت ہو جائے۔

س: پیارے بھائی، اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ اقم الصلوٰۃ لذکری نماز قائم کرو میرے ذکر کے لیے۔ لہٰذا نماز کے ہر عمل کے ساتھ ایک ذکر بھی مشروع فرمایا۔ اولاً" تحریمہ کے لیے جب ہاتھ اٹھائے، ہاتھ اٹھانے کے ساتھ اللہ اکبر کہے، قیام کا ذکر قراءۃ ہے، رکوع میں ذکر رکوع کی تسبیحات، سجدہ میں ذکر سجدے کی تسبیحات، قومہ کا ذکر سمع اللہ لمن حمدہ، وتروں کے رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر کا ذکر موجود ہے۔ عید کی

نمازوں میں رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر کا ذکر موجود ہے۔ جو رفع یدین آپ کرتے ہیں، اس کے ساتھ کون سا ذکر ہے۔ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاتے ہیں، وہ اللہ اکبر رکوع جانے کا ذکر ہے، رفع یدین کا نہیں۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے ہیں تو سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سے سر اٹھانے کی تسبیح اور ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کی۔ گویا رکوع جاتے ہوئے عمل دو ہوئے اور ذکر ایک ہوا۔ رکوع جانا اور رفع یدین کرنا دو عمل ہیں اور اللہ اکبر ذکر ایک ہے۔ اب یہ ذکر رکوع جانے کا ہوا کیونکہ ان تکبیروں کو تکبیرات انتقال کہا جاتا ہے نہ کہ تکبیرات رفع یدین، لہٰذا یہ رفع یدین جو آپ کرتے ہیں، بغیر ذکر کے ہے، ذکر سے خالی ہے لہٰذا یہ عبادت نہ رہا۔ ہمارا عیدین والا رفع یدین ذکر کے ساتھ ہے لہٰذا عبادت ہوا۔ اس کو مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ کس طرح ہوگی۔ مست گھوڑوں والا رفع یدین وہی ہوگا جو بغیر ذکر کے ہوتا ہے جس طرح گھوڑے بغیر ذکر کے دمیں اٹھاتے ہیں۔

غ: نبی کریم ﷺ پھر چند دن جو کرتے رہے، کیوں کرتے رہے جب یہ عبادت ہی نہیں؟

س: جب نماز شروع ہو رہی تھی، نماز میں باتیں کرنا بھی جائز تھا، بعد میں منع ہو گئیں۔ وہ باتیں بھی عبادت نہ ہونے کے باوجود نماز میں ہوئی تھیں، بعد میں منع ہو گئیں۔ اسی طرح رفع یدین بھی پہلے تھا یعنی ابتداء اسلام میں تھا، بعد میں آخر تک کرنے کا ثبوت نہیں ہے لہٰذا ختم ہو گیا۔ جو عبادت مع الذکر تھا، وہ باقی رہا۔ جو بغیر ذکر کے تھا، وہ ختم ہو گیا۔

غ: حنفیوں کے بڑے بڑے علماء دین میں سے کوئی بھی اس حدیث سے

ترک رفع یدین پر استدلال نہیں کرتا۔

س: آپ ذرا اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کیجئے۔ اذناب خیل والی روایت سے علامہ جمال الدین زیلعی حنفیؒ نے نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۳ پر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں، ملا علی قاریؒ نے شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۸ پر اسی حدیث سے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ برادرم، یہ حدیث ترک رفع یدین کے لیے ہے جس طرح کہ اس کی وضاحت ہو چکی ہے اور آپ کے ہر دلفریب اشکال کا دلچسپ اور مدلل جواب بھی ہو چکا ہے۔ باقی منوانا میرے بس میں نہیں، وہ علیم بذات الصدور کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ میرا کام تو سنانا ہے اور بس۔

غ: مسلم شریف سے تو مسئلہ سمجھ آ گیا۔ ابو داؤد شریف ج ۱ ص ۱۰۴ باب رفع الیدین کے تحت سب سے پہلی حدیث عبد اللہ بن عمرؓ کی ہے، جس سے رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔

س: پھر وہی پرانی رٹ کہ ثابت ہوتا ہے۔ برادرم میں کئی بار عرض کر چکا ہوں، صرف ثبوت سے کام نہیں چلتا، دوام سے کام چلتا ہے اور وہ ندارد۔

غ: علامہ جمال الدین زیلعیؒ حنفی نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۰۸ باب صفتہ الصلوۃ ص ۳ میں یہی حدیث نقل فرما کے واضح کرتے ہیں۔ رفع یدین ہمیشہ رہا۔

س: اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ علامہ زیلعیؒ نے ابتدائی رفع یدین کو دائمی رفع یدین کہا ہے نہ کہ رکوع والے کو۔

غ: ابتدائی رفع یدین کے لیے دوام ثابت کرنے میں یہی ابن عمرؓ کی روایت لائی گئی ہے۔ ابتدائی رفع یدین کا جب دوام ثابت ہو گیا تو اسی حدیث میں رکوع والا رفع یدین بھی ہے۔ اس کا دوام کیوں ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح صاحب ہدایہ حنفی بھی کہتے ہیں کہ ویرفع یدیه مع التکبیر وهو سنة لان النبی صلی الله علیه وسلم واظب علیه ہدایہ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۱۰۰۔ اس عبارت میں بھی صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ابتدائی رفع یدین سنت ہے کیونکہ اس پر مواظبت ہوئی ہے یعنی وہ ہمیشہ رہا۔ جب علامہ زیلعی ابتدائی رفع یدین کو دائمی ثابت کرنے کے لیے حدیث نقل کرتے ہیں تو حدیث ابن عمرؓ کی لاتے ہیں جس طرح میں نے پہلے بتا دیا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ حدیث میں رفع یدین دو ہیں۔ (۱) ابتدائی رفع یدین (۲) رکوع والا رفع یدین۔ اب حنفی چالاکی کرتے ہیں، روایت ابن عمرؓ پیش کر کے ابتدائی رفع کو مان لیتے ہیں اور رکوع والے کو چھوڑ دیتے۔ چھوڑنا ہے تو ساری حدیث کو چھوڑو تا کہ نہ رکوع والا رہے اور نہ ہی ابتداء والا ہے۔ حدیث ایک ہو، آدھی پر عمل ہمیشہ رہے اور باقی آدھی کو ترک کیا جائے۔ اس کو حنفی لوگوں کی چالاکی نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ جب ہم اہل حدیث رکوع کا رفع یدین ہمیشہ ثابت کرنے کے لیے پہلی روایت پیش کرتے ہیں تو حنفی فوراً" کہہ دیتے ہیں، اس میں دوام کا ذکر نہیں یعنی ہمیشہ کرنا ثابت نہیں اور جب اپنا الو سیدھا کرنا ہو اور ابتدائی رفع یدین ہمیشہ ثابت کرنا ہو، اس وقت یہی روایت پیش کی جاتی ہے اور ہمیشہ کا لفظ اس وقت بھی نہیں ہوتا اور مان لیا جاتا ہے۔

س : محترم یہ سوال بھی آپ کا پہلے سوالوں کی طرح بے کار ہے اس لیے کہ آپ کو قانون کا علم نہیں۔ اگر حدیث کے قانون کا علم ہوتا تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ صاحب ہدایہ اور صاحب نصب الرایہ علامہ زیلعی قوانین حدیث سے واقف ہیں۔ آپ کی طرح اردو خوان نہیں بلکہ علوم حدیث پر پوری مہارت رکھنے والے تھے۔

غ : بھلا اس میں قانون کی کیا بات ہے؟ کیا کوئی ایسا قانون بھی ہے کہ آدھی حدیث منسوخ ہو جائے اور آدھی پر عمل باقی رہے۔

س : محترم، اگر غصہ نہ آئے تو یہ قانون بخاری شریف سے دکھا دوں؟

غ : بخاری میں یہ قانون کہاں ہے؟

س : پیارے بھائی، یہ میرے ہاتھ میں بخاری شریف ہے، ج ۱ ص ۹۶ باب انما جعل الامام لیوتم بہ میں امام بخاری حدیث لائے تو اس حدیث کے ذرا احکام کو گنتے جائیں۔

(۱) انما جعل الامام لیوتم به اذا صلی قائما فصلوا قیاما (۲) اذا رکع فارکعوا (۳) واذا رفع فارفعوا (۴) واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لک الحمد (۵) واذا صلی جالسا فصلوا جلوسا

ترجمہ : بے شک امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ (۱) جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے، تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ (۲) جب وہ رکوع کرے، تم بھی رکوع کرو (۳) اور جب وہ سر اٹھائے، تم بھی سر اٹھاؤ (۴) اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو (۵) اور جب وہ بیٹھ

کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

حدیث پاک میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امام کی اقتداء میں ان پانچ چیزوں کا حکم دیا تھا۔ بعد میں حضرت نبی پاک ﷺ نے آخری حکم کو منسوخ کر دیا یعنی جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ یہ حکم منسوخ ہے، منسوخ بھی اس طرح کہ جس طرح حدیث شریف میں وضاحت ہے ثم صلی بعد ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا والناس خلفه قیام ولم یامرھم بالقعود کہ اس کے بعد یعنی یہ پانچ حکم فرمانے کے بعد آپؐ نے نماز بیٹھ کر ادا فرمائی لیکن صحابہ کرامؓ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ احکام میں سے صرف ایک حکم منسوخ ہوا، وہ بھی اس طرح کہ صحابہ کرامؓ کھڑے رہے، آپ نے بیٹھنے کا حکم نہ دیا۔ آپ کا خاموش رہنا، بیٹھنے کا حکم نہ دینا اس پانچویں حکم کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اگر علامہ زیلعیؒ یا کوئی ر حنفی عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث (جس میں دونوں رفع یدین ہوں، ابتدائی ی اور رکوع والا بھی) لا کر ابتدائی رفع یدین کو دائمی ثابت کریں اور جو رفع یدین آخر تک نہیں رہا، اس کو منسوخ و ممنوع قرار دے دیں تو کیا حرج ہے؟ ضروری نہیں کہ پوری حدیث کو منسوخ مانا جائے جس طرح میں کچھ وضاحت کر آیا ہوں کہ کبھی آدھی حدیث کے احکام باقی رہتے ہیں اور باقی منسوخ ہو جاتے ہیں۔ آپ نے بخاری شریف کی حدیث سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ پانچ احکام میں سے ایک نہ رہا۔ اسی طرح روایت ابن عمرؓ سے ابتدائی رفع یدین باقی رہا، رکوع والا اور سجدے والا ختم ہو گیا۔ اس میں علامہ

زیلعیؒ اور دیگر فقہاء کرام کا کیا جرم ہے؟

غ : حنفی ساری حدیثیں نہیں پڑھتے اور نہ ہی دیکھتے ہیں۔ ابو داؤد شریف میں رفع یدین کے ایسے دلائل موجود ہیں جن کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔

س : محترم، ذرا مجھے بھی ابو داؤد شریف کے وہ دلائل دکھائیں تاکہ میں انہیں مان لوں اور عمل کر لوں۔

غ : ابو داؤد میں حدیث شریف باب رفع الیدین میں موجود ہے کہ ابو حمید ساعدیؓ فرماتے ہیں، میں نے دس صحابہؓ کے سامنے رفع یدین کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، جب دس صحابہؓ تصدیق فرما دیں تو آپ کو اس کے علاوہ اور کیا چاہیے؟

س : پیارے بھائی، دس صحابہ کرامؓ کی تصدیق تو اپنے مقام پر بڑی شان وعظمت رکھتی ہے۔ ہم اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی تو ایک صحابیؓ کی تصدیق پر بھی جان دے دیتے ہیں بشرطیکہ صحیح ثابت ہو جائے۔

غ : یہ دس صحابہؓ والی حدیث صحیح نہیں ہے؟

س : محترم، بالکل صحیح نہیں۔

غ : وہ کس طرح؟

س : محترم ابو داؤد شریف میرے پاس موجود ہے، ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں ابو داؤد شریف ہے، اس کا ص ۱۰۶ ج ۱ ہے، باب افتتاح الصلوۃ ہے۔ ابو حمید ساعدیؓ دس صحابہ کرامؓ میں نماز پڑھ کے دکھاتے ہیں اور ان دس صحابہؓ میں نماز کے واقعہ کو دیکھ کر نقل کرنے والے محمد بن عمرو

عطاء ہیں۔ ان دس صحابہؓ میں ابو قتادہ بھی موجود تھے جیسا کہ اس روایت میں موجود ہے۔ گویا اس حدیث میں تین باتیں قابل غور ہیں:

(ا) اس واقعہ میں جو دس صحابہؓ موجود تھے، وہ کون کون تھے جنہوں نے رفع یدین کی تصدیق کی ہے؟

(ا) ابو قتادہ (وفات ۳۸ھ) ابو قتادہؓ کی وفات ۳۸ ہجری میں ہوئی، ان کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی (طحاوی ج ۱ ص ۳۱۹ کتاب الجنائز)

(۲) ابو اسیدؓ وفات ۳۰ھ۔ (۳) سلمان فارسیؓ وفات ۳۳ھ

(۴) عمار بن یاسرؓ وفات ۳۷ھ۔ (۵) ابو مسعود بدریؓ وفات ۳۸ھ

(۶) محمد بن مسلمہؓ وفات ۴۱ھ۔ (۷) زید بن ثابتؓ وفات ۵ھ

(۸) امام حسن بن علیؓ وفات ۴۹ھ۔ (۹) سہل بن سعد وفات ۹۱ر۸۸ھ

(۱۰) ابو حمید ساعدی وفات ؟؟۔ یہ خود نماز پڑھ کے دکھانے والے ہیں۔ جو نماز کا منظر دیکھنے والے ہیں، وہ مذکورہ نام اکثر پیش کیے جاتے ہیں۔ اب قابل توجہ بات یہ ہے کہ جو اس واقعہ کو نقل کرنے والے محمد بن عمرو بن عطاء ہیں، ان کی ولادت ۴۰ ہجری میں ہوئی ہے۔ انہوں نے پیدا ہوتے ہی مجلس میں شرکت تھوڑی کر لی تھی، کم از کم دس سال کا بچہ کسی مجلس کے حالات محفوظ کر سکتا ہے۔ جب محمد بن عمرو بن عطاء ۴۰ھ میں پیدا ہوئے، جب عمر دس ہوئی ہوگی تو تقریباً" یہ مجلس اسی وقت قائم ہوگی یعنی ۵۰ ہجری کا واقعہ لگتا ہے۔ اس سے پہلے تو ایسی مجلس کے پورے حالات ایک چھوٹا بچہ محفوظ بھی نہیں کر سکتا۔ جب محمد بن عمرو بن عطاء کی ولادت کو سامنے رکھ کر یہ واقعہ نماز پچاس ہجری میں ہوا ہے اور فرماتے ہیں کہ مجلس میں ابو قتادہ بھی

تھے جو ۳۸ ہجری میں فوت ہو چکے تھے تو میں پوچھ سکتا ہوں کہ جب یہ مجلس ابو قتادہؓ کی وفات سے بارہ سال بعد قائم ہو رہی ہے تو وہ رفع یدین ثابت کرنے کے لیے قبر سے اٹھ کر کس طرح آ گئے؟ یا یہ من گھڑت واقعہ ہے؟

دوسرے صحابی ابو اسید ہیں جو ۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ یہ مجلس رفع یدین ان کی وفات سے بیس سال بعد قائم ہوئی۔ وہ فوت ہونے کے بیس سال بعد قبر سے اٹھ کر رفع یدین کی تصدیق کرنے آئے تھے یا یہ من گھڑت کہانی ہے۔

تیسرا صحابی جو اس مجلس میں بتایا جاتا ہے، سلمان فارسیؓ ہیں جو ۳۴ھ میں فوت ہو چکے تھے۔ یہ واقعہ ان کی وفات سے سولہ سال بعد پیش آیا ہے۔ وفات کے سولہ سال بعد رفع یدین کی تصدیق کے لیے قبر شریف سے تشریف لائے تھے یا من گھڑت صرف رام کہانی بنائی گئی ہے؟

چوتھے صحابی شریک مجلس عمارؓ بتائے جاتے ہیں۔ ان کی وفات ۳۷ھ میں ہے۔ گویا یہ واقعہ ان کی وفات سے تیرہ سال بعد کا ہے۔ غیر مقلدین کے رفع یدین کی تصدیق کے لیے وفات سے تیرہ سال بعد تشریف لا رہے ہیں یا صرف صحابہ کرامؓ پر جھوٹ بولا گیا ہے؟

پانچویں صحابی محمد بن مسلمہؓ شریک مجلس بتائے جاتے ہیں، ان کی وفات ۴۱ھ کو ہو رہی ہے۔ گویا بقول شما یہ صحابی آپ کے رفع یدین کو ثابت کرنے کے لیے وفات سے نو سال بعد قبر شریف سے نکل کر تشریف لا رہے ہیں۔

چھٹے صحابی شریک جو بتائے جاتے ہیں، ان کا نام ابو مسعود بدریؓ ہے، ان کی وفات ۳۸ھ ہے۔ یہ غیر مقلدین کے رفع یدین کو ثابت کرنے کے لیے

وفات کے بارہ سال بعد تشریف لا رہے ہیں۔ سبحان اللہ کہوں یا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ساتویں صحابی جو شریک مجلس بتائے جاتے ہیں، وہ زید بن ثابتؓ ہیں جو ۴۵ھ ہجری میں فوت ہو گئے۔ یہ بھی اپنی وفات سے پانچ سال بعد اپنے مرقد اطہر سے رونما ہو کر غیر مقلدین کا رفع یدین ثابت کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آٹھویں صحابی شریک مجلس حضرت امام حسنؓ بھی بتائے جاتے ہیں جن کی شہادت یا وفات ۴۹ھ کو ہوئی ہے، یہ بھی اپنی وفات کے ایک سال بعد تشریف لا رہے ہیں۔ پہلے تو تم مردوں کا سماع نہیں مانتے تھے۔ آج تو اٹھارہ سال بعد نو سال بعد بارہ سال بعد قبر سے نکل کر رفع یدین کی مجلس میں شریک ہونا اور تصدیق کرنا کیوں تسلیم ہو رہا ہے۔ یہ بات عقل سے بالاتر ہے۔ سماع موتی کا انکار، قبر سے اٹھ کر آجانے کا اقرار، رفع یدین کو ثابت کرنے کے لیے زندہ آدمی نہیں ملتا تھا۔ ثبوت رفع یدین کے لیے مردہ کانفرنس کیوں کرنی پڑی۔

غ: اب میں کیا کروں؟

س: دو کاموں میں سے ایک کر لو۔ یا حدیث کو ضعیف مان لو یا پھر مردوں کا قبروں سے نقل کر شریک مجلس ہونا مانو اور مردوں کا تصدیق کرنا مانو۔ مردوں کا زندوں سے باتیں کرنا مانو۔ وہ بھی وفات سے کئی کئی سال بعد۔ جمعرات کو ختم شریف کے لیے روحوں کا آنا تو شرک ہو، بدعت ہو، اور اٹھارہ سال بعد بدن کا قبروں سے آنا توحید ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غ: مورخ واقدی نے ابو قتادہ کی وفات ۵۴ھ بتائی۔ اب تو لقاء ثابت ہو گئی۔

س: واقدی کوئی قابل اعتماد مورخ نہیں ہے۔

غ: ویسے صرف کہنے سے تو غیر معتبر نہیں ہو جاتا جب تک پختہ دلیل نہ دی جائے۔

س: محترم اس سے پختہ دلیل آپ کے نزدیک اور کیا ہوگی۔ یہ میرے ہاتھ میں فیض عالم صدیقی غیر مقلد کی کتاب صدیقہ کائنات ہے۔ وہ اس کے ص ۵۴ پر لکھتا ہے کہ واقدی نہایت جھوٹا اور کذاب تھا۔ غرضیکہ اپنے دل سے روایتیں گھڑنے والا تھا۔ اب بتاؤ کہ واقدی قابل اعتماد ہے یا ناقابل اعتماد؟ جب واقدی کذاب ابو قتادہ کی وفات ۵۴ھ میں لکھ کر لقا ثابت کر نہ سکا تو یقیناً یہ روایت (جس میں اٹھارہ اور سولہ سال کے فوت شدہ لوگوں کو جمع کر کے رفع یدین ثابت کیا گیا ہے) ثابت نہ ہو سکی۔

غ: دس صحابہ کرام والی حدیث تو ہم اہل حدیث کی بہت بڑی دلیل تھی، آپ نے کیا کیا؟

س: میرے بھائی، میں نے کیا کرنا تھا۔ جو کچھ کیا ہے، کتابوں کے حوالہ جات سے کیا ہے اور یہ روایت عبد الحمید بن جعفر کی وجہ سے نہایت ضعیف ہے۔ اگر یہ روایت رفع یدین کی قوی دلیل ہوتی تو امام بخاریؒ اسے اپنی بخاری میں لاتے۔

غ: ابوداؤد شریف میں چلو آپ نے اس کو ضعیف بنا دیا۔ وائل بن حجرؓ کی حدیث میں تو ہے جو حضور ﷺ کے آخری عمر میں آکر اسلام لائے۔ وہ

رفع یدین کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ متاخر الاسلام صحابی کا رفع یدین کرنا اسی لیے ہے کہ حضور ﷺ نے آخری دم تک رفع یدین کیا ہے۔ اگر آخری عمر میں چھوڑا ہوتا تو آپ کی آخری عمر میں اسلام لانے والا صحابی بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتا۔ معلوم ہوا رفع یدین آخر تک رہا ہے، ختم نہیں ہوا۔

س: میرے بھولے غیر مقلد بھائی، یہ بھی آپ کو مغالطہ ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

غ: کیوں مغالطہ ہے؟ وائل بن حجرؓ متاخر الاسلام صحابی نہیں ہیں؟

س: پیارے بھائی، آپ اپنے غیر مقلد علماء کی کتابیں پڑھ لیتے تو تسلی ہو جاتی۔ یہ میرے ہاتھ میں آپ کے عالم غیر مقلد مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری کی کتاب تحقیق الکلام ہے، ص ۷۵ پر لکھتے ہیں، متاخر الاسلام ہونے سے دلیل لانا اسی کا کام ہے جو اصول حدیث اور اصول فقہ سے ناواقف ہے۔ یعنی جو کسی صحابی کے تاخر اسلام کو کسی مسئلہ کی دلیل بنائے، وہ اصول حدیث سے ناواقف ہے۔ میرے بھائی، آپ ناواقفی کا عمل کر کے بے وقوف نہ بنیں بلکہ باوقوف بنیں۔ مبارک پوری صاحب اسی کتاب تحقیق الکلام ص ۷۶ پر لکھتے ہیں۔ ان تاخر اسلام الراوی لا یدل علی تاخیر ورود المروی کسی راوی کے اسلام کا متاخر ہونا روایت کے تاخر پر دلالت نہیں کرتا۔ باقی وائل بن حجرؓ کی روایت جس کو آپ نے بڑے ناز کے ساتھ پیش فرمایا ہے، اس میں جہاں رکوع کے رفع یدین کا ذکر ہے، وہاں سجدے کے رفع یدین کا ذکر بھی ہے۔ اگر کسی راوی کا متاخر الاسلام ہونا اس عمل کے متاخر ہونے کی دلیل ہے تو پھر سجدوں والا رفع

یدین چھوڑ کر کیوں گناہگار ہو رہے ہو؟ دیکھیں حدیث میں دو رفع یدین ہیں، رکوع والا اور سجدے والا لیکن تم ایک کرتے ہو۔ کیوں؟ تومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

غ: حضرت وائل کی روایت میں سجدوں کا رفع یدین مذکور ہے؟

س: بھائی صاحب، دیکھنے میں تو کوئی حرج نہیں، دیکھ لیتے ہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں ابو داؤد ہے۔ باب رفع الیدین ص ۱۰۵ پر حدیث موجود ہے جو جناب پیش فرما رہے ہیں۔ اس میں الفاظ پر غور کریں۔ واذا رفع راسه من السجود ایضا رفع یدیه اور جب اپنا سر سجدوں سے اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے۔

غ: سجدوں والی بات کا جواب خود امام ابو داؤد دے رہے ہیں کہ روی هذا الحدیث همام عن ابن حجادة ولم یذکر الرفع مع الرفع من السجود کہ حجادہ کے شاگرد ہمام نے یہ سجدوں کی رفع یدین کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

س: محترم، ابن حجادہ کے شاگرد ہمام نے اگر یہ لفظ نقل نہیں کیے تو کیا ہوا؟ عبد الوارث بن سعید نے تو نقل کیے ہیں۔ وہی حدیث جو آپ نے پیش فرمائی، اس کی سند پر غور کریں۔ ابن حجادہ کا شاگرد عبد الوارث بن سعید ہے۔ انکار کی یہ تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک شاگرد نے نقل کیا ہے اور ایک نے نہیں کیا۔ آپ نے شاید قانون نہیں پڑھا کہ زیادت ثقہ قبول ہوتی ہے۔ وائلؓ کی اس روایت پر تو شیعہ کو خوش ہونا چاہیے۔ نامعلوم آپ کیوں خوش ہیں؟ یہ روایت شیعہ کا سجدوں والا رفع یدین ثابت کرتی ہے

جس کو جناب نہیں مانتے۔

غ: تو پھر اس روایت کا کیا کریں؟

س: برادرم، پوری حقیقت کا آپ کو علم نہیں۔ یا علم تو ہے بس مسلک کی پاسداری کے لیے بضد ہو۔

غ: حدیث وائل بن حجرؓ میں کون سی حقیقت ہے جس سے میں بے خبر ہوں؟

س: برادرم، حضرت وائلؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں دو مرتبہ آئے ہیں۔ پہلے آئے، دوبارہ ڈیڑھ سال کے بعد تشریف لائے (جزء بخاری مترجم گرجاکھی غیر مقلد ص ۱۶) حضرت وائلؓ جب دوبارہ تشریف لائے تو رفع یدین صرف ابتدائے نماز میں رہ گیا تھا۔

غ: دوبارہ آنے کا ذکر اور پھر صرف ابتدائی رفع یدین کا ذکر کس حدیث میں ہے؟

س: اللہ رب العزت عمل کی توفیق عطا فرمائے، حدیث بھی مل جائے گی۔

غ: جلدی حدیث دکھاؤ جس میں حضرت وائل کے دوبارہ آنے کا ذکر بھی ہو اور صرف پہلی رفع یدین مذکور ہو۔

س: اگر کبھی تعصب کی عینک اتار کر اسی ابو داؤد شریف کو پڑھا ہوتا تو یہ حدیث اسی ابو داؤد میں موجود ہے۔ جس صفحہ سے حضرت وائل کی حدیث آپ نے پیش کی ہے، اسی صفحے کے آخر میں دیکھیں ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم فی افتتاح الصلوۃ فرماتے ہیں میں پھر آیا

ان کے پاس، میں نے ان کو دیکھا وہ نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔ دیکھیں دوبارہ آنے کا ذکر بھی ہے اور صرف ابتدائی رفع یدین کا ذکر ہے۔ اور جو روایت آپ نے پیش کی ہے، اس میں رکوع اور سجدے میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ جب پہلی مرتبہ تشریف لائے تو رکوع اور سجدے میں رفع یدین تھا۔ جب دوبارہ آئے تو نہ رکوع والا باقی رہا نہ سجدے والا۔ وہی رہا جس کو اہل السنت والجماعت حنفی کرتے ہیں۔ وہ ابتداء نماز کا رفع یدین ہے اور الحمد للہ ہم اسی کے پابند ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

غ: امام ابو داؤد نے ترک رفع یدین کی احادیث بھی ذکر کی ہیں جو حنفیوں کو کام آ جائیں؟

س: برادرم، رفع یدین کے باب کے بعد ترک رفع یدین کا باب موجود ہے۔ دیکھیں ایک حدیث تو میں نے حضرت وائلؓ سے پیش کر دی ہے۔ اس کے بعد پورا باب ترک رفع یدین سے متعلق ہے۔ اسے غور سے پڑھیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى بهم فلم يرفع يديه الا مرة کیا نہ پڑھاؤں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز، پس نماز پڑھی پس نہ رفع یدین کیا مگر ایک دفعہ۔

غ: اس حدیث پر تو اہل حدیث حضرات اعتراض کرتے ہیں۔

س: غیر مقلدین تو ہر اس حدیث پر اعتراض کرتے ہیں جو ان کے مذہب کے خلاف ہو۔ اگر اس پر کر دیا تو پھر کیا ہوا۔ آخر اعتراض کیا ہے؟

غ: اس حدیث میں عاصم بن کلیب راوی ضعیف ہے۔

س: محترم ایک بات کا مجھے یقین ہو گیا۔

غ: وہ کس بات کا؟

س: اس بات کا یقین آگیا کہ آپ پکے غیر مقلد ہیں۔

غ: میرا پکا غیر مقلد ہونا کس ادا سے معلوم کیا؟

س: غیر مقلدین کی بہت ساری ادائیں ہیں جن سے یہ پہچانے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اعتراض کرتے وقت نہیں دیکھیں گے کہ اعتراض کس پر ہو رہا ہے اگرچہ اس اعتراض کی زد میں اپنا خانہ خراب ہو جائے۔ اعتراض ضرور کرنا ہے۔

غ: بڑی حیرت کی بات ہے، میں نے عاصم بن کلیب پر اعتراض کر کے کون سا اہل حدیث کا نقصان کیا ہے؟

س: وہ تو پتہ چل جائے گا کہ کون سا نقصان کیا۔ بہرحال آپ پکے غیر مقلد ہیں۔ غیر مقلد وہی ہوتا ہے جو اعتراض کرتے ہوئے نہ سوچے نہ سمجھے نہ آگے پیچھے دیکھے۔ آپ نے بھی عاصم بن کلیب پر اعتراض کرتے ہوئے ادھر ادھر نہیں دیکھا اور اپنے غیر مقلدین کو بھی رسوا کر دیا۔

غ: وہ کیسے؟

س: وہ اس طرح کہ یہی راوی عاصم بن کلیب جس پر جناب نے اعتراض کر دیا ہے، اسی ابو داؤد کے باب رفع یدین میں حضرت وائل کی رفع یدین والی حدیث میں بھی ہے۔ وہاں عاصم بہت ثقہ راوی ہے۔ جب ایک صفحہ کے بعد حنفیوں کے استدلال میں پیش ہو جائے تو فوراً" اس کا کمانڈو

ایکشن شروع ہو جاتا ہے اور اس راوی کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ وہی راوی پہلے صفحہ پر ثقہ ہو اور اگلے صفحہ پر ضعیف ہو جائے۔ یہ قانون تو غیر مقلدیت کا ہی ہو سکتا ہے۔

غ: دیکھیں دونوں روایتوں میں عاصم بن کلیب ضعیف ثابت ہو گیا۔ رفع یدین کرنے والی میں بھی اور چھوڑنے والی میں بھی۔ تو اب کیا ہو گا؟

س: ہونا کیا ہے۔ عاصم بن کلیب ثقہ ثابت ہو جائے‘ پھر بھی ہمارا فائدہ ہے۔ ضعیف ثابت ہو جائے پھر بھی ہمارا مدعا ثابت ہو جائے گا۔

غ: دونوں صورتوں میں آپ کا فائدہ ہو‘ یہ بات میرے فہم سے ذرا اونچی ہے۔ جب یہ راوی ثقہ ثابت ہو جائے تو یقیناً آپ کا فائدہ ہوا کہ ترک رفع یدین والی روایت صحیح ثابت ہو گی۔ جب یہی راوی ضعیف ثابت ہو جائے‘ اس میں آپ کو کس طرح فائدہ ہو گا اور آپ کا مدعا کس طرح ثابت ہو گا؟

س: عزیزم‘ راوی کے ثقہ ہونے کی صورت میں تو فائدہ ہو گا‘ ظاہر ہے۔ جب ضعیف ثابت ہو جائے گا تو رفع یدین کرنے اور چھوڑنے والی دونوں حدیثیں ضعیف قرار پائیں گی۔ اب نہ کرنے والی حدیث رہی اور نہ ہی نہ کرنے والی حدیث رہی۔ تو اصل تو نہ کرنا ہے تو رفع یدین نہ کرنا ہی بچ جائے گا۔ راوی کو جو چاہو‘ کہتے رہو۔

غ: عاصم بن کلیب اہل حدیث کی کسی اور حدیث میں آتا ہے جہاں ہمارا عمل بھی ہو اور عاصم بن کلیب بھی اس حدیث میں ہو؟

س: جی ہاں‘ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت ابن خزیمہ باب وضع الیمین

علی الشمال فی الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۳ پر موجود ہے جس میں عاصم بن کلیب بھی ہے اور یہی روایت اس مسئلے میں آپ کی دلیل عظیم ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ راوی بخاری و مسلم کا راوی ہے۔ اگر کوئی حنفی بخاری کے راوی پر جرح کر دیتا تو غیر مقلد یقیناً کفر کا فتویٰ لگا دیتے۔

غ: عاصم بن کلیب بخاری اور مسلم کا راوی ہے؟

س: یہ دیکھیں بخاری شریف ج ۱ ص ۸۶۸ پر باب لبس القسی پر عاصم بن کلیب سے تعلیقاً روایت موجود ہے اور مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۷، ج ۲ ۳۵۰ و ۲۱۳ میں عاصم بن کلیب کی حدیث موجود ہے۔ ابو عوانہ میں اس سے احتجاج کیا گیا ہے۔ ابو عوانہ (ج ۲ ص ۶۹ باب اللباس) ترمذی شریف باب کیف الجلوس فی التشھد ج ۱ ص ۳۹ پر عاصم بن کلیب کی روایت کو امام ترمذیؒ نے حسن صحیح فرمایا ہے۔ یاد رکھنا یہ حدیث امام ابو داوٗدؒ کے نزدیک بھی صحیح ہے کیونکہ قاضی شوکانی غیر مقلد نے اپنی کتاب نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ وہ روایت جس سے امام ابو داوٗد خاموشی اختیار کریں، صحیح ہوتی ہے۔ گویا یہ روایت غیر مقلدین کے نزدیک بھی صحیح ہوئی۔ اب کہاں جاؤ گے؟ کون سا بہانہ بناؤ گے؟

غ: امام ابو داوٗد روایت ابن مسعودؓ پر خاموش تو نہیں بلکہ آگے جرح کر رہے ہیں کہ لیس بصحیح علی ھذا المعنی یہ حدیث اس معنی کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

س: میرے بھولے غیر مقلد بھائی، کبھی ابو داوٗد شریف کی زیارت بھی کی ہے! یا سنی سنائی پر مست ہو؟

غ: ابوداؤد شریف تو نہیں دیکھی' مشکوۃ شریف باب صفت الصلوۃ فصل ثالث ج ا ص ۷۷ پر یہ لفظ دیکھے ہیں۔ وہیں سے یاد کر لیے۔

س: تم تو کہتے تھے ہم تحقیق کرتے ہیں اور اہل حدیث بغیر تحقیق کے کسی حدیث پر عمل نہیں کرتے لیکن یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے۔ دیکھیں یہ الفاظ جو آپ نے نقل کیے ہیں' ھذا الحدیث لیس بصحیح علی ھذا المعنی یہ روایت براء بن عازبؓ کے ساتھ لگتے ہیں اور امام ابوداؤد نے ص ۱۱۰ پر اسی حدیث کے بارے میں فرمائے ہیں۔ حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں نہیں فرمائے۔ روایت عبد اللہ بن مسعودؓ اس جرح سے خالی ہے۔ باقی اس جرح کا براء بن عازب کی حدیث پر بھی کوئی اثر نہیں اس لیے کہ یہ جرح مبہم ہے' مفسر نہیں۔

غ: جب اس جرح کا تعلق حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت کے ساتھ نہیں تو پھر صاحب مشکوۃ نے کیوں یہ لفظ اس حدیث کے ساتھ درج کیے ہیں؟

س: پیارے غیر مقلد بھائی' ایک بات یاد رکھنا۔ عالم الغیب اللہ رب العزت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ دوسرا عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ وحی صرف انبیاء پر آتی تھی' ان کے بعد کسی اور پر نہیں آتی۔ یہ الفاظ مشکوۃ والے نے روایت ابن مسعودؓ کے ساتھ جوڑے ہیں' ان سے بھول واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ بھول معاف فرمائے بلکہ بھول چوک تو ویسے ہی معاف ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت ان کے درجات کو بلند فرمائے' آمین ثم آمین۔ صاحب مشکوۃ نہ عالم الغیب تھے اور نہ ہی ان پر وحی آتی تھی۔ غلطی

ان سے بھی ہو سکتی ہے۔

غ : چلو یہ جرح براء بن عازبؓ کی حدیث کے ساتھ تو ہے نا؟ وہ تو ضعیف ہو گئی نا؟

س : حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث کے بعد ترک رفع یدین کے باب میں امام ابو داؤد حضرت براء کی حدیث اس طرح لاتے ہیں عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نہ کرتے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ لیس بصحیح کہنا جرح مبہم ہے، مفسر نہیں ہے۔ اور جرح مبہم کسی کے ہاں بھی معتبر نہیں ہے۔

غ : امام ابوداؤد نے حضرت براء بن عازبؓ کی روایت پر جرح کیوں کی ہے آخر؟

س : برادرم، اس قسم کی مبہم جرحیں میں بھی پیش کرنا شروع کر دوں تو پھر آپ تو پریشان ہو جائیں گے۔ کسی روایت کے متعلق صرف اتنا کہنا کہ صحیح نہیں ہے، کسی کے ہاں بھی معتبر نہیں۔ پہلے اصول حدیث پڑھیں، بعد میں بات کریں۔

غ : حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت کسی اصول سے آپ صحیح ثابت کر سکتے ہیں؟

س : برادرم، ثابت کر سکتے ہیں کا کیا مطلب؟ یہ ہے ہی صحیح بلکہ غیر مقلدین کے اصول کے مطابق بھی صحیح ہے۔ قاضی شوکانی غیر مقلد نے نیل

الاوطار ج ا ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ جس روایت سے امام ابوداؤد خاموشی اختیار کریں، وہ صحیح ہوتی ہے تو اس حدیث کے بعد امام صاحب نے کوئی جرح نہیں فرمائی لہٰذا صحیح ہے۔ ابو داؤد شریف سے بھی آپ کو کوئی حدیث نہ ملی جو آپ کے دعویٰ کے مطابق ہو، یعنی ہمیشہ رفع یدین کرنے کا ثبوت دس مقامات پر ہو، اٹھارہ کی نفی ہو، حدیث صحیح ہو۔

غ: صحاح ستہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف آپ کے پاس ہے، اس میں بھی رفع یدین کی حدیث موجود ہے، آپ اس کا کیا کریں گے؟

س: محترم بھائی، اس میں اگر رفع یدین آپ کے دعویٰ کے مطابق مل جائے تو مان جائیں گے، اور کیا کرنا ہے۔ لیکن یاد رکھنا کوئی ایسی روایت پیش نہ کریں جس میں آپ کی نماز خلاف سنت ثابت ہو جائے۔

غ: وہ کس طرح؟

س: جو روایت بھی پیش کرتے ہو، اس میں بجائے دس کے نو جگہ رفع یدین کا ذکر ہوتا ہے، دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین آپ کے ہاں سنت ہے جبکہ ان روایتوں میں لفظ نہیں ہے۔ تو آپ تو رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خلاف سنت ثابت کر رہے ہیں۔ واہ ری غیر مقلدیت۔

غ: نبی اکرم ﷺ کی نماز خلاف سنت کس طرح ثابت کر رہا ہوں؟

س: پیارے بھائی، آپ کے نزدیک رفع یدین چار رکعات میں دس مقامات پر جو کرے، اس کی نماز تو صحیح سنت کے مطابق ادا ہوئی اور جو رفع یدین اس سے کم کرے، اس کی خلاف سنت ہوئی۔ اگر نو جگہ رفع یدین والی روایت پیش کرو گے تو گویا دسویں جگہ والی رفع یدین آپ نے چھوڑ دی تو

وہ نماز تو خلاف سنت ہو گئی۔

غ: ترمذی شریف میں بھی رفع یدین کی حدیث موجود ہے۔

س: میرے پیارے بھائی، اللہ تعالیٰ اگر دیکھنے کی توفیق عطا فرماوے تو اس کے اسی صفحہ پر ترک رفع یدین کی حدیث بھی موجود ہے۔

غ: ترک رفع یدین کی حدیث ترمذی میں کہاں ہے؟

س: جو روایت رفع یدین آپ پیش کر رہے ہیں، اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ فصلی فلم یرفع یدیه الی فی اول مرة میں تمہیں حضور ﷺ کی نماز پڑھ کے نہ دکھاؤں؟ پس نماز پڑھی، نہیں رفع یدین کی مگر پہلی مرتبہ (ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

غ: یار، روایت پیش کر دی ہے لیکن اس پر جو امام ترمذی نے جرح کی ہے، اسے نقل نہیں کیا۔ یہی تو حنفیوں کا دھوکہ ہوتا ہے۔

س: امام ترمذیؒ نے کون سی جرح اس روایت پر کی ہے؟

غ: امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں حدیث ابن مسعودؓ ثابت ہی نہیں۔ جب امام صاحبؒ کے شاگرد ہی اس کے ثبوت کا انکار کر رہے ہیں تو ہم کیوں مانیں؟

س: محترم یہ تو بعد میں بتاؤں گا کہ جرح امام ترمذیؒ نے کیوں نقل کی ہے، پہلے میں یہ پوچھتا ہوں کہ بے دلیل باتوں کو ماننا صرف غیر مقلدین کے حصے میں آیا ہے؟

غ: وہ کس طرح؟

س: وہ اس طرح کہ جرح کرتے ہوئے کوئی وجہ جرح بھی معلوم ہونی چاہیے۔ جب امام عبد اللہ بن المبارکؒ نے یہ بات کی تو آپ کو چاہیے تھا کہ عدم ثبوت کی وجہ پوچھتے کہ کیا ہے۔ آپ نے بغیر دلیل کے عبد اللہ بن مبارک کے قول کو مانا اور بقول شما مشرک بن گئے۔

غ: اتنا جلدی ہم اہل حدیث مشرک کیسے بن گئے؟

س: میرے بھائی’ آپ خود ہی فرمایا کرتے ہیں کہ جو بغیر دلیل کے کسی بات کو مان جائے’ وہ اس کا مقلد ہو گیا اور جو مقلد ہو گیا’ وہ مشرک ہو گیا۔ برادرم’ آج تو اہل سنت کی مخالفت کرتے کرتے خود ہی ابن مبارک کی بے دلیل بات مان کر شرک کے گڑھے میں جا گرے ہو۔

غ: ابن مبارکؒ نے یہ لفظ کیوں کہے؟

س: پیارے غیر مقلد بھائی’ جب ابن مبارک کو ثبوت حدیث کا علم نہیں تھا تو لم یثبت کہہ دیا یعنی ثابت نہیں اور جب ثبوت مل گیا تو بڑی بہادری سے اس حدیث کو ترک رفع یدین کے متعلق پیش فرماتے ہیں۔ خود ابن مبارک اس کے راوی ہیں۔

غ: حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے اس حدیث کو کہاں روایت کیا ہے؟

س: اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے’ یہ میرے ہاتھ میں نسائی شریف، مع التعلیقات ج ۱ ص ۱۲۳ پر عبد اللہ بن مبارک اسی حدیث ابن مسعودؓ کے راوی ہیں۔ اگر روایت ان کے نزدیک روایت کرتے وقت ثابت ہی نہیں تو پھر معاذ اللہ بقول شما صحابیؓ رسول یا خود رسول پاک ﷺ کی ذات مقدس پر جھوٹ بول رہے ہیں؟ دو باتوں میں سے ایک مانی

پڑے گی۔ یا تو یوں کہیں کہ جب ثبوت نہیں ملا تو لم یثبت فرما دیا اور جب ثبوت مل گیا تو روایت کر دیا۔ اگر ثبوت بھی نہیں ملا اور روایت بھی کر دیا تو ماننا پڑے گا کہ عبد اللہ بن مبارکؒ نے معاذ اللہ جھوٹ بولا ہے۔ ثبوت نہ ہوتے ہوئے حدیث کو روایت کر دیا ہے۔

غ: انصاف کیا جائے تو آدمی اس حقیقت پر پہنچتا ہے کہ اس گئے گزرے دور کا آدمی بھی صحابہؓ پر جھوٹ نہیں بول سکتا چہ جائیکہ اس دور کا محدث جھوٹ بولے۔ لہٰذا پہلی بات ہی صحیح ہوگی کہ جب تک ان تک ثبوت نہیں پہنچا، لم یثبت فرماتے رہے اور جب ثبوت مل گیا تو حدیث کو صحیح سمجھ کر روایت کر دیا۔

س: اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے۔ بات اس طرح ہے جس طرح آپ سمجھ چکے ہیں۔

غ: جب حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے یہ جرح فرمائی ہے، تو امام ترمذیؒ نے ان کی تردید کیوں نہیں کی؟

س: تردید بڑے زور دار لفظوں میں کی ہے۔

غ: امام ترمذیؒ کی تردید مجھے تو نظر نہیں آئی۔

س: برادرم، میں امام ترمذیؒ کی تردید دکھا بھی دیتا ہوں، سمجھا بھی دیتا ہوں۔ وہ اس طرح کہ جب محدث حدیث بیان فرماتے ہیں تو اس کے بعد اس پر جو جرح ہو، اسے نقل فرماتے ہیں۔ یہاں ترک رفع یدین والی عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت کو نقل فرمانے سے پہلے عبد اللہ بن مبارک کی جرح نقل کی ہے، اس کے بعد روایت لائے ہیں۔ روایت کے بعد پھر فرمایا

یہ حدیث حسن ہے۔ لفظ حسن فرما کر جرح ابن مبارکؒ کی تردید کر دی۔ اگر ان کی جرح کو امام ترمذیؒ مانتے تو فرماتے حدیث موضوع کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔ بجائے موضوع کے حسن فرمایا۔ یعنی جو جرح نقل کی ہے، وہ غلط ہے۔ کتنے صاف اور واضح لفظوں میں تردید کی ہے۔ اس کے علاوہ امام ترمذیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور ﷺ کے صحابہؓ میں سے ترک رفع یدین پر بے شمار صحابہؓ عمل کرتے ہیں۔ یعنی رفع یدین چھوڑنے والے صرف حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہی نہیں بلکہ اتنے صحابہؓ ہیں کہ میں ان کی گنتی بھی نہیں کر سکتا۔ جب بے شمار صحابہؓ ایک عمل پر متفق ہوں تو بتاؤ وہاں اس قسم کی جرح مبہم کا کیا اعتبار ہوگا؟

غ: حدیث رفع یدین کے ساتھ بھی تو صحابہ کرامؓ کا نام ہے کہ کرنے والے بھی تھے۔

س: برادرم، امام ترمذیؒ جہاں فی الباب میں رفع یدین کے راوی شمار کرنے لگتے ہیں تو چودہ صحابہؓ کا نام لیتے ہیں لیکن ان میں سے قائلین رفع یدین کو شمار کرنے پر آتے ہیں تو چھ کا نام لیتے ہیں۔ اب روایت کرنے والے جب چودہ ہیں اور رفع یدین کرنے والے چھ ہیں تو باقی صحابہؓ تو یقیناً چھوڑ گئے تھے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ کیوں چھوڑ گئے تھے؟ اب تقابل میں امام ترمذیؒ کا انداز دیکھیں کتنا پیارا ہے۔ رفع یدین کرنے والے چھ اور نہ کرنے والے بے شمار۔

غ: چلو چھ ہی سہی، آخر یہ چھ تو کرتے رہے۔

س: برادرم، آپ پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کوئی صحابیؓ بھی ابن مسعودؓ کے علاوہ رفع یدین کا تارک نہیں تھا۔ آج تو بے شمار آ گئے۔ کس کس کی تردید کرو گے اور آپ کے پاس چھ ہیں۔ اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس دلائل زیادہ ہیں۔ بتاؤ یہاں امام ترمذیؒ جیسے محدث کی تحقیق میں دلائل کس کے پاس زیادہ ہیں؟

غ: چھ تو کرتے رہے، ان کا کیا کرو گے؟

س: امام ترمذیؒ نے جن چھ صحابہؓ کو قائلین رفع یدین میں شمار کیا ہے، ان میں سر فہرست ابن عمرؓ کا نام دیا ہے۔ ان کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے۔ اس پر پہلے بحث ہو چکی ہے کہ ابن عمرؓ صرف تحریمہ والی رفع یدین کرتے تھے۔ دوسرے حضرت جابر بن عبد اللہؓ ہیں، وہ جب بھی اپنے ساتھیوں کو نماز سکھاتے، بغیر رفع یدین کے سکھاتے تھے (دیکھیں موطا امام محمد ص ۸۹) تیسرے صحابی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں جن کو عاملین رفع یدین میں امام ترمذیؒ نے شمار فرمایا ہے۔ چوتھے صحابیؓ حضرت انسؓ کا نام پیش کیا ہے۔ ان سے سجدوں میں رفع یدین کرنے کی حدیث بھی مروی ہے۔ دیکھیں مصنف ابن ابی شیبہ کی ج ۱ ص ۲۳۵، دار قطنی ج ۱ ص ۲۰۹، مسند ابو یعلی ج ۲ ص ۸۸، محلی ابن حزم ج ۲ ص ۲۹۶۔ اس کے علاوہ ان کا اپنا عمل جو صحیح روایات سے مروی ہے، وہ پہلی دفعہ رفع یدین کرنے کا ہے۔ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۲۶ وقال اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین پانچویں صحابی ابن عباسؓ ہیں، ان سے بھی صرف ابتداء نماز کی رفع یدین منقول ہے۔ لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن کہ سات مقامات کے

علاوہ کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔ ان سات میں سے ایک نماز کا ابتدائی ہے اور چھ حج میں ہیں (نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۰) چھٹے صحابی عبد اللہ بن زبیر ہیں جن کو امام ترمذی نے عاملین رفع یدین میں شمار کیا ہے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ نے سجدوں اور رکوع والا رفع یدین کیا، ان کو میمون مکیؒ نے دیکھ لیا۔ فرماتے ہیں میں چل کر ابن عباسؓ کے پاس گیا اور کہا میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو ایسی انوکھی نماز پڑھتے دیکھا کہ آج تک کسی آدمی کو ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا (ابوداؤد ص) حضرت میمون مکی کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ آپ نے بہت سارے صحابہؓ کو دیکھا مگر ابن زبیرؓ کے سوا کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے بہت سارے تابعین کو دیکھا مگر کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے بہت سے تبع تابعین کو دیکھا مگر کسی کو نماز میں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے پوری دنیا سے آنے والے حاجیوں کو دیکھا مگر رفع یدین کرتے ہوئے صرف ابن زبیرؓ کو دیکھا۔ دیکھیں پورے خیر القرون میں رفع یدین کا عملی تواتر لاکھوں میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ یاد رکھیں تمام صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں اہل سنت نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے تفردات کو قبول نہیں کیا۔ یہ عیدین میں اذان واقامت کے قائل تھے، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کے بھی قائل تھے۔ (معارف السنن ج ۲ ص ۴۶۰ بحوالہ مجموعہ ج ۴ ص ۲۰۶)

میرے پیارے غیر مقلد بھائی، امام ترمذیؒ کے علم میں چھ صحابہؓ نکلے جو رفع یدین کے قائل تھے، ان کے رفع یدین کا حال آپ نے دیکھ لیا۔ اب بتاؤ کیا کرو گے؟

غ: میرا خیال ہے کہ رفع یدین والی روایت کو جب امام ترمذیؒ نے صحیح فرمایا اور ترک رفع یدین والی حدیث کو حسن فرمایا۔ یہ اصول مسلم ہے کہ جب صحیح اور حسن کا مقابلہ ہو جائے تو صحیح کو لیا جاتا ہے۔

س: میرے پیارے غیر مقلد بھائی، آپ اس اصول کو مانتے ہیں اور عمل کرتے ہیں؟

غ: کیوں نہیں مانتا؟ اس اصول کا کوئی بے ایمان ہی انکار کر سکتا ہے۔

س: محترم، دیکھ لیتے ہیں۔ ذرا ترمذی شریف کے دو چار ورق آگے الٹائیے۔ باب ما جاء فی القراءۃ خلف الامام ص ۴۱ پر جو فاتحہ خلف الامام کے ثبوت کی روایت ہے۔ اس کے متعلق امام ترمذی فرماتے ہیں۔ حدیث عبادۃ حدیث حسن۔ حضرت عبادہؓ کی روایت حدیث حسن ہے اور باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام میں ترک قراءۃ کے بارے میں حدیث جابرؓ لائے ہیں۔ وہاں فرماتے ہیں حدیث حسن صحیح۔ محترم یہاں بھی روایت حسن کا اور حسن صحیح کا تقابل کیجئے اور حسن کو چھوڑیے اور حسن صحیح پر عمل کیجئے اور اپنے قانون کو داد دیجئے یا قانون چھوڑ کر بے ایمان بنئے۔

غ: اب میں کیا کروں؟

س: اب رفع یدین چھوڑ دیں اور کیا کرنا ہے آپ نے۔ ایک طرف چھ، اور وہ بھی ثابت نہ ہو سکے، دوسری طرف بے شمار ہیں۔

غ: روایت حسن کا کیا درجہ ہے؟

س: حدیث حسن ضعیف نہیں ہوتی اور اس حدیث کو جمہور نے قبول کیا ہے اگرچہ غیر مقلد نہ مانے۔

غ: خواہ مخواہ جمہور کا نام لے دیا۔ حسن کو جمہور نے کہاں تسلیم کیا ہے؟

س: پیارے۔ آپ کا غیر مقلد قاضی شوکانی نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۲ پر لکھتا ہے' حسن عند الجمہور مقبول ہے۔ اب حوالہ ترے گھر کا مل گیا ہے۔ اب نہ مانو تو آپ کی مرضی۔

غ: سنا ہے کہ وکیع اس حدیث کا جو پہلا راوی ہے' اسے وہم ہو جاتا ہے۔ ایسے وہمی کی روایت کیونکر قابل قبول ہے۔

س: امام وکیع اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اور لوگ بھی۔

غ: اور کون ہے جو وکیع کا متابع اور موید ہے۔

س: برادرم' قرآن پاک میں بجائے ایک عورت کے دو کی گواہی کو معتبر قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ اگر ایک کو بات بھول جائے تو دوسری یاد کرا دے۔ قرآن پاک نے بات سمجھا دی ہے کہ جہاں دو ہوں' وہاں وہم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امام وکیعؒ کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ ہیں جو اس حدیث کو روایت کر رہے ہیں۔

غ: کس کتاب میں جلد دکھائیں' کتاب صحاح ستہ میں سے ہونی چاہیے۔

س: محترم کتاب صحاح ستہ میں سے ہو یا کوئی اور' آپ کو حوالہ چاہیے۔

غ: جی' صحاح ستہ کے علاوہ میں نہیں مانوں گا۔

س: جی' اپنے مطلب کی ہو تو مان جاتے ہو۔ ہمارے مطلب کی ہو تو شرط صحاح ستہ کی دکھائی جاتی ہے تا کہ انکار کرنا آسان ہو جائے۔

غ: آپ صحاح ستہ سے امام وکیع کا متابع دکھائیں عبد اللہ بن

مبارک جو آپ نے وعدہ کیا ہے، اور دکھائیں بھی صحاح ستہ سے۔

س: مرے بھائی، صحاح ستہ میں سے دکھا دیتا ہوں۔ آپ ماننے والے بنیں۔ یہ لو میرے ہاتھ میں نسائی شریف مع التعلیقات ج ۱ ص ۱۲۳ ہے۔ اس پر یہی حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ والی ہے کہ رفع یدین پہلا کیا اور اس کے بعد نہ کیا اور فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ اس کو روایت کرنے والے اکیلے وکیع نہیں ہیں۔ یہاں نسائی میں عبد اللہ بن المبارکؒ ہیں۔ اس کا حوالہ پہلے بھی دے چکا ہوں۔ یہ وکیع کا وہم صرف ترمذی کی حدیث میں ہے یا بخاری کی روایات میں بھی؟

غ: وکیعؒ بخاری شریف کا راوی ہے؟

س: کیوں نہیں۔ یہ بخاری شریف کے راوی ہیں لیکن "وہم" بھی غیر مقلدین کی طرح اتنا سمجھ دار ہے کہ بخاری کی روایت میں نہیں آتا۔ ترمذی کی روایت میں آجاتا ہے۔ یہ وہم بھی کتنا بے مرشدا ہے یا پھر جنہوں نے وہم کا الزام لگایا ہے، وہ بے مرشدے ہیں۔

غ: وکیع کو چھوڑیے، اگلے راوی کی بات کرتے ہیں۔

س: برادرم، یہی غیر مقلدین کی سب سے بڑی کمزوری ہے جو آپ دکھا رہے ہیں۔

غ: وہ کیا؟

س: وہ یہ کہ جب ایک بات میں لاجواب ہو جاتے ہیں تو فوراً" دوسری بحث چھیڑ دیتے ہیں جیسا کہ آپ وکیع کو چھوڑ کر اگلے راوی سفیان پر جا بیٹھے۔

غ: امام سفیان ثوریؒ کے متعلق سنا ہے کہ ان کو وہم ہو جاتا تھا اور وہ مدلس بھی تھے۔

س: بالکل غلط بات ہے۔ ہمارے نزدیک تدلیس متابع کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ باقی رہا ان کا وہم تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے کوئی ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی کہ اس میں وہم ہو گیا ہو۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت سفیانؒ ساری زندگی بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتے رہے۔ کیا ساری زندگی وہم رہا ہے؟ وہم تو ایک آدھ مرتبہ ہوتا ہے۔ پوری زندگی وہم ہونا یہ کسی غیر مقلد کا وہم ہو سکتا ہے، لیکن سفیان ثوریؒ کا وہم نہیں۔

غ: اس ترمذی کی روایت میں سفیان عن سے روایت کرتے ہیں اور ساتھ مدلس بھی ہیں۔ جب مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔

س: خدارا یہ قانون اپنے پاس رکھئے ورنہ صحیح بخاری صحیح نہیں رہے گی۔

غ: وہ کیسے؟

س: برادرم، وہ اس طرح کہ بخاری شریف میں بہت سے مقامات پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

غ: کوئی ایک مقام بھی آپ نہیں دکھا سکتے کہ بخاری میں سفیان نے عن سے روایت کی ہو۔

س: محترم آپ کا چیلنج ان شاء اللہ ابھی پورا کر دیتا ہوں۔ یہ میرے

ہاتھ میں بخاری شریف ہے۔

(۱) بخاری باب علامتہ المنافق ج ۱ ص ۱۰ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۲) بخاری باب الغضب فی الموعظة ج ۱ ص ۱۹ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۳) بخاری باب الوضوء مرة مرة ج ۱ ص ۲۷ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۴) بخاری باب البزاق والمخاط ج ۱ ص ۳۸ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۵) بخاری باب الوضوء قبل الغسل ج ۱ ص ۳۹ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۶) بخاری باب التستر فی الغسل عن الناس ج ۱ ص ۴۲ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۷) بخاری باب مباشرة الحائض ج ۱ ص ۴۴ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۸) بخاری باب ما یستر من العورة ج ۱ ص ۵۳ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۹) بخاری باب الاذان للمسافر ج ۱ ص ۸۸ پر سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۰) بخاری باب السجود علی سبعہ اعظم ج ۱ ص ۱۱۳ پر سفیان عن سے روایت

کرتے ہیں۔ تلک عشرۃ کاملہ

اب ذرا غور سے دیکھیں اور تعصب کی عینک اتار دیں۔ اپنے سے فیصلہ لیں۔ یہ وہی سفیان ہے جو ترک رفع یدین میں آیا ہے یا کوئی اور ہے؟ یہاں عن کے ساتھ روایت کر رہا ہے یا کسی اور طریقے سے؟ جب بخاری میں یہی سفیان مدلس عن کے ساتھ درست مانے بیٹھے ہو تو ترمذی میں ترک رفع یدین کی روایت میں اس راوی سے کون سا گناہ ہو جاتا ہے کہ اسے فورا" مدلس کہہ کر ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ کیا غیر مقلدیت بے انصافی کا نام ہے؟ ایک مقام پر اس کی روایت قبول ہو اور دوسرے مقام پر مردود ہو۔

غ: کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس پر اہل حدیث کا عمل ہو اور سفیان عن کے ساتھ روایت کر رہا ہو۔

س: محترم، بخاری کی مذکورہ دس احادیث کے منکر ہو؟

غ: میں نے کب انکار کیا ہے؟

س: سوال تو اسی انداز کا ہے کہ جس پر اہل حدیث کا عمل ہو۔

غ: میری مراد یہ ہے کہ تم ترمذی سے بھی دکھا دو۔

س: آؤ آج آپ کا یہ مطالبہ بھی پورا کر دیتا ہوں۔ آپ، جو آمین بالجہر کی روایت پیش کرتے ہیں، ترمذی ص ۳۴ باب ما جاء انہ لا صلاۃ الا بفاتحہ الکتاب، اسے سفیان عن سے روایت کرتے ہیں۔

غ: چلو سفیان کو چھوڑو، سفیان کے بعد عاصم بن کلیب ہے۔ جب یہ اکیلا ہو تو اس کی روایت بھی قابل قبول نہیں ہوتی۔

س: کیا ترک تقلید کے نتیجے میں تمہیں صرف یہ چالاکیاں نصیب ہوئی

ہیں؟

غ: میں نے کون سے چالاکی کی ہے؟

س: جس طرح پہلے کر چکے ہو، اب بھی کر رہے ہو۔

غ: بتاؤ تو سہی کون سی چالاکی کر رہا ہوں؟

س: رفع یدین کے لیے جو روایت وائلؓ ہمارے خلاف پیش کرتے ہو، اس میں عاصم بن کلیب ہے (ابو داؤد باب افتتاح الصلوۃ ص) ابن خزیمہ کی روایت جو سینے پر ہاتھ باندھنے والی پیش کرتے ہو، اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔

غ: اب میں کیا کروں؟

س: تقلید مجتہد کرو، اور تو نے کیا کرنا ہے تا کہ صحیح دین تک پہنچ سکے۔

غ: عاصم بن کلیب کی روایت کو کسی نے صحیح بھی کہا ہے یا نہیں؟

س: امام ترمذیؒ ان کی روایات کو صحیح فرماتے ہیں۔ ترمذی جلد اول کی آخری سے پہلی حدیث میں عاصم بن کلیب ہیں، امام ترمذی فرماتے ہیں، ھذا حدیث حسن صحیح۔

غ: چلو عاصم کو بھی چھوڑو، عبد الرحمٰن بن اسود کا علقمہ سے سماع نہیں ہے۔

س: عبد الرحمٰن بن الاسود ابراہیم نخعی کے ہم عصر ہیں یعنی دونوں کا زمانہ ایک ہے۔ ابراہیم نخعی کا سماع علقمہ سے ثابت ہے لہذا عبد الرحمٰن بن الاسود علقمہ کے بھی ہم عصر ہوئے۔ جب دونوں ہم عصر ہیں تو امام مسلم

” کے نزدیک حدیث کی صحت کے لیے راوی اور مروی عنہ کی معاصرت ہی کافی ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ہوئی۔ علاوہ ازیں امام ابو حنیفہؒ نے یہ حدیث عبد الرحمٰن بن الاسود کی بجائے ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی ہے اور علقمہ سے ان کا سماع شبہ سے بالاتر ہے لہٰذا روایت عبد اللہ بن مسعودؓ پر جتنے اعتراضات ہیں، سب بے کار ہیں۔

غ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بھول جایا کرتے تھے۔

س: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غ: انا للہ کیوں پڑھا؟

س: انا للہ نہ پڑھوں تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لوں۔ صحابہ کرامؓ پر تبرا اور جرح تو رافضی ہی کر سکتے ہیں۔ جو ساری زندگی سفر حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے، وہ نماز بھی نہ سیکھ سکے۔ ان کو نماز میں رفع یدین ہی بھولنا تھا، اور کچھ نہیں بھولا۔

غ: وہ رفع یدین کے علاوہ اور مسائل بھی بھولے مثلاً” رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کے بجائے گھٹنوں کے درمیان کر لیتے تھے۔

س: گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھنے والی روایت پر رفع یدین کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مسئلہ ترک رفع یدین میں حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ اور بھی بے شمار صحابہ کرامؓ ہیں۔ جس طرح امام ترمذی کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔ معاذ اللہ سارے صحابہؓ بھول گئے تھے جنھوں نے رفع یدین چھوڑا ہے؟

غ: اچھا یہ بتائیں کہ اس حدیث کو کسی نے صحیح بھی کہا ہے؟

س: بہت ساروں نے صحیح کہا ہے۔

غ: ہم صرف کسی اہل حدیث کا حوالہ چاہتے ہیں جس نے اسے صحیح کہا ہو۔

(۱) احمد شاکر غیر مقلد نے اسے صحیح کہا (ترمذی ج ۱ ص ۴۱)

(۲) البانی غیر مقلد نے حاشیہ مشکوۃ پر صحیح کہا (مشکوۃ البانی ج ۱ ص ۲۵۴)

(۳) ڈاکٹر رانا اسحاق غیر مقلد نے اپنے رسالہ رفع یدین کے ص ۲۱، ۳۱، ۲۳ پر اسے صحیح کہا ہے۔

(۴) زبیر علی زئی غیر مقلد نے نور العینین میں صحیح کہا۔

(۵) امام ترمذی نے حسن کہا (اور حسن روایت ضعیف نہیں ہوتی) (ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

(۶) عطاء اللہ حنیف غیر مقلد نے صحیح کہا ہے (تعلیقات ج ۱ ص ۱۲۳)

غ: آپ رفع یدین کے لیے منسوخ کا لفظ دکھائیں۔

س: بس اسی کا نام غیر مقلدیت ہے کہ اب لفظ منسوخ پر ڈٹ گئے کہ یہ دکھلاؤ۔ صرف نسخ کا لفظ سنا ہوا ہے، نسخ کی تعریف اور تقسیم قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کے لیے لفظ نسخ یا منسوخ دیکھنا شرط ہے۔ یہ ایک جہالت کا کرشمہ ہے جس کا ہم دیدار کر رہے ہیں۔

غ: لفظ نسخ یا منسوخ کا مطالبہ کرنا جہالت ہے؟ وہ کیسے؟

س: اس لیے جہالت کا لفظ استعمال کر رہا ہوں کہ

(۱) تورات، زبور، انجیل کے احکام بالاتفاق منسوخ ہیں لیکن وہاں ان کے لیے

قرآن وحدیث سے نسخ یا منسوخ کے لفظ آپ بھی نہیں دکھا سکتے۔ ثابت ہو گیا کہ نسخ اور منسوخ کے الفاظ نہ ہونے کے باوجود بھی نسخ ثابت ہو جاتا ہے۔

(۲) بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہے لیکن لفظ منسوخ موجود نہیں۔

(۳) متعہ منسوخ ہے لیکن لفظ نسخ موجود نہیں نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔

(۴) آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا ٹوٹ جانا منسوخ بالاتفاق ہے لیکن منسوخ کا لفظ نہیں۔

(۵) شراب کا پینا منسوخ ہے لیکن لفظ منسوخ نہیں۔

(۶) گدھے کے گوشت کی حلت منسوخ ہوئی لیکن منسوخ کا لفظ نہیں۔

(۷) نماز میں باتوں کا کرنا منسوخ ہو گیا لیکن منسوخ کا لفظ نہیں۔

(۸) قبروں پر جانے کی ممانعت منسوخ ہو گئی لیکن منسوخ کا لفظ نہیں۔

(۹) پہلے تمام کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا۔ رکھوالی اور شکار کے لیے کتے رکھنے کی اجازت مل گئی۔ تمام کتوں کے قتل کا حکم منسوخ ہوا لیکن لفظ منسوخ نہیں ہے۔

(۱۰) سجدوں والا رفع یدین منسوخ ہے لیکن منسوخ کا لفظ نہیں ہے۔

تلک عشرۃ کاملہ

غ: تو پھر منسوخ کے پہچاننے کی علامت کیا ہے؟

س: لگتا ہے کہ بات کو طبیعت گوارا کر رہی ہے۔

غ: کیوں نہیں۔ ماننے کے لیے ہی بیٹھا ہوں۔ منسوخ کی کیا نشانی ہے؟

س: آیئے ائمہ مجتہدین کا اصول دکھاتا ہوں کہ منسوخ کی علامت یہ

ہے۔ محدثین پہلے ایک حدیث لا کر اس کے بعد اس کے خلاف حدیث لاتے ہیں۔ دوسری حدیث کو ناسخ سمجھ کر بعد میں لاتے ہیں اور پہلی کو منسوخ سمجھ کر پہلے درج کر دیتے ہیں۔

غ: یہ قانون کس نے اور کہاں لکھا ہے کہ منسوخ حدیث پہلے درج ہوتی ہے اور ناسخ بعد میں۔

غ: امام نوویؒ نے شرح مسلم ج ۱ ص ۱۵۶ باب الوضوء مما مست النار میں فرمایا هذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث يذكرون الاحاديث التى يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ

غ: یہ قانون رفع یدین والی حدیث پر بھی لگایا گیا ہے یا نہیں کہ پہلے رفع کی حدیث ذکر کر کے بعد میں ترک کی لائی گئی ہو؟

س: برادرم! ضرور اس قانون پر عمل ہوا ہے۔ یہ نسائی میرے ہاتھ میں ہے۔ باب رفع الیدین للسجود ص ۱۲۹ سجدوں میں رفع یدین والی حدیث کے ثبوت میں مالک بن حویرثؓ والی حدیث پیش کی اور پہلے درج کی ہے۔ اس کے بعد باب یوں باندھا کہ ترک رفع الیدین للسجود اور ترک رفع یدین عند السجود کی روایت ابن عمرؓ لائے۔ ثابت ہوا کہ سجدوں والا رفع یدین منسوخ ہو گیا تھا۔

غ: چلو مان لیتے ہیں اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ سجدوں کا رفع یدین منسوخ ہوا۔ ہمارا اختلاف رکوع کے رفع یدین میں ہے۔

س: ہی نسائی کو غور سے دیکھیں۔ نسائی مع التعلیقات ج ۱ ص ۱۲۳ پر ا ؎ نسائی مالکؓ بن حویرث کی روایت لائے جس میں سجدوں کا رفع یدین

مذکور ہے۔ اس کے بعد رکوع کے رفع یدین کی حدیث لائے یعنی روایت ابن عمرؓ اس کے بعد ترک ذلک کے ساتھ باب باندھ کے عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث ترک رفع یدین لائے اور بتا دیا کہ جس طرح سجدوں والا رفع یدین باقی نہیں رہا۔ رکوع والا بھی باقی نہیں رہا۔ امام ابوداؤد پہلے رفع یدین والی احادیث لائے ہیں، بعد میں ترک رفع یدین والی۔ بتانا چاہتے ہیں کہ پہلی عمر والا عمل رفع یدین کرنا ہے اور آخری عمر کا عمل نہ کرنا ہے۔ امام نسائی نے پہلے رفع یدین کرنے کی حدیث نقل کی ہے بعد میں ترک کی۔ امام ترمذیؒ نے پہلے کرنے کی حدیث درج کی ہے، بعد میں نہ کرنے کی۔ مصنفین صحاح ستہ میں سے کسی محدث کا اسلوب آپ بھی بتائیں کہ پہلے ترک کی حدیث لائے ہیں اور بعد میں کرنے کی۔

غ : ہمارے پاس ہمیشہ رفع یدین کرنے کی روایت بھی ہے۔ فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللہ کہ حضور ﷺ موت تک رفع یدین کرتے رہے۔

س : ذرا اس کی حالت دیکھتے جائیں۔

پہلا راوی : ابو عبد اللہ غالی شیعہ ہے۔ دوسرا راوی : جعفر بن محمد جس کی توثیق ثابت نہیں۔ تیسرا : عبد الرحمٰن بن قریش وضاع یعنی حدیث گھڑنے والا ہے۔ چوتھا : عبد اللہ بن احمد جس کی توثیق ثابت نہیں۔ پانچواں راوی : حسن بن عبد اللہ جس کی توثیق ثابت نہیں۔ چھٹا راوی : عصمت بن محمد کذاب وضاع ہے۔

جس روایت میں دو راوی حدیثیں گھڑنے والے ہوں، ایک رافضی ہو، باقی

لاپتہ ہوں، اس کے بل بوتے پر پوری دنیا کو تارک سنت کہتے ہو اور بیس لاکھ کا چیلنج دیتے ہو۔ علم و تحقیق کے کیا کہنے۔

غ: چلو آپ کوئی حدیث ایسی دکھا دیں کہ جس میں ثابت ہو کہ نبی علیہ السلام کے بعد خلفاء راشدین نے رفع یدین نہ کیا ہو۔

س: برادرم، حضرت عمرؓ سے ثابت کر چکا ہوں کہ وہ تارک رفع یدین تھے۔ باقی آپ کا مطالبہ پورا کر دیتا ہوں۔

ابو یعلی نا اسحق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر ومع عمر رضی اللہ عنہما فلم یرفعوا ایدیہم الا عند التکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلوۃ قال اسحاق وبہ ناخذ فی الصلوۃ کلھا (ابو یعلی ج ۸ ص ۴۵۳۔ دار قطنی ج ۱ ص ۲۹۵۔ بیہقی ج ۲ ص ۷۹۔ الکامل ج ۶ ص ۱۵۶ بحوالہ ماہنامہ الخیر مارچ ۱۹۹۹ ص ۵۹) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے نبی اقدس ﷺ، ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ نماز پڑھی، ان سب نے رفع یدین نہیں کیا مگر پہلی تکبیر کے ساتھ۔ محدث اسحٰق بن ابی اسرائیل فرماتے ہیں کہ ہم پوری نماز میں یہی طریقہ اپناتے ہیں۔ اس حدیث میں صرف نبی پاک ﷺ کا صرف عمل ہوتا تو بھی کافی تھا لیکن ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ کا عمل اس بات کی دلیل ہے کہ آخر دم تک جو رفع یدین باقی رہا ہے، وہ صرف تکبیر تحریمہ والا تھا۔

غ: اس حدیث میں ایک راوی محمد بن جابر ہے، اس کے بارے میں

آپ کیا فرماتے ہیں؟

س: محمد بن جابر کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ امام حماد کا لازم صحبت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا ہم جماعت ہے۔ کوفہ کے جید علماء میں سے ہیں۔

غ: ہم کوفہ والوں کی بات نہیں مانتے۔

س: ہم نے کون سا آپ کی منت کی ہے کہ ضرور کوفہ والوں کی مانو۔ بلکہ انکار کرو تا کہ بخاری کا انکار بھی آرام سے کر سکو۔

غ: بخاری شریف میں بھی کوفی راوی ہیں؟

س: جی ہاں، بخاری شریف کوفی راویوں سے بھری پڑی ہے لیکن غیر مقلد راوی پوری بخاری میں ایک بھی نہیں۔

غ: بخاری اور کوفی راوی؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

س: ابھی دکھا دیتا ہوں۔

(۱) موسیٰ بن عائشہ کوفی۔ بخاری باب کیف کان بدء الوحی ج ۱ ص ۳

(۲) اعمش کوفی۔ باب علامات المنافق ج ۱ ص ۱۰

(۳) شعبی کوفی۔ باب المسلم من سلم المسلمون ج ۱ ص ۶

(۴) قبیصہ کوفی۔ باب علامات المنافق ج ۱ ص ۱۰

(۵) عمارۃ بن قعقاع کوفی۔ باب فضیلت جہاد ج ۱ ص ۱۰

(۶) ابراہیم بن یزید کوفی۔ باب خوف المومن ج ۱ ص ۱۲

(۷) ابو نعیم فضیل بن دکین کوفی۔ باب الحرام والحلال بین۔ ج ۱ ص ۱۳

(۸) زکریا ابن ابی زائدہ کوفی۔ باب الحلال بین۔ ج ۱ ص ۱۳

(۹) عدی بن ثابت انصاری کوفی۔ ج ۱ ص ۱۲

(۱۰) قیس ابن ابی حازم کوفی بعث رسول۔ ج ۱ ص ۱۳

تلک عشرۃ کاملہ

یہ تو صرف چند صفحات دیکھے ہیں، پوری بخاری کوفی راویوں سے بھری پڑی ہے۔ کیا کرو گے؟

غ: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب میں اپنی جرح کے کچھ اقوال نقل کیے ہیں۔

س: امام ابن حجرؒ کی پیدائش ۷۷۳ھ اور وفات ۸۵۲ھ میں ہوئی۔ محمد بن جابر کی وفات ۱۷۰ھ میں ہوئی۔ گویا تقریباً امام ابن حجرؒ محمد بن جابر کے ۶۰۰ سال بعد پیدا ہوئے اور بغیر کسی سند کے جرح کے اقوال نقل کیے ہیں۔ ان میں سے کوئی قول بڑھاپے سے قبل کا نہیں۔ اس کے علاوہ اس حدیث میں ان سے روایت کرنے والا اسحاق بن ابی اسرائیل ہے۔ وہ ان کی زبردست توثیق کرتے ہیں اور بڑے سے بڑے شیوخ سے ان کو ثقہ مانتے ہیں۔ اس حدیث میں سب سے بڑھ کر جو کمال ہے، وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک اعلیٰ ترین سند وہ ہوتی ہے جس کے راوی کثیر الملازمت ہوں اور تام الضبط ہوں۔ یہ دونوں صفتیں اس سند کے راویوں میں موجود ہیں۔ اس سے بڑھ کر جو خوبی بیان کی جا سکتی ہے، اس حدیث کا ہر راوی اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے۔

غ: دیکھیں پچاس صحابہ کرامؓ رفع یدین کے قائل تھے۔

س: جھوٹ اتنا بولو جو پچ جائے۔ بد ہضمی سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔

غ: میں نے مولویوں سے اسی طرح سنا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

س: پچاس صحابہؓ کے رفع یدین کی حقیقت ایک غیر مقلد سے طلب کر لیتے ہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں بلوغ المرام کی شرح سبل السلام ہے۔ امیر یمانی غیر مقلد نے لکھی ہے۔ اس کی جلد ۱ ص ۲۸۴ پر لکھتے ہیں انه روی رفع الیدین فی اول الصلوة خمسون صحابة منهم العشرة المشهود لهم بالجنة ترجمہ "نماز کے اول میں رفع یدین کی روایت کرنے والے پچاس صحابہ کرام ہیں' ان پچاس میں سے عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔" پچاس صحابہؓ سے پہلی تکبیر والی رفع یدین منقول ہے جس کو غیر مقلدین نے جھوٹ بول کر رکوع کے رفع یدین کے ساتھ جوڑ لیا ہے۔ الامان والحفیظ

غ: میرا خیال ہے' اس گفتگو کو سمیٹتے ہیں۔ آخر میں چند ایک سوال کرتا ہوں' ان کا جواب دیں۔

س: سمیٹنے کے لیے میری کوئی مرضی نہیں ہے۔

غ: بہرحال کوئی امید تو ہے کہ رہی نہیں۔ اگر رہ بھی گئی ہے تو پھر کسی مجلس میں نمٹا لیں گے۔

س: دوسرے سوالات کریں۔

غ: ہمارے علماء اہل حدیث نے بھی رفع یدین چھوڑنے کی کوئی گنجائش بتائی ہے یا رفع یدین چھوڑنے والوں کو کافر یا بے ایمان لکھا ہے؟

س: جب اہل حدیث ہونے کا دعویٰ آپ کا ہے تو اہل حدیث لوگوں کی عبارات آپ ہی دکھائیں کہ رفع یدین چھوڑنے والوں کو کس نے کافر یا بے ایمان کہا ہے۔

غ: بڑی مہربانی ہوگی۔ ہمارے اہل حدیث کے فیصلے دکھا دیں اس لیے کہ آپ کے پاس کتابیں موجود ہیں۔ میرے پاس ساری کتابیں نہیں ہیں۔

س: اگر میرے ذمہ لگاتے ہو تو میں ہی دکھا دیتا ہوں۔

(۱) ترک رفع یدین سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۵۴)

(۲) رفع یدین مستحب ہے (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۵۴) (سنت موکدہ ثابتہ غیر منسوخہ تو نہ رہی۔ ابو بلال)

(۳) رفع یدین سے مانع کی مثال فاتحہ و محفل میلاد سے مانع کی طرح ہے (ہدیہ المہدی ج ۱ ص ۱۱۸)

(۴) رفع یدین مستحب ہے (فتاویٰ علماء حدیث حاشیہ ج ۳ ص ۱۴۰)

(۵) رفع یدین کرنا نہ کرنا برابر ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۴۱)

(۶) تارک رفع یدین پر کوئی ملامت نہیں (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۵۲)

(۷) تارک رفع یدین پر کوئی ملامت نہیں (عرف الجادی ص ۳۶)

(۸) تارک رفع تارک سنت نہیں، تارک ثواب ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۰۸)

(۹) دونوں عمل جائز ہیں (تعلیق لت سلفیہ عطاء اللہ حنیف غیر مقلد ج ۱ ص ۱۰۲)

(۱۰) رفع یدین چھوڑنا اس طرح ہے جس طرح پہلا وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو نہ کیا (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۰۸)

تلک عشرۃ کاملہ

ان ساری عبارات اہل حدیث کو غور سے پڑھیں اور مجھے سمجھائیں۔

غ : میں تو یہی سمجھا ہوں کہ محققین علماء اہل حدیث یہی سبق دے رہے ہیں کہ رفع یدین چھوڑنا بھی جائز ہے، چھوڑنے والے پر کوئی ملامت نہیں۔ دونوں طرح جائز ہے لیکن ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔ ادھر سٹیج پر، تقریروں میں، سپیکر پر، تبلیغ میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ بھی رفع یدین نہیں چھوڑا۔ ادھر لکھتے ہیں کہ مستحب ہے۔ سٹیج پر کہتے ہیں کسی صحابی نے نہیں چھوڑا۔ ادھر لکھتے ہیں کہ تارک پر ملامت ہی نہیں۔

س : آپ میری پوری گفتگو پر بنظر انصاف غور کریں، جان اللہ تعالیٰ کو دینی ہے۔ دین اسی کا ہے، کسی کی جاگیر نہیں۔ پھر انصاف کے بعد اسی بات پر عمل کریں جو آپ نے نتیجہ نکالا ہے۔

غ : بھائی جان، میں آج سے دو سال پہلے اہل حدیث ہوا تھا۔ ایک سکول ماسٹر نے مجھے ایک کتاب دی جس کا نام صلوٰۃ الرسول تھا۔ میں نے پڑھی، اس کے بعد اپنے ماسٹر صاحب سے سوال کیا کہ ہمارے حنفی رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ حضور ﷺ کے مقابلہ میں ابو حنیفہؒ کا قول مانتے ہیں۔ آپ ﷺ کی نماز کو ٹھکرا دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کی بات کو گلے سے لگا لیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتا تھا کہ کسی مولوی کے ساتھ فی الحال گفتگو نہ کرنا، اگر بات کرنی بھی ہو تو عام سے مولوی سے کرنا جس کو اہل حدیث کے اندرونی معاملات کا بھید نہ ہو۔ جب وہ حدیث دکھائے تو فوراً" کہہ دینا کہ ضعیف ہے۔ وہ فوراً" ڈر جائے گا۔ حدیث

حدیث کا رعب ڈالتے چلے جانا۔ بخاری کا نام زیادہ لینا۔ ایک دن میں نے ماسٹر صاحب سے کہا کہ ان کی ہر حدیث کو میں ضعیف کس طرح کہوں؟ ہو سکتا ہے وہ ٹھیک ہو۔ اس نے جواب دیا‘ پروا نہیں ضعیف کہہ دینا۔ حنفی مذہب کی بنیاد ضعیف روایتوں پر ہے۔ ایک دفعہ ماسٹر صاحب سے میں نے عرض کیا کہ مجھے ضعیف حدیث کی تعریف ہی یاد کروا دو تو انہوں نے ٹالتے ہوئے جواب دیا کہ جس کے سامنے تو نے ضعیف کہنا ہے‘ ان کو کون سی تعریف یاد ہے۔ اگر وہ کہہ دے کہ تیرا فلاں عمل بھی حدیث کے خلاف ہے تو فورا" جواب دینا کہ یہ میرا ذاتی فعل ہے یا یوں کہنا کہ اس کی منع دکھاؤ۔ اپنی سنانا‘ کسی حنفی کی پوری بات نہ سننا۔ چیلنج پر چیلنج کرتے چلے جانا۔

حنفیت سے مجھے غیر مقلدیت کی طرف اس طرح لایا گیا اور احناف اہل سنت سے بچنے کے یہ داؤ بتائے گئے اور ساتھ بار بار قسمیں کھانا کہ اہل سنت والجماعت احناف کے پاس رفع یدین چھوڑنے کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ جتنی صحیح حدیثیں دکھائیں‘ یوں کہنا کہ اس کا مطلب وہ نہیں جو آپ نے سمجھا ہے۔ اگر ایک مسئلے پر پھنس جاؤ تو فورا" فاتحہ کا مسئلہ چھیڑ لینا‘ اگر اس میں پھنس جاؤ تو آمین بالجہر کا مسئلہ چھیڑ دینا۔ اگر حنفی ہر مسئلہ کا جواب دے دیں تو فورا" فقہ حنفی کی چند عبارات سنا دینا۔ اگر ایسی عبارت اہل حدیث کی سنا دیں تو کہنا میں ان کا مقلد نہیں ہوں۔ تو کبھی مار نہیں کھاؤ گے۔ ہماری جماعت تمہارا پورا تعاون کرے گی ان شاء اللہ۔ ہم دنیا و آخرت میں تیرے ساتھ ہیں۔ اور ماسٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ خطرناک حنفی ہیں‘ انہوں نے دین کا بیڑا غرق کیا ہے۔ کبھی کبھی امام صاحب

پر برستے اور جب سٹیج پر آتے تو ان کو رحمت اللہ بھی کہتے۔ نجی محفل میں احناف کو گالیاں دیتے، پھر ان کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے، آپ نے بڑی محبت سے میرے ہر سوال کا جواب با دلیل دیا ہے اور کبھی تو میں غصے بھی ہو جاتا جس طرح مجھے سکھایا گیا تھا۔ آپ نے شفقت کا دامن نہ چھوڑا اور مجھے سمجھاتے رہے۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی، آپ نے اٹھنے نہ دیا حتیٰ کہ بات پوری ہو گئی۔ وہ بخاری مسلم کا رعب ڈالتے تھے، آپ نے بہت ساری حدیثیں دکھائیں جو متفق علیہ ہیں جن پر ان کا بھی عمل نہیں۔ جب بخاری و مسلم کے مقابلے میں دوسری کتابوں کو رد کرنے کی باری آئی، بھائی جان آپ نے اس کی مثالیں بھی پیش کیں کہ یہ کام تو اہل حدیث بھی کرتے ہیں۔ سچی بات ہے میں نے ایک دن مرنا ہے، خدا کو جان دینی ہے۔ کسی ماسٹر یا ڈاکٹر کی قبر میں نہیں جانا۔ میں آج کے بعد اسی طرح نماز بغیر رفع یدین کے پڑھوں گا جس طرح پہلے پڑھتا تھا۔ باقی مسائل بعد میں ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ضد اور عناد کو چھوڑ کر حق سمجھنے، پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

تقریظ

از امام اہل سنت شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

مبسملا ومحمدلا ومصلیا ومسلما ۔ اما بعد۔ راقم اثیم نے رسالہ تحفہ اہل حدیث سرسری طور پر پڑھا ہے۔ اس میں بعض جگہ کتابت وغیرہا کی کچھ اغلاط بھی ہیں جو ان شاء اللہ العزیز طبع دوم میں درست کر دی جائیں گی۔ مجموعی لحاظ سے یہ رسالہ نہایت ہی عمدہ' دلچسپ اور پیارے انداز میں اصلاحی طورِ سے لکھا گیا ہے۔ محض جسمانی بیماروں کی طرح اکثر روحانی بیماروں کو مفید اور میٹھی دوا بھی کڑوی محسوس ہوتی ہے اس لیے کہ بیماری کی وجہ سے مزاج بگڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ ایک طبعی امر ہے۔ اس میں حکیم اور ڈاکٹر کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ ان شاء اللہ العزیز اپنے ہم مسلک ساتھیوں کو بھی اس رسالہ سے فائدہ ہوگا اور دوسرے فریق کے منصف مزاج حضرات کو بھی فروعی مسائل میں غلو کرنے پر ضرور سوچنے کا موقع ملے گا اور بد مزگی ہمیشہ غلو ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ قلبی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ابو بلال محمد اسمٰعیل جھنگوی دام مجدہم کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اس قسم کے مزید رسالے لکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وسلم آمین

ابو الزاہد محمد سرفراز

۱۰۔ صفر ۱۴۲۰ھ ۔ ۱۶۔ مئی ۱۹۹۹ء

جناب صاحبزادہ قاری عبد الباسط صاحب (جدہ) کی رائے گرامی

"تحفہ اہل حدیث کی اہمیت ماشاء اللہ تبارک اللہ ان کے مطالعہ کے بعد ہی سمجھ میں آئی۔ اللھم زدہ فزدہ وتقبلہ منکم ان شاء اللہ تعالیٰ"

علماء برطانیہ کے تاثرات

"آپ کی تالیف کردہ کتاب "تحفہ اہل حدیث" ایک دوست کے ہاں پڑھنے کی سعادت ملی۔ انداز تحریر بہت ہی خوب ہے۔ اللھم زد فزد۔ جو کتاب کو شروع کرے تو جب تک پوری کتاب نہ پڑھ لے، سکون نہیں آتا۔ ایک ہی مجلس میں آپ کی یہ تالیف بندہ احقر نے پڑھی، تب جاکر سکون آیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل وعمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کی اس محنت کو قبول فرماتے ہوئے ذریعہ نجات بنائیں۔ .... (انگریزی) ترجمہ کے سلسلہ میں چند نوجوان علماء کرام نے مل کر کام کرنے کا عندیہ ظاہر کیا ہے تا کہ جلد از جلد یہ کتاب انگریزی زبان میں شائع ہو سکے۔" (مولانا عبید الرحمٰن، روزن ڈیل، یو کے)

ایک غیر مقلد قاری کے تاثرات

"میرا نام ثناء اللہ ہے۔ تقریباً دو سال سے اہل حدیث مسلک سے وابستہ تھا مگر الحمد للہ اب نہیں ہوں۔ اس کی وجہ آپ کی نادر کتاب تحفہ اہل حدیث ہے۔ ماشاء اللہ اہل حدیث کے بارے میں لکھی جانے والی عظیم کتاب ہے اور یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ یہ کتاب میرے لیے کسی نئے سورج کے مانند ثابت ہوئی۔ مولانا صاحب، آپ نے یہ کتاب لکھ کر اہل حدیث کے پرخچے اڑا دیے۔ پتہ نہیں یہ کتاب مجھے پہلے کیوں نہ ملی۔" (ثناء اللہ۔ کیماڑی۔ کراچی)

ہوں۔ جن دوستوں نے مجھے اس طرف لگایا تھا۔ پہلا سوال ان
کہ جن کو غیر مقلدین اہلحدیث کے بارے میں معلومات ہوں ان
مسئلہ نہیں پوچھنا بلکہ لاعلم اور بے تحقیق لوگوں کے پاس جانا اور
تنگ کرنا ان کے ساتھ مل کر کئی دفعہ میں نے اپنے ابو کی توہین
میں ان سے بھی معافی مانگوں گا۔ آج پتہ چلا کہ یہ لوگ قرآن
کا نام لے کر کس قدر جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ہر بات کو حد
دیتے ہیں۔ جب ان کے بڑے بڑے مولویوں نے اتنے جھوٹ
تو عوام کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ سے ہر مسلمان کو محفو
سلف صالحین کے طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ ”العزیز“ نزد جامع مسجد صدیقیہ، گلہ برف خانہ،
کھوکھرکی، سیالکوٹ روڈ، گوجرانوالہ
(۲) مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور
(۳) مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور
(۴) کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
(۵) مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر گوجرانوال
(۶) ابو حنیفہ اکیڈمی، کلی مسجد، ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ
(۷) مدینہ کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ
(۸) کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

عرضِ ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد

فقہی جزئی مسائل میں اختلاف تو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے مگر کچھ عرصہ سے بعض لوگ ان مسائل میں انتہائی غلو سے کام لے رہے ہیں جس کی وجہ سے دینی حلقوں کے ان عوام الناس کو خاصی پریشانی لاحق ہو رہی ہے جو ان مسائل میں گہرا علم نہیں رکھتے۔ اس سلسلے میں صحیح صورت حال کی وضاحت کے لیے ادارہ العزیز کی طرف سے "تحفہ اہل حدیث" کا حصہ اول پیش کیا گیا جس میں مسئلہ تقلید، ننگے سر نماز پڑھنا، نماز میں پاؤں پھیلا کر کھڑے ہونا، ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا اور خود کو محمدی یا حنفی کہلانا وغیرہ مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اہل علم اور عوام الناس نے اس رسالہ کو نہایت پسند کیا۔ بہت سے ایسے حضرات نے جو قبل ازیں مخالف نقطہ نظر سے متاثر تھے، اس رسالہ کو پڑھ کر صحیح نقطہ نظر کو قبول کر لیا اور اندرون و بیرون ملک سے بے شمار خطوط میں مطالبہ کیا گیا کہ اسی انداز میں دیگر اختلافی مسائل کے حوالے سے مزید رسائل شائع کیے جائیں۔ چنانچہ اس سلسلہ کی دوسری کڑی پیش خدمت ہے جس میں ایک سنی اور ایک غیر مقلد کے مکالمہ کی صورت میں مسئلہ رفع یدین کی وضاحت کی گئی ہے اور تعصب سے بالاتر ہو کر مثبت انداز میں فریق مخالف کے دلائل ذکر کر کے ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ رسالہ کا انداز تحریر، حسب سابق، قارئین کے لیے دلچسپ ہو گا۔

ادارہ العزیز کی جانب سے ان شاء اللہ العزیز آئندہ بھی اس قسم کے رسائل کے ذریعہ سے عوام الناس کو دینی معلومات فراہم کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ "تحفہ اہل حدیث" کا تیسرا حصہ بھی بہت جلد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

ناظم ادارہ العزیز

www.Ahlehaq.Com

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ترک تقلید پر تأسف اور گزشتہ زندگی پر افسوس ہی افسوس

"پچیس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالاخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہی۔ ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے بغیر نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں "مگر دینداروں کے بے دین ہونے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔"

آگے لکھتے ہیں۔ "ترک تقلید سے ڈرنا چاہیے" (اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء)

اب غیر مقلدین کے بڑے بڑے علماء ترک تقلید کو بے دینی کا گیٹ فرما رہے ہیں۔ ساری زندگی ترک تقلید کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا کہ عامی آدمی کے لیے یعنی غیر مجتہد کے لیے تقلید ضروری ہے۔ اس کے بغیر بے دینی کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحابہ کرامؓ تابعین عظامؒ اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان بزرگوں کی سچی عقیدت و محبت ہمارے دلوں میں پیوست فرمائے۔ آمین بحرمت النبی الامین۔